قال رسول الله صلعم من انتفع بالحجر

الحمد والمنة کہ رسالہ تصنیف جناب حضرت مولانا شاہ ...

فیوض الحجر

معہ ترجمہ اردو

سعادت کونین

برای افادہ ہر خاص و عام بسعی تمام فقیر پر تقصیر سید ظہیر الدین عرف سید احمد دہلوی

طبع فی مطبع احمدی متعلقہ مدرسہ عزیزی دہلی

رجسٹری شدہ　　مکاتب دہلوی　　قیمت فی جلد ۱۰/

کتب خانۂ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

نمبر داخلہ ۱۸۷۳۱

تاریخ داخلہ

نام کتاب فیوض الحرمین ترجمہ سعادت کونین

فن کتاب سفرنا

نمبر کتاب ۰۹

فیوض الحرمین

مترجم اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللهم إني أحمدك وأثني عليك وأبوء لك بالتقصير
في الحمد والثناء واستغفرك واستعينك واعلم أنه
لا يغفر الذنوب إلا أنت ولا يعينني غيرك في الشدة
والرخاء وأوجه وجهي إليك وأسلم نفسي لك نسكي
وصلاتي ومحياي ومماتي تعاليت عن شركة
الشركاء وأعوذ بك من شرور نفسي ومن سيئات
أعمالي وألح عليك في سؤال الهداية لمحاسن الأخلاق
ومكارم الأعمال وأعتقد أنه لا يعيذني من هذه
ولا يهديني لهذه إلا الذي فطرني وفطر الأرض
والسماء وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك
له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله أفضل الرسل
والأنبياء صلى الله عليه وعليهم وعلى آله وأصحابه
ما تعاقب الملوان وما أظلت الخضراء وأقلت الغبراء
أما بعد فيقول العبد الضعيف ولي الله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی مین تیری حمد و ثنا کرتا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ تیری
حمد و ثنا مین قاصر ہون تجھی سے مغفرت چاہتا ہون اور تجھی سے
مدد مانگتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہین
بخشتا اور سوا تیرے کوئی میری مدد نہین کرتا رنج و راحت
مین اور تیری ہی طرف متوجہ ہون اور تجھی کو اپنے تئین
سونپتا ہون تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادت اور میری زندگی
موت تیرے ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہین اور پناہ چاہتا ہون تجھ سے اپنے
نفس کی برائیون سے اور اپنے اعمال کی برائیون سے اور کمال عجز سے
سوال کرتا ہون کہ اچھے اخلاق اور اچھے اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے
کہ کوئی نہین برائیون سے بچانے اور بھلائیون کی ہدایت کرنیوالا مگر جس نے مجھے پیدا کیا
اور زمین و آسمان کو اور گواہی دیتا ہون کہ سوا تیرے کوئی معبود نہین تو واحد لاشریک ہے
اور گواہی دیتا ہون کہ محمد تیرے بندے اور رسول ہین سب رسولون سے افضل اور
سب نبیون سے بہتر ہین اللہ کا درود ہو آن پر اور انکی آل و اصحاب پر جب تک
جبتک گردش ہے لیل و نہار مین جبتک آسمان سایہ کرے ہی اور زمین اٹھائے اما بعد کہتا ہے بندۂ ضعیف ولی اللہ

من عند الحبيب بحول الشفى ما انعم الله تعالى
بلطفه وحده اما بعد فمن اعظم نعم الله تعالى
علي ان وفقني لحج بيته وزيارة نبيه عليه افضل الصلوة
والسلام سنة ثلث واربعين والتي تليها من
الثاني عشر واعظم من هذه النعمة بكثير ان
جعل الحج حج الشهود والمعرفة لا حج الحجب والنكرة
والزيارة زيارة مبصرة لا زيارة عمياء فتلك نعمة
اعظم عندي من جميع النعم فاحببت ان اضبط
اسرار تلك المشاهد كما علمني ربي تبارك وتعالى
وكما استفدت من روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم
تذكرة لي وتبصرة لاخواني في الله ليكون ذلك اداء
لبعض ما وجب علي من شكرها وسميت الرسالة
بفيوض الحرمين حسبنا الله ونعم الوكيل و
لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم **فمن**
تلك المشاهد اني رأيت في المنام
جماعة من اهل الله شطر منهم اهل الاذكار والاورا
د داشت قد ظهرت على قلوبهم الانوار وعلى
وجوههم النضارة والجمال وهم لا يعتقدون
وحدة الوجود وشطر منهم يعتقدون وحدة
الوجود ويشتغلون بنوع من الفكر في سريان
الوجود ظهرت على قلوبهم جهالة وتجهم في
جنب الحق القائم بتدبير العالم عموما والنفوس
خصوصا وعلى وجوههم سواد وقحول فاحتج
الفريقان قال اهل الاذكار والاوراد الاتدرون
هذه الانوار والجمال علينا فنحن اهدى طريقة منكم

بعد حمد و صلوٰۃ کی خدا تعالیٰ دونو بڑی مہربانی فرماکے
اور رحمت کرے کہ مجھکو اسکی نعمتون سے یہ بڑی نعمت حاصل
ہوئی کہ مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ۱۱۴۳ ہجری ایکہزار ایکسو تنتالیس مین اور
یہ اور بڑی نعمت ملی کہ میرا حج مشاہدہ کے ساتھ ہوا اور حج
نہ حجاب اور نا معلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت
آنکھون والون کی نہ زیارت اندھون کی سی سو یہ میرے نزدیک
سب نعمتون سے بہت بڑی نعمت ہے مین نے چاہا کہ مین لکھون
ان مشاہدے کے اسرار جیسے مجھے اللہ نے معلوم کرائے اور جو
جیسے مجھے فائدے پہنچے ہین روحانیۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسلئے کہ یہ میرے لیئے یادگار رہے
اور میرے بھائیون کے واسطے بصیرت ہو اس سے
امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام مین نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہمکو اور اچھا
کارساز ہمارا برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی کی طرف سے
اون مشاہدون سے **مشاہدہ اول** مینے خواب مین ایک
جماعت کثیر اہل اللہ کے دیکھے ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا
ان کے دلون مین نور و چہرے تر و تازہ اور صاحب جمال تھے
ان کا عقیدہ وحدت الوجود نہ تھا اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود
والے جنکا شغل فکر سریان وجود مین تھا ان کے دل مین
شرمندگی و خجالت اس حق امر سے کہ عالم
کے تدبیر عموماً اور نفسون کی خصوصاً حق ہے ان کے
چہرے سیاہ اور منہ سوکھے ہوئے دونو بحثتے
مین اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تمکو ہمارا نور و جمال
نظر نہین آتا ہمارا طریقہ تم سے بہت ہدایت پر ہے

وقال اهل وحدة الوجود ليس ان اضمحلال الوجو
دات في الوجود الحق امر حق مطابق للواقع
فعلمنا ما لستم جاهليه فلنا الفضل عليكم فلما
التشاجر بينهم حكموني ورفعوا الى مشاجرتهم
فقمت بين هؤلاء وهؤلاء ثم قلت من العلوم
الصادقة ما تهذب به النفس ومنها ما لا تتهذب
به النفس وذلك لان الله تعالى خلق النفوس
باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم
الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت واذا
لم تستغرق فيه لم تتهذب ولم تصلح وهذه المسئلة
وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليس
هذه مشربكم وانما مشربكم التوجه الى الحقيقة
الجامعة بحسب نص عادات الملأ الاعلى اما اصحاب
الانوار فانهم وان جهلوا احدى هذه المسئلة لكنهم
لم يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم
وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الكمال واما
اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا في
المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم
لما صرفوا افكارهم في مرعى السريان ضاع
من ايديهم التعظيم والمحبة والتنزيه التي عرفت
بها الملأ الاعلى ربها وورثتها من قوى الافلاك
بحكم الفطرة فاستلاء العالم بعض فتهم وما
ورثوا منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ
ما خلقت لاجله فانتم ايها القائلون بوحدة
الوجود مع ان الوجود في العالم نطق منكم

اور وحدت الوجود والے کہتے ہیں کیا سب موجودات کی
ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق واقع نہیں
ہیں وہ راز معلوم ہوا جس سے تم جاہل رہے
پس ہمکو تم پر فضیلت ہے جب انمیں تنازع پڑی مجھکو منصف بنایا
پھر میں ان دونو فرقوں میں منصف بنا اور کہا بعض علوم
صادقہ ایسے ہیں جسے نفس مہذب ہوتا ہے
اور بعضے ایسے ہیں جسے نفس تہذیب نہیں پاتا اسواسطے
کہ اللہ نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کی ہیں
اور علوم حقہ میں ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اس میں
مستغرق ہوجائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے
اور جو مستغرق نہو مہذب نہیں ہوتا ہے نہ اصلاح
پاتا ہے سو تمہارا مسئلہ اگرچہ علوم حقہ سے ہے لیکن تم
دونوں کا یہ مشرب نہیں تمہارا مشرب تو حقیقت جامعہ
کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تصریح فرشتوں کی سو نور
والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب
حق کو پہنچ گیا نفس مہذب ہوگیا اور سنور گیا اور جس کمال کے واسطے
پیدا ہوا تھا اسکو پہنچ گیا لیکن وحدت الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو
پہنچ گئے لیکن اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب انہوں نے
اپنا فکر صرف کیا سریان وجود میں تعظیم و محبت ہاتھ سے
جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث
ہوئے اس کے قوار افلاک بسبب سرشت کے
اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے نفس مہذب
نہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے لئے پیدا
ہوئے سو آئے وحدت الوجود والو
تمہارا وہ جزء گویا ہوا اور بولا

بهذا السر جزء وليس من شأنه هذا العلم وأما الجزء
الذي مشربه هذا العلم فإنه أخرس فيكم ممسوخ
لا يعلم بهذا السر والأجزاء الباطنة فيكم وهي
العناصر الفلكية فاقدة لما يليق بها من الكمال
إنما الحري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه
غضاً طرياً راسخاً في النشأت المتزائلة ففهموا
هذه المسئلة وأذعنوا بها ثم قلت وهذا من
الأسرار التي اختصني ربي بها أحكم بها بينكم فيما
اختلفتم فيه والحمد لله رب العالمين ثم انتبهت

مشهد آخر رأيت ببصر روحي تدلياً
هو شيء واحد متصل في ذاته سار في العالم
كله كأن العالم ستائر فوقه وهو الداخل فيه
وفطنت حينئذ أن هذا التدلي الذي يتوجه إليه
العارف ويبصره ببصر روحه ويفنى فيه يقوى
تأثيره وإرشاده ويصح التصرف في الحق بالحق
وهذا التدلي له وجهان فوجه يلي وجه الوجود
الخارجي وهو كأنه لون منطبع في ألواح النفوس
يسمى بالنور والوجه الثاني يلي حضرة الوجود
الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم
والتدلي ولأجله يقال إن النقشبندية أدرجت
النهاية في البداية ومن وصل إلى الذات
بواسطة هذا التدلي لم يعلم إلا الاختيار
والإرادة وعلم نفسه مغموراً في بحر لا ساحل له

معرفة عظيمة أدركت الحق
المتدلي إلى عباده بأعظم التدليات أن

جو اس علم کے لائق نہیں اور جس جزء کے لائق یہ مشرب ہے
وہ گونگا اور مسخ ہو گیا اور تم میں عناصر فلکیہ جو اجزاء
باطنہ اس کمال کے ہیں بالکل نہیں اس سر کے لئے
وہ شخص لائق ہے جس میں یہ جزء بہت راسخ ہو اور اسکو
ناکارہ نہ کر دے ظہورات گھیر لینے والے وہ دونوں فریق
سمجھ گئے اور یقین کر لیا پھر میں نے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا
ان اسرار سے جس میں تمہارا اختلاف تھا اُس میں میں نے
منصفی کر دی الحمد للہ رب العالمین پھر میری آنکھ کھل گئی

مشہد میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلّی کو دیکھا کہ
وہ ایک شے واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت
کی ہوئی ہے گویا عالم اُس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے
اس وقت میں نے جانا کہ یہ وہ تدلّی ہے کہ عارف جب اسکی طرف
متوجہ ہو روح کی آنکھ سے اور اس میں فنا ہو جائے تو اسکے
ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اُس کا تصرف حق تعالیٰ
میں صحیح ہوتا ہے اور اس تدلّی کی دو جہتیں ہیں ایک وجود
خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون منطبع ہے الواح نفوس میں
اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی
کی طرف ہے یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ
اسم اور تدلّی ہے نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہیں
کہ ہم نے نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے جو شخص اس
تدلّی کے وسیلے سے واصل ذات ہوتا ہے نہیں جانتا
سوا اختیار اور ارادہ کے اپنے تئیں ڈوبا ہوا
جانتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار میں

معرفت عظیمہ اعظم تدلیات سے حق کے
بندوں کی طرف متدلّی ہونے کا ادراک اگر

كان ببصر الروح فهو من مقامات الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذا استماع كلامه ان كان بسمع الروح فهو من مقامات الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام **تحقيق شريف** اعلم ان للنفس الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غير هذه الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك ان هنالك لطيفتين احدهما القيومية الالهية المتعلقة بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن اسمه ولها في معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صورة مجردة من مبادئ الصور وهو العلم وان تفضي الى شيء من الاشياء وتتصل به وهذا الاتصال اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا واذا اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا واذا اعتبر بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح الافلاك والملأ الاعلى وارواح من مضى من الصالحين وربما ينزل لون من رؤية الروح ربها الى النسمة ومن النسمة الى جارحة البصر فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رأيت ربي بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب ما ادعاه ابن عباس رضي الله عنهما من رؤية

روح کی آنکھ سے ہے تو کاملوں کا مقام ہے اور اگر روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی شریک ہیں اور اسی طرح اُنکے کلام سننا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملوں کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی داخل ہیں **تحقیق شریف** جاننا چاہیئے کہ نفس ناطقہ کے واسطے سوا ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے اس کی تحقیق یوں ہے کہ اس جگہ دو لطیفہ ہیں ایک تو قیومیہ الٰہی جو بدن سے متعلق ہے اور اوس میں حلول کئے ہوئے ہے سو معرفت اشیاء میں اوس کی دو جہتیں ہیں ایک تو یہ کہ مبدء صور سے کوئی صورت مجرد اس پر فائض ہو یہ تو علم ہے دوسری یہ کہ کسی شے کا اشیاء میں سے افادہ کرے اور اوس سے متصل ہوجائے۔ اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہیں گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ اعتبار کرینگے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اللہ کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ باتیں کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتوں سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہوں اُن کی ارواح سے باتیں لیتا ہے اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اوس سے نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے حس بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ بنجاتا ہے اور سوقت فرد کہنے لگتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اُس کا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

النبی صلی الله علیه وسلم به ومن هذا الباب کلام موسی علیه السلام واتصلت یوما بروح الشمس ورأیتها وسمعت منها انها قالت عجبا للناس یستضیئون منی ویستفیدون منی الغلبة والظهور علی اطوار شتی ثم انهم ینکرون علیك ویبغضونك وانت لا تنتقمین منهم ولا تغضبین علیهم قالت الیس ان تکبرهم وابتهاجهم بانفسهم شعبة من ابتهاجی بنفسی فانا فی کل ذلك لا التفت الی صورة التکبر وانما التفت الی حقیقة الابتهاج وانما الکل ابتهاج بنفسی فهل یکون لاحد ان یغضب علی کمال نفسه او ینتقم من نفسه ثم تم افضائی الی الشمس فرأیتها فیاضا بالطبع والجبلة وکذا کل فلك ورأیت ارواح الافلاك ملتئمة ومتوافقة فی علومها وهممها

زیادة ایضاح

ان شئت ان تکتنه حقیقة هذا الوجدان واصغ لما یلقی الیك اعلم ان علم النفس الناطقة اعنی بها نوعا بسیطا مو تقیدا لقیومیة الجسد واحد وتنزل الطبیعة الکلیة التی هی النقطة الفعالة فی الخارج بصورة خاصة بمعلوم ای معلوم کان انما یکون عندنا باتحاد المدرك والمدرك ثم اذا اتحدا اما ان یکون لنشأة کلیة تشمل النفس او تشمل جسمها کالصورة الانسانیة والحیوانیة او الارض والماء وسائر العناصر او القوة

اور اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا۔ ایک روز مین روح آفتاب سے متصل ہوا پہلے اسے دیکھا اور اس سے سنا مینے کہا بڑا تعجب ہے کہ لوگ تجہسے روشنی طلب کرتے ہین اور فائدہ اٹھاتے ہین تیرا غلبہ او ظہور طرح طرح سے دیکھتے ہین پہر تیرے منکر ہین اور تجہسے مقابلہ کرتے ہین اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غضب کرتا ہے تو اس نے کہا کیا ان کا تکبر اور انکے اپنے نفسون سے خوشی مرجان کی خوشی کا شعبہ نہین ہے مین ان سب حالتون کی طرف کچہ التفات نہین کرتا مین اس شادمانی کی حقیقت کو دیکھتا ہون کہ یہ سب میرے ہی نفس کی شادمانی ہے تو پہر کیا کوئی اپنے کمال نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے یا انتقام اس سے لیتا ہے پہر جب یہ امر ہو چکا پس مین نے اسے دیکھا کہ بالطبع فیاض ہے اور اسی طرح ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہین اپنے علمون اور ہمتون مین

زیادہ ایضاح

اگر تو چاہے اس وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو مین کہون جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے مراد نوع بسیط ہے وہ مقید ہوتا ہے قیومیت کا ایک جسم واحد کے لئے اور تنزل طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعال ہے خارج مین کسی معلوم خاص کی صورت مین گو کوئی معلوم ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے پہر اوس کا ادراک یا واسطے نشا رکلیہ کے ہوگا نفس کو شامل ہوگا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قوت

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشيء خاص
قسيم لهذه النفس لا بالة مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة تجرد الى نقطة بازاء
تلك الحقيقة الشاملة فى النفس فتبقى بها
وتفنى عن غيرها فتستيقظ هذه النقطة بنفسها
ويتجلى لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك
فى هذه الصورة وان كان الامر ثانيا فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها فى حضرة من حضرة الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوى المستتبعة تغلبها
من القوى او من جهة التى القوى على غيرها
اذا لم يكن هذه القوى منفردة وجميع تأثير النفوس
بعضها فى بعض انما يكون بالغلبة والصحبة
وكنههما ان تجرد نفس الى قوة موجودة فيها
غالبة ومغلوبة وهذا فى الكمل او القوة
الغالبة وهذا فى غيرهم وهنالك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هنالك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة ومؤثرة بجانسة تلك القوة
وانصلت هذه بهذه فظهر احكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة للقوى
الاخرى بحيث يكون مضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اُس کا ادراک کسی خاص شے ایسے
کے لیئے ہوگا جو اس نفس ادراک کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو
کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اول ہی تو صفت ادراک کی واسطے
اُس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے طرف اُس نقطہ کی کہ وہ اس حقیقت
شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اُس کے ساتھ اور فانی ہوگی
اُس کے غیر سے اُس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اوس
حقیقت کے سب احکام روشن ہو جاینگے تجلی ذوقی تحققی یہ معنے
ہین ہمارے قول مدرک اور مدرک کے اس صورت مین ایک
ہوجاینگے اور اگر ہوگا امر ثانی تو صفت ادراک نفس کی واسطے اُس
حقیقت قسیمہ لہا کی یہ ہوگی کہ اُس کے ساتھ جمع ہو کسی حضرت مین
حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اُس جزو کی جہت سے جو اس جزو پر غالب ہے اور
اُس قوۃ پر جو دوسری قوتون سے پیروی طلب ہے یا جہت اکثر
قوتون کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے مین غلبہ سے ہوتی ہے اور صحبت سے اور کنہہ ان دو
وجہون کا یہ ہے کہ نفس مین جو ایک قوت امانت ہے
غالب یا مغلوب اوس مین کوشش کرے سو یہ کاملون
مین ہے یا قوت غالب یہ غیر کاملون مین ہے اور
یہان ایک اور نفس ہے جس مین یہ قوۃ ہے لیکن اُس کے
احکام کا ظہور یہان بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے
پہلے نفس سے - پس ادراک کیا موثر نے موثر کو
اور موثر نے موثر کو اوس قوۃ کے جنس سے اور یہ
اُس سے ملگئے تو ظاہر ہونگے احکام جو نہ تھے اور
کبھی یہ قوۃ جو اس نفس مین ہے دوسری قوتون سے
پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہو جاتی ہے ان مین

فتنعزل عن احكامها وآثارها وانما يبقى
حكم الغالب فحينئذ يقال اثرت هذه النفس في
تلك النفس وافادتها تلك الكيفية والحق انها
ما اكتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجهها
الى جزء منها او فيض موج متغير بحيث تلاشت احكام
سائر القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة و
الاستتباع من هذه والمحبة والتبعية من
تلك لا بد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل
من جهة قوة وجزء ولا في جميع المواطن بل
في موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا
معنى قولنا بعض المدارك والمدارك في هذه
الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان بهذه
النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا
احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول
عن غيرها وثانيها ان تنجر كل نفس الى
ملاحظة نفسها مستغرقة في معنى الاتحاد
فتتاذن بافضائه اليها مع انفكاكهما وشعور
انها ليست هي من جميع الوجوه بل وجه دون
وجه وهذه الحالة نسميها رؤية وثالثها ان
يغلب سائر الاحكام بحيث يغيب حكم هذه
القوة وتصير كالمستتر وحينئذ يظهر
لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى
الاتحاد وبالنسبة الى الرؤية فيكون انفضاء
ما من جهة الغالب وقبول ما من جهة المغلوب
فمثال تجلي نفس زيد بنفس عمرو ومعرفت

تو معزول ہو جاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالب
باقی رہجاتی ہے اس وقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس
مین اثر کیا اور اوس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے اوس
نفس نے کچھ خارج سے نہین حاصل کیا بلکہ اپنی ہی جزو کی طرف
توجہ کی ہے اور اپنی ہی اوس قوۃ کی طرف جو اس مین [illegible]
اسقدر کہ سب قوتین اور اجزا نابود ہو گئے تو اس وقت غلبہ اور
استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی
تو ضرور ہے دو نفسون کا اتحاد سے سو مطلق نہین بلکہ قوۃ
اور جزو کی جہت سے اور نہ کل جگہہ بلکہ طبیعت کلیہ کی کسی جا
مین - اور اوس کے یہی معنے ہین جو ہم نے کہا مدرک اور مدرک
ایک ہو جاتے ہین اس صورت مین اور جب تم نے یہ جان لیا
تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اسکے حال ہین اور
وضع ہین - اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہو جانا اوس مین
اور اس کے سوا کو بھول جانا دوسرا یہ کہ ہر نفس رجوع ہووے
ملاحظہ اوس کی طرف کے وجہ ایک مستغرق ہو معنی اتحاد مین [illegible]
بسبب ملجانے کے اس سے باوجود کہ جدا ہونیکے اور شعور
اس بات کے کہ وہ وہی نہین ہو گیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے
اس حال کو رویۃ کہتے ہین اور تیسرا یہ کہ غالب ہو جائین سب
احکام ایسی طرح کہ غائب ہو جائے اس قوۃ کا حکم [illegible]
یہ قوت چھپ جائے اور اس وقت ظاہر ہو گی
ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت
اتحاد اور بہ نسبت رویۃ کے تو افضا ہوگا غالب
کی جہت سے اور قبول [illegible]
[illegible] مغلوب کی جہت تو کہین گے [illegible]
تفسیر [illegible] عمرو کے نفس اور [illegible]

هذه كلامها ولا بعدها ان تغيب احكام تلك
القوة غيبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال
طيف مكتنف باحكام اضداد تلك القوة
متميز عنها فيقال حينئذ حصلت صورة
في الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة
في المرآة فهذه اربع حالات ولكل حكم متمكن من
المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة
جلية من شانها الاتصال بالفعل فان قيست الى
السمع يسمى سمعا والى البصر يسمى بصرا والى
الذوق يسمى ذوقا والى اللمس يسمى لمسا ولعله
الذي يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام
لكل حاسة فاحتلام البصر رؤية النقطة الجوالة
دائرة فالدائرة ليست في الخارج انما هو من
احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق
ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات
فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس
ان يقرب من الانسان انسان يرغب فيه ولما
يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه واحتلام
السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة
الفوقية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ
ببصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت قلت
فهذه الحاسة هي النسمة بها ادراكات الحواس
الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما
استقلت هذه الحاسة بدعوة من حبال العرش
موجودات مثالية على حسبها كما يتشكل

کلام سننا اور چوتھا یہ کہ اس قوت کے احکام بہت شدت سے
غائب ہو جائیں اس کی نسبت پس کچھ نہ رہے مگر ایک خیال خفیف
محفوظ اس قوت کی ضدوں میں اور اُن سے جدا اُس وقت
کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہوگئے
ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منتقش ہو جاتی ہے تو یہ چار
حال ہوئے اور ہر ایک کے لئے حکم ہے یہ نہایت غور اور سوچنے
کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے اس میں حاسہ
جلیہ ہے وہ متصل ہو جاتا ہے اُس وقت اگر کان کا قیاس
کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائیگا
یا ذوق کی طرف تو نام اُس کا ذوق ہوگا جو لمس کی طرف
تو لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور اسی حس مشترک
سے ہر حس کا احتلام ہوتا ہے آنکھ کا تو یہ کہ جوالہ کے نقطہ کو
دائرہ جانے سو دائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں وہ احتلام ہے
حس مشترک کا اور زبان کا یہ کہ کسی شے مرغوب کو دیکھ کر منہ میں
پانی بھر آئے اور قوت لمس کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو
اور وہ اُس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن
ملے اُس کے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام کان کا
راگ کے سُر اور اشعار کے وزن جاننے پس نسمہ تو یہ حواس ظاہر کے
طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ وسامعہ وذائقہ ولامسہ سے
لذت اٹھاتا ہے اور اگر تو سچ پوچھے تو اسی حس مشترک سے تمام
حواس ظاہر اور ادراک اِن کے پورے ہوتے ہیں
اور جب ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی
ہیں بسا اوقات مستقل ہوتا ہے یہ حاسہ اور
خیال عرش سے اپنے موافق موجودات
مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن متشکل

الجن والملائکة **مشهد آخر** رایت لکل من شعائر الله نورا یعلو فطنت بحقیقته انما حقیقة النور مناسبة الشیء بالروحانیة وهیئة راسخة فیه هی من اثر الروحانیات فیدرک الانسان من هذه الهیئة بحاسة روحه ادراکا انطباعیا بان ینشرح وینفسح ویزداد مناسبة بالروحانیات والناس اذا توجهوا الی شعائر الله صاروا احزابا فرق انما ینتفع بنیتها وعزیمتها حیث فعلوا هذا الفعل لله باعتقادان هذا من شعائر الله وحزب تنفتح حدقة من احداق روحها فتبصر بالنور فتغلب قوة الملکیة علی البهیمیة وحزب تمعن فی هذا النور فتدرک التدلی الذی هو اصل هذه الشعائر فیهیم احساره

مشهد عظیم وتحقیق شریف اطلعنی الحق تعالی علی حقیقة التدلی العظیم الجلیل المتوجه الی نوع البشر المراد منه تیسیر اقترابهم الی الله المتمثل فی عالم المثال المنفسر تارة بالانبیاء عامة ونبینا صلی الله تعالی علیه وعلیهم اجمعین خاصة وتارة بالکتب الالهیة عامة والقرآن العظیم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالکعبة معرفة هذا التدلی الوحدانی فی ذاته المتبرز فی بروزات کثیرة بحسب المعدات الخارجة اعنی اوضاع البشر وعاداتهم

ہوتے ہین اور فرشتے **مشہد آخر** مینے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور دریافت کے حقیقت اس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ اس مین روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک کر لیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباقی اس طرح سے کہ خوش ہوجاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائر اسکی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہین تو گروہ ہین ہوجاتے ہین ایک وہ گروہ ہے کہ اپنے نیت اور عزیمت کے سبب نفع پاتے ہیں جو کام کرے اللہ کے واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے - ایک وہ گروہ ہے کہ اس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ نور سے معلوم کرے اس کی قوة ملکیہ غالب آجاتے قوة بہیمیہ پر ایک وہ گروہ ہے اس نور مین غور کیے اور ادراک تدلی کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اسکی پس وہ متحیر ہوجائے

مشہد عظیم وتحقیق شریف حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا اس تدلی عظیم وجلیل پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے مراد اوس سے اسکا قرب آسان ہوتا ہے وہ تدلی متمثل ہے عالم مثال مین منفسر ہے کبھی عموماً دیگر نبی اور خصوصاً ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور کبھی منفسر ہے کتب آسمانی سے دوسری عموماً کتابین اور خصوصاً قرآن عظیم اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ تعبیر کیا جانا اس تدلی وحدانی کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ مین موافق تعدیات خارجیہ کے یعنی انسان کی وضعون کی اور عادتون کی

ومركوزات اذهانهم التي اذا انتقلوا الى البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لاتفارقهم فيعدون في حظيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلي الجليل
ثم ينزل في العالم الحسي متى اراد الله ومتى ما
استعد العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطلعني على حكمة الانفسار وعلى
تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية
لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين لك ان شاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفسارها اعلم ان الشخص
الاكبر لما انفرز في الخارج كان اول شيء منه ان
عرف ربه واحبه وحدث في ذلك صورة
علمية لها وجهان وجه بجهة وحدة وما في
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه بجهة وجود
الوجود الذهني ويصير نفس المعلوم وبهذا
الوجه الاخير تدلى من تدليات الحق جل
ومن وهذا النصيب للشخص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل
ما في جوفه وحيزه له نصيب من
معرفة ربه تنزل واحد من تنزلات هذا التدلي
الى منازل مقيدة فينزل في كل منزل بقدر التجلي
فيه ويراعي في هذا التعين احكام المحل
فتعين معرفة عظيمة يحرص عليها اسو جل

اور جو ان کے ذہنوں میں مقرر ہے ایسی چیزیں کہ جب برزخ میں جاتیں
تو وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کے ساتھ ہوں ان سے جدا
نہوں آمادہ کریں حظیرۂ قدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کو
واسطے اس تدلی جلیل کے پہر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا
چاہے اور مستعد ہو واسطے اوس کے عالم موافق اوضاع علویہ
اور سفلیہ کے اور حق تعالی نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے جدا پہنچانے پر اوس خصوصیت سے
جو اسی میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اوسکے
لئے ہم بیان کریں گے تجھسے انشاء اللہ تعالی اوس کی
وحدانیت کے او حقیقت اور انفسار کی کیفیت جان تو
کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اس نے
پہچانا اپنے رب کو اور محبوب لیا اوس سے
تو اوس کے دل میں صورت علمیہ ہوئی جس کی دو جہتیں ہیں
ایک اوس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات
اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت
وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جائے اور اس
جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالی سے
اور یہ نصیب ہے شخص اکبر کے اپنے رب
کے معرفت کے سبب اور اوس کے لئے
مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں اور جو کچھ
جوف وحیز میں اوس کے ہے اوس کے نصیب
میں اپنے رب کی معرفت میں تنزل میں ہے
تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید میں یہاں
نازل ہوتی ہے بقدر تجلی کی اور رعایت کئے جاتے ہیں اس
منزل میں احکام جانبین کے پس یہ بڑی معرفت ہے اسکو خوب یاد رکھو

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح
ظاهرة او خفية كان اول ما ظهر من احكامه
انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك
استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لانه اصله
ومبدء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان
الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعطى
الشخص الاكبر والتدلي المنعقد فيه لفيضان
صورة خاصة في مداركه وهذه معرفة اخرى
ثم لما انحازت المثل وهي التي تدعى بارباب
الانواع تعين لكل نوع احكام متميزة عن
احكام نوع اخر وكان ذلك في المثال وكان
منها الانسان فميز من سائر الانواع بقسط
من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه
الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية من
هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الا
نحصارية كما ان صاحب الموسيقى يتفحص
عن نغمات الوتر فيجد لذا ولذا نغمة لا يزيد
ولا ينقص ثم يقول لو ركبنا نغمة بنغمة تحصل
لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما
يعطيه القسمة الحاصرة العقلية تركيب
الابعاد بعضها ببعض هلم جرا حتى ينتظم
الالحان محصورة في عدد خاص فيضبطها
ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا فظهر كما
هذا للقوم في تلك الساعة في دائرة الخصب [illegible]
ونحن نتحرى في يوم وساعة [illegible]

غرض جو فلک اور عنصر جیز ہوا روح ظاہر یا خفیہ کا اول اوس سے
ظاہر ہوا یہ ہے کہ اوس نے اپنے رب کو پہچانا اور اس سے
خشوع کیا اور مدد چاہے مدد چاہنا طبعی و سرشتے شخص
اکبر سے اس لیئے کہ وہ اوس کی اصل اور مبدء وجود ہے
اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص
اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر
نے اور جو اوس مین تدلی منعقد ہے واسطے فیضان
صورت کے ایک خاصہ اور یہ معرفت دوسری ہے
پھر جب جدا ہوئین مثالین جنکو رب النوع کہتے ہین
تو تعین ہوئی واسطے ہر نوع کے اس کے حکم ایسے کہ تمیز ہون
دوسرے نوع سے اور یہ مثال مین تھی اور ان مین سے
انسان ہے سو یہ سب نوعون سے متمیز ہوا بسبب حصہ
پانے معرفت کے اور مہمل نہ چھوڑا گیا اور اس مین امانت رکھی گئی
پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم
انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تارون سے
نغمے ڈھونڈھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یون ہے
نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم
اگر مرکب کرین اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو یہ
پھر ابعاد حاصل ہون گے ایسا ایسا نہ زیادہ نہ کم
جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصرہ عقلیہ سے بعد ابعاد کو
ابعاد سے مرکب کرنا چاہتا ہے ہی طرح
یہان تک کہ [illegible] لیتا ہے محصور [illegible]
[illegible]

الی غیر النهایة فلو ان عمره امتد الی الابد ما
تنقضی عجائبه وهی کلها انفسارات لما علمه ولا
بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص
البشریة فی عالم الجسم واختلفت استعدا
داتهم وقواهم منهم الزکی ومنهم الغبی
ومنهم صاحب النفس القدسیة توجهت
الی الله هممهم ونفوسهم وخلاصة بشر
یتهم فی حظیرة القدس فصاروا هنالک
کالامر الواحد یقع علیهم اسم واحد وینسبون
الی مثال واحد هو الانسان الالهی ویتقارب
امورهم ومدارکهم تنزل هذا التدلی
الاعظم هنالک فصار ذلک فی عالم المثال
قدم صدق لهم ومقاما معلوما بالنسبة
الیهم ونصیبا لهم من ربهم فکانت النفوس
الانسانیة اذا تجردت عن وسخ العادات
الحیوانیة والهیئات الفاسقة الجسمانیة
قطفت الی هذه الحظیرة فبرق هنالک
بارق جلال ثم تجلی ثم تبقی حائرة کهیئة لا
تدری من این الی این ولا العود حیلة فاقتضی
تدبیر الحق ان یتحرک الیهم هذا التدلی وینزل
ویتشخص وینفسر حتی یتیسر قربهم الیه
وانصباغهم به فانفسر انفسارات بحسب
المعدات فکان من تلک الانفسارات النبوة
وذلک ان الاشخاص لما اصطحبوا فیما بینهم
سخر الاکمل الاعقل الاوثق من کان دونه

اسی طرح سے نہایت اگر اوس کو عمر ملے تو ابد تک
تمام نہوں عجایب اوس کے اور یہ سب انفسار
ہین جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب
ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم مین اور اُن کی
استعدادین اور قوتین مختلف تھین کہ بعضے ذکی
اور بعضے کند ذہن اور بعضے نفس قدسیہ والے کہ
اُن کی ہمتین اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف
اور اُن کی خلاصہ بشریت حظیرہ قدس مین تو ہو گئی
اُس جگہ ایک امر واحد کہ اُن پر اسم واحد کا واقع ہو
اور نسبت کئے جائیں مثال واحد سے وہ انسان
الٰہی ہے اور باہم قریب ہین اُن کے امورات اور
مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہان وہ عالم مثال مین قدم
صدق ہو گیا اُن کے واسطے اور مقام معلوم اُن کی نسبت اور
اُن کے نصیب ہین اُن کے رب کی طرف سے تو جبوقت نفوس
انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ کی کثافت سے اور ہیئت
فاسقہ جسمانیہ سے تو اٹھائے گئے حظیرہ قدس مین اور ایک برق
جلال چمکے وہ بیخبر ہو گئے اور ایک امر حیرت مین رہ گئے کہ کہان تھے
کہان ہین اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہین
اُس وقت اقتضائے تدبیر حق سے اس تدلی کو حرکت
ہوتی ہے تنزل کرتی ہے اور مشخص ہو جاتی ہے
اور منفسر ہوتی ہے یہانتک کہ اُس سے قرب آسان ہو جاتا ہے
اُسسے رنگے جاتے ہین اُس وقت منفسر ہوتے ہین انفسارات
کہ موافق مستعدات کے پھر یہ انفسارات نبوۃ ہو جاتے ہین اور وہ یہ ہے
اشخاص جب آپس مین ملتے ہین اور ہم صحبت ہوتے ہین
تو جو اُن مین بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا وہ اپنے سے کم

فی التدبیر المنزلی والسیاسة المدینة فکانت
دیدن البشر وخلقهم وامرا من کوزا فی اذهانهم
فلو عاشوا وجدوا ذلك فی صدورهم کالارتفاقات الضروریة الاولیة من غیر تامل ولو
ماتوا جروا ذلك معهم الی برزخهم ومعادهم
فصار ذلك معد الانقسار هذا التدلی بصورة
جسمانیة هی تقدم شخص الناس علی سایر
الاشخاص وصدورهم عن رایه ونفخت فی
هذه الصورة الجسمانیة روح الهیة وظهرت
برکاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعنی
هنا من النبوة ما کان علی وجه الریاسة
والتقدم والمجادلة والتسخیر لا فیضان
العلوم فقط وان استتبع انقیادا منهم
بالتبع ولا النبوة الجامعة للتمهیدیة کما کان
لسیدنا ونبینا محمد صلی الله علیه وسلم وکان
من تلك الانقسارات الصلوٰة وذلك
لان کل خلق عند البشر له افاعیل هی تجری
وهیکل فی المحسوس ینضبط السر المعنوی
بذلك الهیکل وینصرف الاحکام من مدح
وهجو الیه وهو الذی یذکر ویخبر عنه
ویشار به الی الخلق وهذا طبیعة البشر و
دیدنهم ومرکوز اذهانهم فاصطفی الحق
خلقا من اخلاق البشر وهیة من هیات
نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم
هو صورة انصباغهم بالمقام المعلوم

مرتبون کو مطلع کرتا ہے تدبیر منزلی و سیاست مدنی مین تو
ہوجاتا ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن مین جما ہوا
اگر زندہ رہین تو اوس کو پائین اپنے سینون مین مانند رفاقت
ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مرجائین ساتھ لیجائین اپنے
برزخ اور معاد مین تو یہ امر ہوجاتا ہے مُعِد اس تدلّی کے
انقسار کی صورت جسمانیہ مین اور وہ تقدم شخص انسانی ہے
سب اشخاص سے اور اُس کا صادر ہونا اُس کی رائے
سے اور نفخ کی جاتی ہے اُس صورت جسمانیہ مین روح
الٰہیہ تو ظاہر ہوتے ہین اُس کی برکتین کہ ہوجاتے ہین
نبوت و رسالت اور یہان میری مراد نبوت سے
وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت
اور تسخیر کی ہو۔ نہ فقط فیضانِ علوم اور متابعت چاہیئے
انقیاد کی اُن سے بالتبع اور نہ میری مراد ہے نبوت جامعہ
تمہیدیت کو جیسے کہ ہے واسطے ہمارے رسول اللہ
کے اور اون انقسارات سے ایک نماز ہے
اور یہ اسلئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہین
اور وہ کالبد ہے جسم ہے محسوس مین اسرار معنوی منضبط
ہوتے ہین اوس صورت مین اور اُسی کی طرف احکام
مدح و ہجو کی منصرف ہوتے ہین اور وہی
ذکر کی جاتی ہے اور اس کے خبر کہے جاتی ہے
اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے یہی ہے طبیعت
اور دیدن بشر کا اور یہی ذہنون مین جما ہوا امر ہے حق تعالیٰ
چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت
ہیات نفوس سے اور رنگ اُن کی روحون کے
رنگون سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ

فی حظیرة القدس واعنی بذلك الخلق والهیئة
الاحسان والخشوع لربه والتنظف عن هیئة
ظلمانیة فاسدة فهذا خلق موجود فی حیز
امتزاج النفس بالحیوانیة لکنه اشبه الاشیاء
بالمقام المعلوم الذی فی عالم حظیرة القدس
فجعله کانه هو کما جعل البدن کانه النفس
ثم اصطفی اعمالا واقوالا یکون تفسیرا لذلك
الخلق وتنطبق علیه فجعلها کانها هو وکان
من تلك الانفسارات الکتب المنزلة وذلك
لان اشخاص الانسان الهموا بالکتابة الکتب
وجمع الرسائل لینفعهم فی الازمنة المتطاولة
والاقطار المتباعدة ویبقی نص صاحب الکتاب
غضا طریا ولا یحل غلط فی الروایة بالمعنی
والنسیان فلما فشی ذلك فیهم فهرك هذا
التدلی بصورة اخری حذو ما عندهم فصار
الرسول المحظی بالبوارق المختطفة له من
البشریة الی حظیرة القدس خادما لارادة
الحق وانعقدت علوم الملاء الاعلی
مجادلاتهم للبشر فی شبهاتهم الفاسقة
ارادة رحمة ربهم والهام الخیر فی صدو
رهم وحیا متلوا فی مدارك الرسول فانتظم
الکتب ونحو ما صحف الخلیل التوراة وانما
فیه صحیفة مشتمل علی علوم قدوس
علی ما ینبغی مجمعها من شاء من الامة
وکان من ذلك الانفسارات الکلمة وذلك

حظیرۃ القدس میں اور میری مراد اس خلق اور ہیئت سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہیئات ظلمانیہ فاسدہ سے پس یہ خلق موجود ہے حیز میں امتزاج نفس بالحیوانیہ کے لیکن بہت مشابہ ہے اوس مقام معلوم سے جو عالم حظیرۃ القدس میں ہے اور اوس خلق کو کر دیتا ہے گویا یہ تو وہ جیسا بدن کر دیا ہے گویا کہ وہ نفس ہے پھر برگزیدہ کرتا ہے اعمال اور اقوال کو وہ اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور برابر کرتا ہے اس خلق پر گویا کہ وہ وہ ہیں اور انفسارات سے کتب آسمانی ہیں اور یہ اسلیئے کہ اشخاص انسانی الہام ہوا کہ کتابیں لکھیں اور رسالہ جمع کریں کہ زمانہ دراز تک نفع دیں اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص باقی رہے بہت مضبوط اس میں غلطی نہو روایت بالمعنی کے اور بھول نجائیں اور یہ کتابت پھیل گئی پھر اس تدلی نے دوسری صورت میں حرکت کی مقابل اس کے جو اشخاص انسانی میں تھا تو ہوگیا رسول بہرہ یاب بوارق خاطفہ کے سبب بشریت سے طرف حظیرۃ قدس کے الحق کے ارادہ کا خادم پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور شبہ سے مجادلہ ان کے شبہات فاسقہ میں رحمت رب کی ارادہ سے اور الہام خیر سے ان کے سینہ میں وحی تلاوت ہو مدارک رسول کے زیرکی میں منتظم ہوگئے کتاب اور پہلے کتاب ابراہیم صحیح توریت اور اس سے پہلے صحیفہ تھی کہ مشتمل تھی ان علموں پر جو نبی کے قلب میں تھے پھر جمع کرلیا جس نے چاہا امت سے اور ان انفسارات میں سے ہے

لان اشخاص البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم
فعقدوا رسوما مدنية ورسوما منزلية ورسوما
معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم
امرهم ودخل في ضروريات علومهم فجعل الله
قلب النبي قابلا لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه
روح الهي وبركة ونور وهو الشرع ولذلك ومن
تلك الانفسارات بيت الله وذلك ان الناس
قبل سيدنا ابراهيم توغلوا في بناء المعابد الكنائس
فبنوا بناء على اسم الشمس في وقت يغلب فيه
روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب
وزعموا ان من دخل بهذه البيوت اقترب بصا
حبها والتحق ذلك بالضروريات وصار التوجه
الى الامر البسيط ما لم يتعين له جهة وموضع
كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم
حد ما كان في زمنه واصطفى موضعا عليه
مناسبا لهذا الامر ان يكون هنالك قوى الافلاك
والعناصر مقتضية للبقاء وجاذبة لافئدة
الناس اليه وعين لتعظيم الناس اياه طرقا واوضاعا
وتدلى اليهم بايجابه عليهم في اعلم ان الشرائع
لا تنعقد الا في العادات وهذه حكمة الله
فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان
منها فاسدا سجل على تركه وما كان صحيحا ابقاه وكذلك
الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات
والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه فلذلك
اوحى الله الى العربي باللغة العربية والى السرياني

اور یہ یون کہ اشخاص بشر کو الہام ہوا آپس مین آئین کو
منعقد کرنے کا تو منعقد ہوئین رسوم منزلیہ اور مدنیہ
اور رسوم معاشیہ اور رسوم معاملیہ اور یہ امر اُن کے
نہایت ضروری کام سے ہوا اور ضروریات علوم
مین داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد
ایسی رسم کا جسمین رضاء الٰہی ہو اور برکت اور نور ہو
سو وہ شرع ہے اور تلک انفسارات سے
کعبہ شریف ہے۔ اور یہ یون ہوا کہ لوگ پہلے زمانہ
حضرت ابراہیم سے مشغول ہوئے عبادت
گاہون اور کنیسہ بنانے مین بنایا مکان آفتاب کے
نام پر بیچ وقت غلبہ روحانیۃ آفتاب کے اور
اسی طرح ماہتاب اور باقی سیارون کے
اور یہ گمان کیا کہ جو شخص داخل ہو جس مکان مین
اوس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروری ہو گیا اور توجہ اسکی طرف
امر بے قید جبتک نہ مقرر ہوئے کوئی جہت اور کوئی جگہ امر بعید کے
مانند تو نازل ہوا حضرت ابراہیم کے قلب پر مقابل مین اسکے
جتا کہ انھون نے جو جاے اس امر کے واسطے
مناسب سمجھے کہ وہان قوائے افلاک عناصر بقا کے مقتضی ہون
اور جاذب ہون لوگونکی دلونکی اوسکیطرف اور مقرر کئے اوسکی تعظیم کیواسطے
طریقے اور وضعین اور تنزل کی اونکی طرف اوسکے لازم ہونیکے اُن پر
یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات مین جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ
کی حکمت ہے کہ اللہ دیکھتا ہے کہ انکی عادتین کیا ہین جو بری ہوتی ہین
اونکو منع فرما دیتا ہے اسی طرح وحی تلاوت کی گئی منعقد ہوتی ہے
الفاظ اور کلمون اور اسلوبون مین جو ذہن مین اس شخص کے ہین
جسکی طرف کیجاوے اسیواسطے اللہ نے عرب والون کو عربی مین وحی کی اور سریانی

باللغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة لا يكون
الا منعقدة في الصور والمعاني المخزونة ولذلك لا يرى
الاكمه في المنام الالوان ولا الاشكال وانما منامه
اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والاصم الاكمه
والاصم لا يسمع في منامه صوتا وانما رؤياه
البصر واللمس وغيرهما وان شئت الحق فلا تنعقد
صورة ما بالافاضة الغيبية في نشاة سواء كانت هذه
الافاضة عادية او خارقة للعادة الا باحكام تلك
النشاة انما يكون مشخصاتها التي منعت الشركة في
الوانا واشكالا خاصة بتلك النشاة كهذا الفرس
مشخصاته كلها داخل النشاة الفرسية كان
الفرس يحتمل ان يكون طوله اربعة اذرع وازيد
من ذلك وانقص فكان هذا اربعة اذرع لا يزيد
ولا ينقص فهذا اللبس الا في تلك النشاة لا غير
وكذلك مميزات النوع التي ميزت هذا النوع
من النوع الآخر كلها امور داخلة في النشاة
الجنسية فاذا كل فائض بهذا الوضع مخصوص بخصوصية
لا بد معه من تلك النشاة خصوصية
بذلك الوضع بقي ههنا شيء وهو ان ايجاد الصور
امر على الامكان والتقدير والتدلي طبق استعداد
امرها على مسلمات ومشهورات وامور
التي تطمئن بها النفوس فلذلك كان كل تدلي
له معد من مسلماتهم فالمراد بالتدليات ان
يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا لا يقدرون
على الزيادة عليه ثم يلبسون جوارحهم على حسب

زبان والون کو سریانی زبان مین اور اسی طرح خواب صادق
منعقد ہوتا ہے اون صورتون اور خیالون مین جو ذہن
مین مخزون ہین اسی واسطے کور مادرزاد خواب مین رنگ
نہین دیکھتا اور نہ شکلین اوسکا خواب لمس اور سننا
اور چکہنا اور سونگہنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو
وہ خواب مین کچہ سنتا نہین اوسکا خواب دیکہنا اور چہونا
وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچہے تو کوئی صورت نہین منعقد
ہوتی افاضہ غیبیہ کے ساتہہ عالم مین برابر ہے کہ ہو یہ
افاضہ عادیہ یا غیر عادیہ مگر موافق حکمون اوس عالم کے
بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہین
خاصہ ہین اس عالم کی جس طرح یہ گہوڑا کہ کل مشخصات اوسکے
داخل ہین عالم فرسیہ مین گویا گہوڑا احتمال ہے یہ کہ طول
اوسکا چار ہاتہ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ
چار ہاتہ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہ ہونگے مگر اوسی عالم
مین نہ اور جای اور اسی طرح نوع کے ممیزات جنسے یہ نوع
دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور داخل ہین عالم جنسیت
مین پس اب ہر فائض ساتہہ اس وضع کے اپنی خصوصیت کے
ساتہہ اوسکے واسطے ضرور ہے مستعد اوس عالم سے جسنے خاص کیا
ساتہہ اس وضع کے باقی رہی یہان ایک بات وہ یہ ہے
کہ ایجاد صورتونکا تو امر امکان اور تقدیر پر ہی اور تدلی اوسکا
امر مسلمات اور مشہورات پر اور اون امور پر جنسے اطمینان نفوس ہو
اسی واسطے جو تدلی ہے اوسکو واسطے مستعد ہین اونکے مسلمات سے اور مراد
تدلیات سے یہ ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی
دل سے کرین اس طرح سے کہ اوسکے زیادہ کرنے پر قادر
ہون پہر اپنے اعضا کے اوس کے موافق عادت ڈالین

فتأمله فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان
عشرة اذرع جعل ذلك الله لانه ممكن وان لم يكن
مشهورا يطمئن اليه القلوب واما الشرايع
والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم
نعم هنالك بركات تعين الصدق من الدين الحق
من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلي
لابد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق
المشهور فنقول لا تتوقف على الامر المجمل المطوي
على عزه بل يخص الامر كاصل الشيء على العادة
لا يجاوزها فما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب
عجيبا ولا كان البيت من نور ولكن يظهر عليه
بركات لا توجد في غيره فبالبركات خرق العادة
لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة الحق
في الفرق بين هذين الامرين فكانوا يعيبون
ان يكون الرسول ملكا وقالوا مالهذا الرسول
ياكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد الله عليهم
مقالتهم وقطع اعتقادهم الفاسد فانما كانت
صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك
يشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم
يرونه بابصارهم كما صرح الحق في سورة
الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك
بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضى بها
الوجدان ووجدنا السنة والقرآن مبينين لها
ولفروعها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل
كثيرة والحمد لله اولا وآخرا مشهد عظيم

پس جسوقت مقتضیات تقاضا کرین کہ انسان دس گز کا
ہو ایسا ہی کرین کیونکہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہین دلون کو
اطمینان آجاے لیکن شرایع اور تدلیات موافق مشہور
اور مسلم کے ہین ہان یہان برکتین ہین تمیز صدق کی جھوٹ
سے اور حق کی باطل سے اور بسا اوقات تیرے دل مین
کھٹکے یہ بات کہ ہر تدلی مین ضرور ہے خرق عادت تو
کیونکر مشہور کے موافق تو ہم کہتے ہین کہ امر مجمل پیچیدہ پر
ٹھہر سکتا اوس کی پیچیدگی پر بلکہ گردیدہ کرا اوس امر کی اس
اصل شے کی عادت پر ہے اوس سے تجاوز نہین ہوتا رسول
فرشتہ نہین ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجبی اور نہ گھر نور کا لیکن
اوسپر برکتین ایسی ظاہر ہوتی ہین کہ اوسکے غیر مین نہین پائی
جاتین تو خرق عادت برکتون سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور
کفار قریش اللہ کی حکمت نہ سمجھتے تھے ان دونو امرون کے
فرق مین تو اعتراض کرتے تھے یہ کہ ہو رسول فرشتہ اور کہتے تھے کہ یہ
کیسا رسول کھاتا ہے طعام اور بازارون مین پھرتا ہے تو اللہ نے
اون کے قول کو رد کیا اور اون کے اعتقاد فاسد کی رسوائی
کی اور اسی طرح نہین صورت رسول کے غلبہ کی یہ کہ فرشتہ اوسکے
ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو —
اور وہ آنکھون سے دیکھین سورہ فرقان وغیرہ مین
جیسے اللہ نے اس کی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہون
کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیون سے ہے
اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اسپر حکم لگایا ہے اور
ہم نے قرآن و حدیث شریف کو پایا ہے اسکا بیان
کرنیوالا اور اسکے فروع کا نہ ایک مسئلہ مین بلکہ بہت
مسائل مین الحمد للہ اولا وآخرا مشہد عظیم

المشهد الثاني عشر

نفث فی روعی من قبل الملاء الاعلی اسرار عظیمة
حتی امتلأت نفسی وشبعت بها وهی ان ذکر الله
تفصیلا فعض علیها بنواجذ اذا اردت
ان یحصل لک کمال الملاء الاعلی التی اصمدین فلا
سبیل الی ذلک الا الدعاء وکثرة الاطراح بین
یدی ربک والسوال منه بجهد عن عزیمة وصدق
همة لاسیما اذا سالت منه ما انت مشتاق الی
تحصیله عقلا وطبعا وکان فیه تکمیل لک وللنا
ولطفک بعامة خلق الله فاذا رسخت ملکة الدعاء
فیک وعقلت کیف تسال الله بصدق الهمة
انخرطت فی سلک الملاء الاعلی وقد اشار سید
نا ونبینا محمد صلی الله تعالی علیه وسلم الی ذلک
حیث قال من فتح له باب الدعاء فتحت له باب الجنة
والرحمة او کما قال ومن اراد ان یحصل له ما للملأ
السافل من الملائکة فلا سبیل الی ذلک الا
الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد القدیمة
التی صلی فیها جماعات من الاولیاء واکثار الصلوة
وتلاوة کتاب الله وذکر الله باسمائه الحسنی
او باربعین اسما مما هو مشهور فهذا کله
رکن واحد فیما یقصد والرکن الثانی کثرة
الاستخارات فی الامور المهمة بان یجعل نفسه
سواء بالنسبة الی الفعل والترک ثم یسال الحق
تبارک وتعالی ان یبین له ما فیه المصلحة ویجلس
متطهرا جامعا لخاطره ینتظر لنزول خاطر
الی احد الجانبین ومن اعطاه الله تعالی فهم

میرے دل مین ملاء اعلی سے ایسے اسرار آئے کہ میرا
نفس اون سے بھر گیا اور وہ تجھسے بیان کرتا ہون
تفصیل وار خوب مضبوط پکڑ ڈاڑھون سے جب تو چاہے
کہ تجھکو حاصل ہو کمال ملاء اعلی کا جو تخاصمین مین تو اسکا کوئی
رستہ نہین مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور
اوس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصاً
جس وقت سوال کرے اوس شے کا جسکا تو مشتاق ہے
تحصیل کرنے کا عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور
اوس مین تیرے واسطے او خلقت کے لئے کمال ہو اور
عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ مین راسخ ہوا
اور تونے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے
تو پرو دیا گیا تو ملاء اعلی کی لڑی مین اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف جہان فرمایا ہے کہ جسکے
لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اوسکے لئے دروازہ
جنت کا کھل جاتا ہے یا فرمایا رحمت کا یا اور جو فرمایا اور جو شخص
ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جائے تو اسکا کوئی طریق
نہین مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدون مین
جائے جنمین بہت اولیاؤن نے نماز پڑہی ہو اور کثرت سے درود
شریف اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کا اسماء حسنی
یا جو چالیس نام مشہور ہین اونکا ذکر اور یہ سب باتین ایک
ایک رکن ہو گئین اوس قصد کے اور رکن دوسرا یہ ہے
کہ کثرت استخارہ کے مشکل امرون مین اس طرح سے کہ اپنے
نفس کو برابر کرے اس کام کے کرنے او نکرنے مین پھر اللہ سے
سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جسمین مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت
خاطر جمعی سے انتظار مین کہ کس طرف دل منشرح ہوتا ہے اور جسکو دیا اللہ نے

نور الصلوٰۃ ونور الطہارۃ بحیث اذا بعد
عہدہ عن الصلوٰۃ وتراکمت علیہ الاحداث
والجنابات وامتلأت حواسہ من الالوان الرذیۃ
والاصوات المسموعۃ حصلت لہ ہیئۃ یعقلہا
ویجدہا ویتاذی منہا ویتنفر بجبلتہ عنہا ثم اذا
توغل فی الطہارات والصلوٰۃ وجمع الحواس فی
الذکر حصلت لہ ہیئۃ اخری یعقلہا ویجدہا ویحسن
الیہا وینشرح بہا وکانت الحالتان معلومتین
متمیزتین بمنزلۃ المحسوسات فہو المؤمن
بالایمان الحقیقی الذی یعبر عنہ بالاحسان اشک
فی ذلک ومن عرف فی ضمن الدعاء والذکر
کیفیۃ الحضور وان لم یقدر علی تجرید الحضور
من اللفظ والحرف والخیال فقد اتی بما یہمہ
فی باب الاحسان **مشہد آخر** رأیت
فی المنام اللیلۃ العاشرۃ من صفر سنۃ اربع
واربعین والف ومائۃ بمکۃ المبارکۃ کان الحسن
والحسین رضی اللہ عنہما نزلا فی بیتی وبید
الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلم قد انکسر لسانہ
فبسط الیّ یدہ لیعطینی وقال ہذا قلم جدی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال حتی
یصلحہ الحسین فلیس ما اصلحہ الحسین
کما لم یصلحہ فاخذہ حسین رضی اللہ عنہ فاصلحہ
ثم ناولنیہ فسررت بہ ثم جیئ برداء مخطط فیہ
خط اخضر وخط ابیض فوضع بین یدیہا
فرفعہ حسین رضی اللہ عنہ وقال ہذا ا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کا کہ جب وہ نماز سے
رہ جائے یا اوس پر بے وضو ہونا یا جنابت ہوتا آجائے یا اوسکے
حواس بہرجائیں رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے
جو سُنے تو اوسکو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کرلے اور
اوس سے اذیت ہو اور نفرت کرے جبلہ سے اوس کے پہر مشغول ہو
طہارت اور نماز سے اور جمع کرے حواس ذکر مین تو دوسری
ہیئت حاصل ہو تو تمیز کرلے اوسکی اور اوسکو اچھا جانے اور اوس سے
خوش ہو اور یہ دونو حالتین ہون جدا جدا معلوم ہوجائیں جیسے
محسوس تو وہ مومن ہے ایمان حقیقی سے جس سے عبارت احسان
ہے اس مین کچہہ شک نہین اور جو شخص دعا اور ذکر مین
کیفیت حضور پائی اگرچہ قادر نہو محض حضور پر بسبب حرف
ولفظ وخیال کے سبب وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہونچا احسان کے
باب مین **مشہد** مین نے خواب مین دیکہا ماہ صفر کے
دسوین تاریخ ۱۱۴۴ھ ایکہزار ایکسو چوالیس مکہ مبارکہ
مین کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے
گہر تشریف لائے ہین اور حضرت امام حسن کے
ہاتہ مین ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پہر
اونہون نے ہاتہ بڑہایا کہ مجہکو عنایت کرین
اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے پہر فرمایا تاکہ اسکو حسین رضی اللہ سنوار دے
یہ ویسا نہین ہے جیسا حسین رضی اللہ نے سنوارا تہا
پہر لے لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا
پہر مجہکو عنایت کیا مین بہت خوش ہوا اوس سے پہر آئی
ایک چادر دہاری دار کہ سبز دہاری ایک سفید تہی پہر اونکے
روبرو رکہی گئی حضرت امام حسین نے اُٹہایا اور فرمایا یہ چادر

وهذه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخذتها
ووضعته على راسي تعظيما وحمدت الله تعالى ثم
انتبهت

مشهد عظيم في تحقيق شريف

اعلم ان الايمان بما انزل الله تعالى
على نبيه صلى الله عليه وسلم على ضربين ايمان
الرجل على بينة من ربه وايمان بالغيب اما الاول
ايمانه على بينة من ربه فمثله كمثل رجل شهد
الامير حين خلع على وزير خلعة الوزارة
وولاه امور المملكة وبعثه الى الناس يخبرهم
بكذا وكذا وامثال الخفاء وبعثه وكلفهم بذلك
فكل هذا امر رآه منه وسمعه ابصر بعينه حين
خلع وسمعه باذنه حين قاله ووعاه قلبه حين
كلف فهذا الحاضر لم يصر وزيرا بالحضور ولا
مبعوثا الى الناس ولكن صار مكلفا على بينة
وماموراً مشافهة واما المؤمن بالغيب فمثله
كمثل رجل اعمى اخبره بصير بطلوع الشمس
فاستيقن به حتى انه لا يجد في قلبه نقيضا ولا
احتمالا ضعيفا ايضا ولكن جزم قلبه بانه انما
ان البصير اخبره بالامر من دون توسط البصير
والكامل من الافراد من جمع الايمانين فله
ارتباط بالحق الاول لا يقبل التوسط من شيء
من هذا الارتباط جميع العلوم التي انزلها الله
تعالى على انبيائه فاستيقن بها بل اطمأن وكان
على بينة من ربه فليس له بحسب هذا الا
رتباط ناموس يحفظه ويسلكه سيا ٨٨

یہ ہے جبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر میں نے اوسکو لیکر
رکھا اپنے سر پر تعظیم کیواسطے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا
پھر میں جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیئے کہ ایمان لانا اوس شئے پر جو اسنے اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر
اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان بینہ
پر ہے اپنے رب کی اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار
میں جائے اوسوقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور
حاکم کرے امور مملکت کا اور اوسکو بھیجے کہ لوگوں کو خبر کرے کہ
ایسی ایسی اور اوسکو بھیجکر اور لوگوں کو مکلف کرے وہ شخص یہ
سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے آنکھوں سے دیکھا
خلعت دینے اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اوسی یاد ہے
جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہو جانے کا وزیر حاضر
ہو جانے سے اور نہ مبعوث لوگوں کی طرف لیکن مکلف ہو گیا
دیکھکر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اوسکی مثال ایسی ہے
جیسے ایک اندھا ہے اوسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اوس نے
یقین کر لیا ایسے کہ اوسکے دل میں اوسکے عکس نہیں اور نہیں اسکو کوئی احتمال
ضعیف بھی لیکن اوسکے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے نے
خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھوں والے کے اور کامل فرد وہ
وہ فرد ہے جسکو دونو قسم کا ایمان ہو اور اوسکو ارتباط حق سے ہے
پہلے ہی سے جسمیں توسط نہیں اس ارتباط سے اوس پر ترشح ہوتی ہیں
وہ سب علوم جو اسنے نازل کیے اپنے نبیوں پر اوس نے
اون پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب کے
اس ارتباط کے موافق نہیں کوئی اوس پر کوئی فرمان
کہ اوس کی حفاظت کرے اور اوسکو روکے رکھے آگے سے

وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذي يمسك
بيديه فهو يحس بهذا الحفظ ويدرك انه لو انقطع
لما كان مستقره الا الهاوية السفلى بحسب
ما تحقق بالعلم الالهي وعلى ذلك تتلمذ بين يدي
حذ والعوام كمال الايمان بالغيب والانحفاظ
بالنواميس والجزم بواسطة الخبر والانقياد
التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له
فلا ما ان تحققا في الفرد ولكن عند شعشعان
انوار الايمان الاول قد يخفى الثاني وكنت ذات
ليلة اصلي التهجد في الحرم اذ تشعشع انواره
على بنيته فغلبت وبهرت فتاملت الايمان
بالغيب فلم اجده ثم تاملته فلم اجده حتى اتحسر
عليه وانا اسف ثم بعد حين ما ظهر هذا الايمان
واطمئن الخاطر فتدبر

تحقیق شریف

الاولياء كثيرا ما يلهمون بان الله تعالى اسقط
عنهم التكليف وانه خيرهم في الطاعات ان
شاؤا فعلوها وان لم يشاؤا لم يفعلوها وحكى
سيدي الوالد رضي الله عنه عن نفسه انه الهم
بهذا وانه دعا الله تعالى ان يقيم عليه التكليف
وما اختار الا التقشف ولم يكن من مذهبه سقوط
التكليف عن احد من خلق الله ما دام عاقلا
بالغا فرأيته يرى الالهام حقا ويرى مذهبه حقا
ويتحير في التطبيق وحكيت عن سيدي العم
قدس سره انه كان يخبر عن نفسه انه الهم
بسقوط التكليف وقيل له انت عبدت حق ما

اونکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو روکے
ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے
کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم مین سب سے نیچا ٹھکانا ہے اور
وہ موافق اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اوسکے
واسطے ہی ترقی مقابل عوام کے جسکا کمال ایمان بالغیب ہے
اور حفاظت کرنے والی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے
اور مخبر صادق کا انقیاد پورا اچھا اور اوس سے محبت
صادق پس یہ دونون ایمان کی قسمین فرد کے واسطے
محقق ہین لیکن جب پہلے قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہین تو
دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہین اور مین ایک
رات تہجد پڑھتا تھا حرم مین انوار ایمان علے بنیت کے
چمکے اور غالب آگئے اور مین متحیر ہوا مینے سوچا کہ ایمان
بالغیب ہے تو نہ پایا اوسکو پھر سوچا مین نے تو اوسے
نہ پایا یہان تک کہ معلوم ہوا مین حسرت کرتا ہون اور
افسوس پھر کچھ دیر مین ظاہر ہوا ایمان اور مجھے اطمینان آگیا
تو اسے غور کرو

تحقیق شریف

بہت اولیاؤن کو الہام
ہوتا ہے کہ اس نے رفع کی تکلیف شرعی معاف کی تمہین
اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نہ کرو حضرت قبلہ گاہ صاحب نے
اپنی حکایت بیان کی ہے کہ اونکو بھی یہ الہام ہوا اور اونہون نے
اللہ سے دعا کی کہ مجھ پر شرع کی تکلیف قائم رہے اور اونہون نے سوا شرع
کے نہ اختیار کیا اونکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی منسوخ ہونیکا کسی سے
جبتک عاقل بالغ ہو کوئی بھی اور مین نے دیکھا الہام کو بھی حق جانتے
تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اوس کی تطبیق
مین متحیر تھے اور جناب عمو صاحب نے اپنا حال بیان
کیا کہ اونکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی تم سے ذکر

من النار فافعل فقال جل اسمه عن النار وان عبدتنی
طمعا فی الجنة فانا وعدناک ان ندخلک ایاها
وان عبدتنی طلبا للرضا فانا قد رضینا عنک رضا
لا نسخط بعده فقال ربی انما اعبدک لا لشیء من ذلک
وکان فی سره یمیل الی ان الکل یسقط
عنهم التکالیف والله سبحانه هو الذی یقیم علیهم
النوامیس من غیر اختیارهم وهذا اروی عن کثیر
من اولیاء الله تعالی والسر فی ذلک عندی ان الانسان
اذا انتقل عن الایمان بالغیب بهذه النوامیس
الی الایمان بها علی بینة وجد هذه العبادات
والنوامیس فی نفسه مثل الجوع والعطش
مما لا یقدر علی ترکه ولا معنی لتعلق التکلیف
بها لانها من الجبلة التی جبل علیها سواء کان
هذا السر واضحا منشرحا او مجملا فی شیء من خلده
علی باطنه خطاب من الحق انما مثاله هذه
الحالة الاجمالیة والتفصیلیة ان الله تعالی اسقط
عنه التکلیف وانه اختار بعد ذلک التقید
من اختیاره وقصده وانما مثل هذه الامور عندی
مثل الرؤیا یحتاج الی تعبیرها وانما تعبیر هذا
الالهام حصول هذا المقام الذی هو منار
الالهام والحق عندی ان الالهام کله حق لکن
منه الفائض عن لسان خاص ومنار معلوم
ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاکم علی الوقت
الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثانی
هو المتبع المطلق ومن الالهام ما یحتاج الی تعبیر

عبادت کرو تو ہمنے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے
واسطے عبادت کرو تو ہمنے جنت کا وعدہ کر لیا تمکو داخل کرینگے
اور ہماری رضا کو عبادت کرو تو ہم راضی ہین کبھی خفا نہ ہونگے
تو اونہون نے عرض کیا کہ یا الٰہی مین تیری عبادت کسی شے
کے لیے نہین کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے
اس طرف کہ کاملون سے ساقط ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ
قائم کر دیتا ہے آن پر فرمان و شریعت آن کے بے اختیار
کے اور ایسا ہے بہت اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے
اور میرے نزدیک اسمین یہ بھید ہے کہ انسان جب
منتقل ہوتا ہے ایمان بالغیب سے اس نوامیس سے ایمان
علے بینہ کی طرف اور پاتا ہے اس عبادات اونوامیس کو
اپنے دل مین مثل بھوک اور پیاس کے جسکے قادر نہین
ترک پر اور کچھ معنی نہین اوسکے علاقہ تکلیف کے اسلئے کہ وہ تو
اوسکی جبلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اوسپر
واضح ہو کھلا کھلا یا مجمل ہو کہ اوسکے باطن پر ترشح ہو
اس سے خطاب اللہ تعالیٰ کا کہ مطلوب اوسکا یہ حالت اجمالیہ اور
تفصیلیہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اوس سے تکلیف ساقط کی اور اوسنے بعد
اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار سے
اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی
حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کے حاصل ہونا اوس مقام کا ہے جو
الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب حق ہین
لیکن بعضے ان سے زبان خاص سے اور مطلوب معلوم سے فائض ہین
اور بعضے اونکے حکم حاکم وقت سے ہین پہلے متبع موافق
بعضے مقام کے ہین کہ اون کا تابع ہو اور دوسری قسم
متبع مطلق ہین اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہین

فلا بد من استنباط رجل تام المعرفة ومن علاج
يحتاج فقد برز

تحقيق شريف ومشاهد اخرى

اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادها انحل
من القوة البهيمية شيأ وقويت الملكية واستقلت
بما حلت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها
نور الاعمال وذلك لان الملكية اذا اوحت الى البهيمة
ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة وانقادت البهيمة
واجتمعت بنشرها تحت تصرفها فحصل
للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تناسب الملكية
وهي غاية كمالها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى
حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية
وكان خلقا لهذه النفس وديدنا وجبلة لا تنفك
عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك لان الانسان
اذا عمل عملا رضي به الله تبارك وتعالى ورحمه لاجله
لكونه سببا لتفريج الكرب عن الناس كافة
او لكونه سببا لتمام ما اراد الحق بتدليه الى الخلق
من الهداية واشاعة النور او لكون هذه النفس
معدودة في عداد المتدلي بان انبعثت همة
النفس وطمحت بجملة همتها الى التدلي واندرجت
فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجود
واحد منها تشملها الرحمة الالهية فيظهر حينئذ
للنفس انشراح كلي وانبساط ومنها ان النفس
اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالتخيل
كالاشغال القلبية او بالوهم الحاكي للجبروت
وهو الذي يسميها المتأخر اهل الزمان بياد داشت

تو ضرور ہے اوس مین استنباط کامل معرفت والے شخص کا اور ایسے
الہام محتاج تعبیر کے نہین پس غور کرو

تحقیق شریف ومشاہد

اور جاننا چاہیے کہ جب ارواح اجسام سے جدا
ہوتی ہین بہت چیزین قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہو جاتی ہین اور
قوتین ملکیہ مستقل ہو جاتی ہین جو حاصل کیا تھا کمال اور یہ کمال کئے
وجہون پر ہے اونمین سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلئے کہ جب
ملکیہ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی عمل نیک اعمال سے کرے تو بہیمیہ مطیع
ہو جاتی ہے بہیمیہ تمام اوسکے تصرف مین ملکیہ کو خوشی ہو جاتی ہے اور
بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ملکیہ کی اور یہی اوسکا
نہایت کمال ہے اور جب یہ امر کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ مین
کمال حاصل ہوتا ہے اور جوہر بہیمیہ مین اور اس نفس کے واسطے یہ
خلق وعادت ہو جاتا ہے اور دیدن اور جبلت ایسی کہ کبھی اوس سے جدا نہو
اور ایک ان مین سے نور رحمت ہے یہ اسلئے کہ انسان سے اللہ راضی
ہوتا ہے اور اوسپر رحمت کرتا ہے اسلئے کہ وہ انسان لوگونکی
سختی دور کرنے سبب ہوا یا اسلئے کہ وہ سبب ہوتا ہے اوسکے پورا
ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنے ہدایت اور
نور کی اشاعت یا واسطے ہونیکے اس نفس کے معدود شمار تدلی مین
کہ نفس التفات کرے اور متوجہ ہو ہمت کی کوشش سے طرف
تدلی کے اور داخل ہو اس مین پس جب آئین یہ تینون وجہ جمع
ہوئین یا ان مین سے ایک تو اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے اوسوقت
اس نفس کے واسطے انشراح کلی ہوتی ہے اور خوشی اور بعض اون مین سے یہ ہے
کہ جب انسان نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا لفظون سے
یا خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے
یا وہم جو جبروت کے حاکی ہوا اور وہی
ہے جسے اہل زمانہ یادداشت کہتے ہین

حصل للنفس وخلص اليها ملكة بسيطة لونها
جبروتي وكثيرا ما يسمى ذلك نور ياد داشت ومنها
نور الاحوال وذلك لان النفس اذا كانت معرضة
لتبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها
خلص الى جوهرها صفاء ورقة قوام فاذا انفكت
عن الجسد ولم يخفقها ارادات متجددة
انطبعت فيها الوان اسماء الحق وانواره وحصل لها
رقائق كثيرة وابتهجت بكل رقيقة فهذا
حال اكثر الارواح وبتلك الانوار تكون كمرآة ملقاة
في الشمس امتلئت نورا وضوءا او كحوض
ممتلئ ماء ضرب نور الشمس في يوم رائق لا غيم وقت
الهاجرة فاكتسا الماء نور الشمس فاذا علمت ما قلنا
وفهمته فاعلم اني لما زرت الشهداء ببدر رضي الله
تعالى عنهم ووقفت بحيال قبورهم سطعت
الانوار من قبورهم الينا دفعة في اول الامر
كمثل الانوار المحسوسة حتى ترددت اني ادركها
بالحس او ببصر الروح ثم تاملت فيها اي انوار هي
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذي
ينسب الى ابي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه
بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست
حياله وتوجهت الى روحه ظهرت لي كمثل
الهلال الثالثة فتاملت فيها فاذا نورها نور الاعمال
ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر
وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد

توحاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہوجاتا ہے اوسکا ایک
ملکہ بسیطا ور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اسکو کہتے ہین
نور یادداشت اور انہین سے ہے نور احوال اور یہ اسلئے
کہ نفس جب ہوجاتا ہے اون مین سے جو تیز رو ہین واسطے
بدلنے حال خوف و رجا اور قلق اور شوق وانس وہیبت
وتعظیم وغیرہ کے دوست ہوجاتی ہے اس کے جوہر کو صفائی
اور رقت قوام جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اوسکو
گھبرا نہ لیا ارادون متجددہ نے تو اوس مین منطبع ہوجاتے ہین رنگ
اسماء الہی کے اور اوسکو حاصل ہوتے ہین لطافتین کثیرہ اور
وہ خوش ہوتی ہے ہر لطافت مین پس یہ احوال اکثر ارواح کا
ہے اور اون نورون سے ہوجاتی ہے مانند ایک آئینہ کے
جو دھوپ مین رکھا ہوا ور چمکتا ہو روشنی آفتاب یا مانند ایک
حوض پانی سے لبریز کے جسپر آفتاب چمکتا ہو اور نہوا اندہیری
ہوئی ہوا اور دوپہر کا وقت ہوا اور وہ پانی نور آفتاب سے منور ہو
پس جب تمنے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جان لو کہ جب مین نے
زیارت کی شہداء بدر کے رضی اللہ اور رہین ان کے مزارون کے
گرد کھڑا ہوا تو انکے مزارون سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور
کہ جیسے ان آنکھونکی آگے ہو یہانتک کہ مین تردد مین تھا کہ ان آنکھون سے
دیکھتا ہون یا روح کی آنکھون سے پھر سوچا مینے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم
کیا کہ یہ انوار رحمت ہین اور جب مینے زیارت کی اوس مزار کی جو
ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ وادی صفراء
مین حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے جب مین بیٹھا گرد اوس مزار کے اور متوجہ
ہوا اونکی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا مینے سوچا تو وہ نور
نور اعمال و نور رحمت دونو جمع تھے مگر نور رحمت کا غالب اور بہت
ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ مبارکہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکرون ارھاصاتہ التی ظہرت فی ولادتہ ومشاھدۃ قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی ادرکتھا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتھا ببصر الروح فقط اللہ اعلم کیف کان الامر بین ھذا وذاک فتاملت تلک الانوار فوجدتہا من قبل الملائکۃ المؤکلین بامثال ھذہ المشاھد وبامثال ھذہ المجالس ورایت یخالطہ انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ

مشاھد اخری بالاجمال لما دخلت المدینۃ المنورۃ وزرت الروضۃ المقدسۃ علی صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات رایت روحہ صلے اللہ علیہ وسلم ظاھرۃ بارزۃ لا فی عالم الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی الصلوات وامامتہ بالناس فیھا وامثال ذلک من ھذہ الدقیقۃ ولکن الناس عامۃ لا یلھمون لشیء الا بما یشرح علی ارواحھم من علم فیاخذ ون اما حقیقتہ واما شبحہ فیخبر واحد ویتلقاہ الآخر بالقبول لما ادرک ادراکا اجمالیا ویسمعہ ثالث فیؤید بوجہ آخر ورابع فیبدی شیئا مناسبا وھلم جرا حتی یتفق امۃ من الناس علی ذلک فلیس اتفاقھم فی مثل ذلک سدی فلا تردد

مولد مبارک مین تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو وقت ولادت کے ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو مینے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے ہین مین نہین کہتا کہ ان آنکھون سے دیکھا اور نہ کہتا ہون روح کی آنکھون سے فقط خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھون سے دیکھا یا روح کے مین تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور اون ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسون پر موکل ہین اور ایسی مشاہد پر اور مینے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونون ملے ہوئے ہین -

مشاہدہ جب مین داخل ہوا مدینہ منورہ مین اور زیارت کے روضۂ مقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ کی روح مبارک مقدس کو دیکھا ظاہر اور عیان نہ فقط بیچ عالم ارواح کے بلکہ ان آنکھون بیچ قریب قریب تو مینے معلوم کیا کہ وہ جو لوگ کہا کرتے ہین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازمین اور آپ کی امامت لوگونکی نمازمین اور اور ایسی باتین وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہین لاتے مگر جو اونکی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتا یا اس کی صورت پھر ایک اوس کو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کرلیتا ہے وہ ادراک اجمالی اور تیسرا سنتا ہے وہ اور وجہ سے اوسکی تائید کرتا ہے اور چوتھا اور صورت مناسبہ اسی طرح اور یہان تک کہ اس امر پر ایک جماعت متفق ہوجاتی ہے اور ان کا اتفاق ایسے امرون مین مہمل نہین ہے پس حقیر نسبجھ اکثر کے

المشهورات العوام ولكن تفطن باسرار ما يلهج
ثم توجهت الى القبر الشريف المقدس مرة بعد
اخرى فبان صلى الله عليه وسلم فى رقيقة بعد
رقيقة فتارة فى صورة مجرد العظموت والهيبة
وتارة فى صورة الجذب والمحبة والانس والانشراح
وتارة فى صورة السريان حتى اتخيل ان الفضاء ممتلئ
بروحه عليه الصلاة والسلام وهى تموج فيه تموج
الريح العاصفة حتى ان الناظر يكاد يشغله
تموجها عن ملاحظة نفسه الى غير ذلك
من الدقائق ورأيته صلى الله عليه وسلم فى اكثر
الامور يتمثل فى صورته الكريمة التى كان عليها مرة
بعد مرة مع الحاح الهمة الى روحانيته لا
الى جسمانيته صلى الله عليه وسلم فتفطنت ان
له خاصية من تقويم روحه بصورة جسده عليه
الصلاة والسلام وانه الذى اشار اليه بقوله ان
الانبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجون فى قبورهم
وانهم احياء الى غير ذلك ولما سلمت عليه قط
الا وقد انبسط وانشرح وتبدى وظهر
وتخيلت انه رحمة للعالمين **مشهد آخر**
لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه
وسلم وعلى صاحبيه رضى الله عنهما ثم قلت
يا رسول الله افض علينا مما افاض الله عليك
جئناك راغبين فى خيرك وانت رحمة للعالمين
فانبسط الى انبساطا عظيما حتى تخيلت كان
عطافه رداءه لفنى وغشينى ثم غطنى

مشہورات کو لیکن اسمین غور کر کہ جو اون کی زبان پر آیا اوسکا
اسرار کیا ہے پہر متوجہ ہوا روضہ مقدسہ بلند کی طرف بار
بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت در لطافت
مین کبہی تو فقط صورت عظموت و ہیبت مین اور کبہی صورت جذبہ و
محبت مین اور انس و انشراح مین اور کبہی صورت سریان مین کہ
مین خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بہری ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے روح مقدس سے اور روح مبارک موجین مار رہی ہے
مانند ہوائے تیز کے یہانتک کہ دیکہنے والا اوسکی تموج کو دیکہکر
عنقریب ہے کہ اپنے تئین بہول جائے سوائے اسکے اور لطافتین
اور بہی دیکہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور مین اوسی
صورت متعارفہ حسنہ مین کہ آپ تہے بارہا باوجودیکہ میری کمال
آرزو تہی کہ روحانیۃ مین دیکہوں جسمانیۃ مین نہ دیکہوں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو مجہکو دریافت ہوا کہ آپکا خاصہ ہے روح کو
صورت جسم مین کرنا صلے اللہ علیہ وسلم اور یہی بات ہے جو آپنے
فرمایا ہے کہ انبیا نہیں مرتے اور نماز پڑہا کرتے ہین اپنی قبر وں مین
اور انبیا حج کیا کرتے ہین اپنے قبروں مین اور وہ زندہ ہین اور
جو جو فرمایا ہے اور جب مینے آپ پر درود پڑہا جب ہی مجہسے
خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ ہوا
کہ آپ رحمت للعالمین ہین **مشہد** جب تیسرا روز ہوا تو مینے سلام
پڑہا آپ پر اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما
پر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہمکو کچہہ اوس مین سے جو اللہ نے آپکو دیا ہے
ہم آپکی عطا کے شوق مین آئے ہین اور آپ رحمت للعالمین
مین تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہانتک
کہ مین نے خیال کیا کہ گویا چادر مبارک کے
دامن سے لپیٹ لیا اور اوڑہا لیا خوب اچہی طرح

غبطة وبهجة علي واظهر لي الاسرار روحه ففي
نفسه وامدني امدادا عظيما اجماليا وعرفني
كيف استمد به في حوائجي وكيف يرد هو الى
من يصلي عليه وكيف ينبسط الى من اطنب
في مدحه والح عليه فرأيته عليه الصلوة و
التسليم قد صار من جوهر روحه ودني
نفسه وجبلته وفطرته مظهرية للتدلي العظيم
المنبسط على وجه البشر حتى لا يكاد الظاهر
يتميز من المظهر وهذا التدلي العظيم هي
التي تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية
وهي التي يصفونها بانها قطب الاقطاب
ونبي الانبياء وكنهها بروز هذا التجلي في البرزة
البشرية فلما انعقدت حقيقة في المثال
متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية قطبا
ونبيا وهي تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا تم
امر البعثة توجه المبعوث الى رحمة ربه فادبر عن
الخلق وانفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما كان مندرجا في اصل بعثته ان يكون
شهيدا يوم القيمة شفيعا يومئذ بوسيلة من الله
للعصاة من خلقه لطفا منه بالنسبة اليهم
ليخرج منه عليه الصلوة والسلام همة عظيمة
تقتضي شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم
عن بهيميتهم فيكون معه الرحمة الله وجوده
بالنسبة الى اولئك الاقوام وذلك كخلقه قوى
التناسل لتبقى النوع ولكن الله خلق في كل نوع

اور ظاہر کئے مجھپر اسرار اور پہنچوائے مجھے خود امداد
کی مجھکو امداد اجمالی بہت بڑی اور بتایا مجھکو کہ کس طرح آپسے اپنی
حاجتوں میں مدد چاہوں اور کسطرح وہ جواب دیتے ہیں جب آپ پر
کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپکی مدح میں کوشش
کرے یا آپسے الحاح کرے پس دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو کہ آپ جوہر روح اور روئیدن نفس و جبلت فطرت کے
سبب ہوگئے مظہر تدلی سے ایسے جو تدلی عظیم اور منبسط ہے
بجہت بشریہ جسمیں ظاہر اور مظہر کی تمیز نہیں ہوتی اور یہی تدلی
عظیم ہے وہ جو صوفیہ کی رائے میں حقیقت محمدیہ ہے
اور اسی تدلی سے مراد ہوتے جو کہتے ہیں قطب الاقطاب
اور نبی الانبیا اور کنہ اوسکا ہے ظہور اس تجلی کا بشریت میں
پس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال میں متوجہ خلقت
کی طرف تو اوسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب
اور نبی اور وہ اوس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جاتا خلقت
کی طرف جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے
رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے جدا ہو جاتی ہے
اوس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو داخل تھی
اصل بعثت میں اس امر میں کہ قیامت کے دن شہید ہوں اور شفیع
ہوں گنہگاروں کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ ہمت عظیم کہ شمول جسکی
مقتضی ہے اون پر اور ملکیت حاصل کرنے کو بہیمیہ
سے تو کہ ہو رحمت الٰہی کے واسطے آپکا
وجود معہ نسبت اون لوگوں کے
اور یہ ایسا ہے جیسے قوتیں تناسل کے
بقائے نوع کے واسطے اور اسیطرح خلقت ہر نوع میں

To: www.al-mostafa.com

ما يفيدهم عند ما ينوبهم. الذي شاهدت من روحه صلى الله عليه
وسلم انه لا يزال متوجها الى الخلق مقبلا اليهم بوجهه
فلذلك كان احق الانبياء بحلول هذه الحقيقة
المثالية فيه واتحادها معه بحيث لا يتميز الظاهر
من المظهر فكانه عينها لا يطلع عليه الانفكاك الا
وهذا احد معنى هذا البيت المشهور ؏

افلت شموس الاولين وشمسنا
ابدا على افق العلى لا تغرب

فاتحاده بهذه الحقيقة ابصرته ببصر روحي وطينة
الاتحاد تفطنت بها ورأيته صلى الله عليه وسلم
مستقرا على تلك الحالة الواحدة دائما لا ينزعج
في نفسه ارادة متجددة ولا شيء من الدواعي
نعم لما كان وجهه صلى الله عليه وسلم الى الخلق
كان قريبا جدا من ان يرتفع انسان اليه بجهد همته
فيغيثه في نائبته ويفيض عليه من بركاته
حتى يخيل انه ذو ارادات متجددة كمثل الذي يهمه
اغاثة الملهوفين المحتاجين وتأملته عليه الصلاة
والسلام الى اي مذهب من مذاهب الفقه
يميل لاتبعه واتمسك به فاذا المذاهب كلها عنده
على السواء ليس علم الفروع في حالته هذه من ديدن
روحه الكريمة انما الداخل في جوهر روحه اصل علم
الفروع وهو عناية الحق بنفوس البشر من جهة
اعمالهم واخلاقهم واصلاحها وهذا اصل له
فروع واشباح تختلف باختلاف الزمان فالداخل
في جوهر الروح هذا الاصل فلذلك كان نسبته

اوس چیز کے جو اوسے مفید ہو بروقت پیش آنے حوادث کے
ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں خلقت کی طرف اور
شفقت کئے ہوئے اونکی طرف اسی واسطے سب نبیوں سے
حقدار زیادہ ہیں واسطے حلول اس حقیقت مثالیہ کے
اپنی میں اور اوسکے اتحاد سے اپنی ساتھہ اس حیثیت سے
کہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہیں گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت
ہیں کہ جدائی ہی نہیں اور یہی ایک معنی ہیں اوس بیت
مشہور کے افلت شموس الاولین وشمسنا ٭ ابدا علے
افق العلے لاتغرب ٭ تو اتحاد اسکا اس حقیقت سے میں نے
اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا اور اوسکا سبب اور میں نے
معلوم کیا اوسے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو قایم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہاں سے نہیں ہٹاتا
اونکو ارادہ متجددہ اور نہ کوئی داعیہ کسی شے کا ہاں جسوقت
آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں
کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی
کریں اوسکی مصیبت میں یا اوسپر برکتیں نازل فرمائیں یہانتک کہ وہ
خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص مظلومون
محتاجوں کی فریادرسی میں مصروف ہوا اور میں نے غور کی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ میں کس مذہب کیطرف مائل ہیں کہ میں بھی وہی
مذہب اختیار کروں تو مجھے معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہیں علم فروع
ایک حالت میں نہیں آپکی روح مبارک کے دیدن سے آپکی جوہر روح میں علم فروع کے
اصل ہے وہ کیا عنایت حق کی نفوس بشر پر انکے اعمال و اخلاق کی جہت سے اور
اوسکی اصلاح اور اصل یہ ہے اور اسکے فروع اور صورتیں ہیں مختلف
ہوتی ہیں وقت اختلاف زمانہ کے پس داخل جوہر
روح میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ اصل ہے اسیواسطے آپکی نسبت

المذاهب على السواء لا تقدير عنده مذهب
من مذهب لأن كل مذهب يحيط بما يجب من
أمهات الفقه في الدين المحمدي وإن اختلف في أوضاع
أحد لم يتقيد واحدا من المذاهب لم يكن رسول الله صلى
الله عليه وسلم سخطه بالنسبة إليه إلا بالعرض
وهو أن يتفق اختلاف في ملة وتقاتل بين الناس
وفساد ذات البين وهذا أشد ما يسخط عليه
وكذلك رأيت الطرق كلها عنده على السواء كالمذاهب
ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة
وهي أنه رب رجل يكون عنده أن النبي صلى الله
عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وأنه الحق المطلوب
ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقادات قصورها
في جنب الله ورسوله فيأتي رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويقف عنده فيجد بينه وبين النبي
صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول
هذه معاتبته عليه الصلاة والسلام على
تقصيري والتحقيق أنه أتاه بصدر ممتلئ غيظا
وانكبابا فانسد باب الفيض من جهة سوء
القابلية وقد يزعم الإنسان أن الخروج عن ملة
الله هو الخروج عن ربقة التقليد للشرع والا
نقياد لحكم الله وأن ليس هنالك طريقة مضبوطة
غيرها فيكون الخروج عنها عنده مرادفا وملا
زما للخروج عن ربقة الانقياد فيتفطن بأن النبي
صلى الله عليه وسلم معاتب عليه أمثال هذه
الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه

سب مذہب برابر ہین ایک سے دوسرا جدا انہیں معلوم ہوتا اسلیے
کہ ہر مذہب محیط ہوتا ہے اوس شے کا جو واجب ہے امہات
فقہ دین محمدی مین اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی متبع ایک مذہب کا نہو
مذہبون سے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکی نسبت ناراض
نہین مگر اوس صورت مین جب یہ مین اختلاف اور جنگ و جدال و
فساد کا موجب ہو لوگون مین آپس مین اور یہ امر آپکی نہایت
غصہ کا موجب ہے اور واجب ہے آگاہ کرنا اسکے بعد ایک نکتہ سے
وہ یہ ہے کہ بعض آدمیونکے یہ ذہن مین ہوتا ہے کہ وہ مذہب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے
پھر اوسمین قصور ہو جاتا ہے تو اوسکے اعتقاد مین جم جاتا ہے کہ معنی قصور
کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی حضور مین اور دیکھتا ہے اپنے مین اور رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم مین دروازہ بند ایسا کہ نہین کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے
آپکا صلے اللہ علیہ وسلم میری تقصیر سے اور تحقیق یون ہے کہ
وہ حاضر ہوا ہے ایسا ہوا ہے کہ سینہ مخالفت سے بھرا ہوا ہے
اور رکاوٹ سے پس بند ہوا ہے دروازہ فیض کا
قابلیت نہونے سے اور کبھی گمان کرتا ہے انسان
کہ تقلید کو چھوڑنا شرع کی پیروی کا چھوڑنا ہے
اور تابعداری نکرنی ہے اللہ کے حکم کی
اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہین
پس اوس سے نکلنا اوس کے نزدیک
برابر ہے شرع کے انقیاد سے نکلنے
کے اس سبب وہ جانتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اوپر
عتاب ہے اور ایسے ہی ایسے شبہہ بہت ہین کہ طالب
کے دل مین آتے ہین اور یہ بھی ضرور ہے

ايضاً عرفنى ان ناساً يدخلون المدينة المنورة
فيرون اهلها على اعمال غير مرضية عندهم وفى
نفس الامر فيبغضونهم ويضمرون حقداً ثم
يدخلون الروضة المقدسة ويواجهون فاذا جاء
وقت الصفاء والخلوص ترشح من الحقد مرارة فانكدر
حالهم فاياك ثم اياك ان يصدك من هذا النور
الاتم عليه الصلوة والسلام امثال هذه الامور
ورأيته عليه الصلوة والسلام لابساً لباس العظمة
والتشبه بالجبروت وله رقائق كثيرة بحسب
تعدد كمالاته وتوجه الناس اليه باستعداداتهم
وامدنى عليه الصلوة والسلام فى ذلك المجلس امداداً
اجمالياً تفصيله المجددية والوصاية والقطبية
الارشادية واعطانى قبولاً وجعلنى اماماً ورضى
طريقتى ومذهبى اصلاً وفرعاً لا لجميع الناس
بل لناس مخصوصين فطرتهم فطرة التحقيق
بشرط ان لا يكون سبباً للاختلاف والتقاتل فمن هذه
النكتة يجب ان ينتسب بها كل من اخذ مذهبنا
اصلاً وفرعاً وطريقتنا سلوكاً ثم اردت ان اسأله
عن مسائل مبادى الوجود ومراتب الوجود والفناء
والبقاء فاذا هو عليه الصلوة والسلام متوجه
بالكلية الى الله المذكور فكلما اردت ان
اسأله منعنى استغراقى فى كيفية حاله عن سؤالى
وعلمنى ان اجلس بين يديه فاسأل ربى بلسانى
الذى عندى والملأ الاعلى ثم تلفع بنى رداءه
جداً ثم اسأل ثم تلفع ثم اسأل وهلم جراً فعند

آگاہ کرنا کہ جب لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور
وہاں کے لوگوں کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہیں
یا وہ اعمال نفس الامر میں برے ہوتے ہیں تو اون سے بغض و کینہ
رکھتے ہیں پھر جب روضہ مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ادھر
متوجہ ہوتے ہیں اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اوس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اونکا حال مکدر ہوجاتا ہے خبردار
خبردار اس سے بچنا کہ اوس نور اتم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی امور
روکتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
عظمت کا لباس اور تشبہ بالجبروت کا پہنے ہوئے اور آپکی
بہت لطافتیں ہیں موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگوں کا
متوجہ ہونا اپنی استعدادوں کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے اوس مجلس میں میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اوسکی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجھکو
قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجھکو امام اور اچھا فرمایا میرے طریقہ
اور مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کے واسطے نہیں بلکہ واسطے
خاص خاص لوگوں کے جنکی فطرت میں تحقیق ہے اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہو اس نکتہ سے واجب ہے اوسکا منسوب ہونا جو
جو ہمارا مذہب اور طریقہ اختیار کرے اصلاً و فرعاً پھر میں نے چاہا کہ
دریافت کروں آپسے مسائل مبادی وجود اور مراتب وجود اور فنا اور
بقا تو میں نے دیکھا کہ آپ بالکل متوجہ ہیں اوس ذات مذکور کی طرف
جب میں چاہتا تھا کچھ پوچھوں تو میرا استغراق آپکی کیفیت حال میں
مجھکو روک دیتا تھا اور مجھکو سکھایا آپنے کہ آپکے روبرو بیٹھوں
اور اپنے رب سے سوال کروں اوس زبان سے جو ملاء اعلیٰ کی طرف سے
پھر مجھکو نور نے لپیٹ لیا پھر سوال کیا پھر لپیٹ لیا
پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اوس وقت

ذلك يختلط سؤالي وهمته العليا فيصيب الهم
للرجل ورأيته مستقرا على حالة واحدة من حفظ
صورته الكريمة وكونه سعيه وكرمنا ووقاية ومكا
لتلك الحالة متى جاء الى الخلق لابسا لباس عظمته
ففيه من القبول والجذب والالفة ما لا يحصى ولا
يدرك انتهاؤه فاذا توجه اليه انسان بجهد همته
ولا اريد بالانسان العالي الهمة فقط بل كل ذي نفس
يشتاق الى شيء ويتوجه اليه بقصده وشوقه فانه
يتدلى اليه وهذا رد السلام واجابة الصلوات
يعني يحصل بسبب همة هذا الانسان حالة
شبيهة بالقصد المتجدد وانا اعلمك سرا عظيما
وهو ان الحكمة في جعل هذه النسمة المثالية
للتدلي ان يتقرب الحق جل الى اهل الارض الى
سفلتهم ايضا وكان من الجود لا يتم الا بتوسط
النسمة ورأيته عليه الصلاة والسلام يستبشر
استبشارا عظيما لمن صلى عليه وسلم ورأيته صلى
الله عليه وسلم بارزا مفيضا فيض الصحبة
كمثل المشايخ الصوفية في مجالس الافاضة وانا
بين يديه وكل ما علمناك مشهد واحد من مشاهد
وتفطن اخي محمد عاشق بسر عجيب لا اشك
انه من افاضة الحق ان الحج كمال تام من الكمالات
ولذلك يظهر في قلوب الحجاج بهجة بانفسهم
وكثرتهم وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارك
وتعالى هو الكمال ولما تدلى الحق الى الخلق بنصب
الكعبة شعارا من شعائره كان الوصول اليها

مختلف ہوگیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند پھر ٹھہر نشا پر تشریح کیا
اور دیکھا مینے آپ کو قرار کیے ہوئے ایک حالت پر صورت کریمہ کی
حفظ پر اور اوسکی تدلی مذکور کی طرف ہونے پر خلقت کی طرف
متوجہ پہنے ہوئے لباس عظموت کا کہ اوس مین قبول اور
جذب ہے اور الفت بے شمار کہ اوسکی انتہا نہین دریافت
ہوسکتی جسوقت متوجہ ہو آپکی طرف کوئی انسان کوشش
ہمت سے اور میری مراد انسان عالی ہمت سے فقط
نہین بلکہ کوئی ہو کہ مشتاق کسی شے کا ہو اور آپکی طرف
متوجہ ہو اوس شے کے قصد سے اور شوق سے تو آپ
تدلی کرتے ہین اوس کی طرف اور یہی ہے رد سلام اور اجابت
درود یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اوس توجہ کے ایک
حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد سے * اور مین بتاؤن تجھکو
ایک سر عظیم وہ یہ ہے کہ حکمت اس نسمہ مبارکہ کی ظرف
بنانے مین واسطے تدلی کے یہ ہے کہ اسکا بہت قرب ہو اہل زمین سے اور
جو ان سے نیچے ہین اور یہی ہے کہ یہ جود تمام نہوتا تھا مگر واسطے
سے اسی نسمہ کے اور دیکھا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
بہت خوش ہوتے اوس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی
طرح اور مینے دیکھا آپکو ظاہر فیض صحبت پہنچاتے ہوئے مانند مشائخ
صوفیہ مجلس افاضت مین اور گویا آپکی حضور مین ہون اور یہ سب
جو مینے بتایا ایک مشہد ہے مشہدون مین سے اور بھائی محمد عاشق تجھکو معلوم ہو
ایک سر عجیب مین یقین کرتا ہون حق کی طرف سے وہ یہ کہ حج ایک کمال ہے کمال
اور کمالون سے اور اسی واسطے حاجیون کے دل مین بہت خوشی ہوتی ہے اور
اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالی کا وصول ہے تو کمال ہے اور
جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ شریف کے قائم کرنے
سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کا وصول اللہ کا

بها الوصول الى الحق بحسب المسافة فالوصول
الى الله على وجوه والوصول بالمسافة ينتهي بالحج
والله اعلم **مشهد آخر** سألت صلى الله
عليه وسلم عن معنى قوله كنت نبيا وآدم منجدل
بين الماء والطين وما كان هذا السؤال بلسان
المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحي سوقا
ونزوعا الى هذا السر ثم الصقتها بجنابه اشد ما
اقدر عليه فتمثلت منه بصورة مثالية فأراني صورته
الكريمة المثالية قبل ان يوجد في عالم الاجسام
ثم اراني كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم
المثال واراني اشباح الانبياء المبعوثين وكيف
افيض عليهم النبوة من حضرته التي بين يديه وما
افيض عليه في عالم المثال من تلك الحضرة واراني
اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم
والمعارف بعده فوضح لي الامر واستبان وعرفت
حسب ما فاض علي من الصورة المثالية وفطنت
بما اراد في تلك الافاضة فها انا افسر لكم ما فطنت
ان تجلي الله تبارك وتعالى لما عظيما متوجها الى
الخلق يهتدون واليه يلجأون وهذا التجلي له
في كل برهة من الزمان شأن ومتبرزا الى الخلق
بروزا بعد بروز وكلما برز ظهر في العالم
عنوان لتلك البروز وهو بعث الرسول المبعوث الى الخلق
بالامر والنهي والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان
وتلك البروز حقيقة فاذا برز بروز ظهر في الناس
علوم ومعارف تناسب تلك البروز وان لم يعلم

وصول ہوا بحسب مسافت اور وصول الی اللہ بہت
وجوہ پر لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہوا واللہ اعلم
مشہد میں نے سوال کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس
حدیث شریف کے معنے جو آپنے فرمایا ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام
آب و گل تھے کہ میں نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا
اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری
روح بھری ہوئی تھی پھر میں چمٹ گیا اوس جناب سے بہت اپنی
طاقت کے موافق پھر میں بھر گیا اوس جناب سے ساتھ صورت
مثالی کے پس آپنے دکھائی صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم
اجسام کے پائی جاتی ہے پھر دکھائی مجھکو کیفیت اس عالم میں آنیکی
عالم مثال سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں انبیاء مبعوثین کی
کسطرح اون پر افاضہ ہوئی نبوۃ حضرت سے مقابل اوسکے
جو ملے آپکو عالم مثال میں اوس حضرت سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں
اولیاء کی اور جسطرح اونکو ملے علم اور معرفت بعد اوسکے تو مجھکو حال معلوم
ہو گیا اور ظاہر ہو گیا اور میں طرف سمجھ گیا اس چیز کا جو مجھکو ملا
صورت مثالیہ سے اور میں نے جان لیا جو آپنے اس افاضہ میں چاہا میں
اب بیان کرتا ہوں تمسے جو میں سمجھا جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک تعالے
کی تجلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہے اوسی سے سب ہدایت پاتے ہیں اور
اسی کی التجا کرتے ہیں اور اس تجلی کی ہر ایک زمانہ میں شان ہے کہ
خلقت کی طرف ظہور کرتی ہے ایک بعد ایک کے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی
ظہور تو عالم میں اوس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے وہی رسول بھیجا گیا
ہوتا ہے خلقت کی طرف اسکے امر اور نہی شریعت کے ساتھ تو وہ
رسول اور وہ احکام عنوان ہیں اور وہ ظہور حقیقت جب کوئی ظہور
ہوتا ہے تو لوگوں میں علم اور معرفتیں مناسب اوس
ظہور کے ہوتے ہیں اگرچہ لوگ نہ سمجھائیں

اصلها فائضة منها وانها تشبهها وان بين ظهرا
نيهم من هذه العلوم طرفا فان كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة الربانية
فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزخ علموا
او لم يعلموا وهذه هي المنة العظمى لا اخبار الرسول
فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا للنوع البشري
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اى هيكله المثالي امكن من نفسه الانطباق
هذا التدلي بحسب ما من البرزات فانطبق
عليه شبيهه انطباق الكلي على الجزئي وذلك
لسابق عناية الله بالناس ليوجد لهم غياثا
يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر ولعقد الشرائع
عليهم وذب دواعي الفساد عنهم اذا احتاجوا
الى ذلك اشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله
عليه وسلم نبيا قبل نشأة آدم عليه السلام
فلما وجدت اشخاص البشر واختلفت طرقهم
فمن مفرط ومن مفرط واقتضى التدبير الالهي
تنسيق امرهم انطبق المثالي على رجل من
هؤلاء الاشخاص فاوحى اليه ما فيه صلاح قومه

کہ وہ فائض ہیں اوس ظہور سے اور اوسکے مناسب ہیں اور
جنپر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں جو کلام
رسول سے استنباط کرسکتے ہیں تو اونکو احبار کہتے ہیں اور رہبان
کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور اون کی ہمت ہے علم
حاصل کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ سے تو وہ لوگ حکما محدث اہل حکمت
ربانی ہیں تو دونو فرقے اوس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں
اس بات کو جانیں یا نجانیں اور یہی بڑا احسان ہے بڑے اخبار
رسول کہ اوسکو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے
چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے کہ وہ نوع بشر کے باپ
ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب
نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریہ نے حرکت
کی مثال مناسب کی طرف ساتھ اجسام کے تو ہیکل ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے
منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور کے ظہورات میں سے
پس منطبق ہوگئی اس پر از روے شبیہ کے جیسے کلی منطبق
ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سبب اللہ تعالیٰ کی سابق عنایت
کے ہے ان پر اور لوگوں پر تا کہ پایا جائے ایسا مددگار
کہ سبب ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور ان کی
شریعت کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے انسے
امراض فاسدہ جب انکو اسکے حاجت ہو بہت سخت سو یہ
ہیں معنے ہیں آدم سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
نبی ہونیکی پھر جب موجود ہوے اشخاص بشری اور ان کے
طریقے مختلف ہوے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط کرنے والا
تو تدبیر الٰہی نے چاہا تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصوں میں سے ایک شخص
اور وحی ہوئی اوسپر جس میں اس کی قوم کی صلاح ہوئی انکی درستی کی

وتجزبه بعثه برزة من البرزات فانما المنطبق
عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية انه يستعد لان يفاض ما استعد
له اما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية فلما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج برز بروزه برزة من برزات التدلي
وتلك البرزة كانت مشتملة على قوة مثالية فتلبست البرزة
لباس المثال وسد الآفاق وما كانت التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لابد منه في
الموجود وانما عين المثال لم يكن بين الله وبين
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلاة
والسلام واما بعده فامتلأ الجو وامتلأت السموات
والارضون بالهيكل المثالي التدلي فما استفيد علم
او معرفة او حالة الهية او كمال او ماخذه القريب
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلاة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لان حقيقته عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها
هي هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض
عن حضرة التدلي وان كانوا في عالم الاجسام واما الاولياء
فانما ياخذون عن برزة مثالية هي حقيقة بعثته
عليه السلام وما بينت تشخصا منها ولم يتيسر لي
الاختصاص عن هذه السر الا ابراهيم عليه السلام
فانه نعقدت نبوته في الروح انعقادا ضعيفا

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس جز این نیست
کہ منطبق اس شخص پر اس نبی سے وہی وجود بشری ہے اور
بیشک وہ مثال میں حکایتا تھا تا کہ مستعد ہو وہ واسطے
اسکے پس افاضہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی وقت منطبق تھا کایۃ نہ تھا
پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا برزات
تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر
اوس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور درست اوسد یہ
کر دیا آفاق کو اور پہلے تدلی کا بروز نہ تھا مثال کے لباس
میں اگرچہ نفس مثال موجود تھا اور تحقیق میری یہ ہے کہ
مثال نہ تھی بحسب بروز اس تدلی کے پہلے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے درمیان اللہ و خلقت کے لیکن بعد میں پُر
ہو گیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے
پھر جسکو حاصل ہوا علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال اوسکا
ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور منقطع ہو گئی آپکے بعد
نبوت اسلئے کہ حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جبکہ مبعوث
مانند عنوان کے تھے نبوت کی وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ
جب تمنے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہو گیا کہ آپ رحمت للعالمین
ہین اور خاتم النبیین ہین اور سب انبیا کو فیض اس
تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام میں تھے اور تحقیق
اولیا نے حاصل کیا فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت
بعثت ہے آنحضرت کی اور مجھکو میسر نہیں ہوا کوئی
ان اشخاص میں سے اس راز کے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ ان کی نبوت عالم روح میں منعقد ہوئی ساتھ انعقاد ضعیف

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلي ببعثة نبرزة روحه فظهور اضعف
من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبي والمحدث
الا في ملته وما انقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت
البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت راسا وفيضت
العلوم والمعارف فيضانا ثجاجا لانها في الاكثر
منعقدة في المثال **تحقيق شريف**

قلت ما الحكمة في كون الناس في الزمن
الاول بعد آدم عليه السلام مائلين الى جمود الفكر
وخمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية لم
يستنبط احد منهم من الارتفاقات الا القليل ولا
من العلوم الحاضرة الطبيعية والالهية الا القليل
النادر مع طول اعمارهم وشدة امعانهم وخوضهم
ثم لا يزال من بعد ابراهيم عليه السلام يزيد قليلا
قليلا في اليونان والروم والفارس وبني اسرائيل
والمغرب والعراق والعرب حتى وجد سيدنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فتفجر بعده العلوم
ثجاجا ونبع منهم العلوم الحكمية والفنون الادبية
والحاضرية والعلوم الشرعية بحيث لا انتهاء
لها ولا ارجاء **قلت** ان الله تبارك وتعالى تدليا
عظيما امتلاء من السموات والارضون
وحقيقته معرفة الشخص الاكبر ربه فانما
عرف ربه حق معرفته وتصوره كما ينبغي
من تصوره ارتسمت في مدركه صورة تشا

انعقاد نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوا
تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام سے ضعیف
ظہور برزہ مثالیہ بعثت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور
اسیواسطے نہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آن کی ملت مین اور
نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ
مثالیہ بہت روشنی اور منقطع ہوگئی نبوت اور افاضہ ہوئے علوم
اور معرفتین اچھی طرح اسواسطے کہ وہ اکثر مین منعقد تھے مثال مین
تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق مین
حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن و سرد طبع
وبہایم سیرت ہوئے کسی نے ارتفاقات کا استنباط نکیا
مگر قلیل آدمیون نے اور نہ علوم محاضرت اون کو
حاصل ہوا طبیعی اور الٰہی مگر شاذ نادر کو باوجودیکہ عمرین
بڑی پائین اور فکر و خوض بہت کے پھر بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب
اور عراق اور عرب مین یہان تک کہ پیدا ہوئے ہمارے
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں
ہوگئے اور ان سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ
اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جنکی انتہا ہے
نہ حد تو اوس کا یہ سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک
تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان اور سب زمینین پر
ہین اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ شخص اکبر نے جب اپنے
رب کو پہچانا جیسا اوس کی معرفت کا حق تھا
اور اوس کا تصور جیسا چاہیئے ویسا کیا اوس
شخص اکبر کے تصور سے اوسکے مدرکہ مین منتقش ہوگئی

تجلی جلال الله وعزته على وجهه وهذه الصورة دائمة مادام الشخص الأكبر وهي منطبقة على الله وعلى أليق الحكاية وأوفقها بما في نفس الأمر قوله لما وجدت العناصر والأفلاك في الطبيعة الكلية كانت هذه الطبيعة محفوظة فيها كما حفظ الطبيعة الأرضية في المعدن والنبات والحيوان والإنسان وكانت خواصها ومقتضياتها وقواها أيضا محفوظة باحتفاظ نفسها ثم لما وجدت المعادن والنباتات والحيوانات والإنسان كانت طبائع العناصر والأفلاك محفوظة فيها وليست هذه الا كلها بالظهور خواص الأفلاك وحركاتها والعناصر وطبائعها وكانت الطبيعة الكلية بما معها من القوى محفوظة في الأفلاك والعناصر فكل فرد من الإنسان في جنة وجوده وجوهر نفسه واتم تحقق معرفته بربه الا انها في حجب كثيفة اذ لوح نفس الانسان حجبه لظهور حكم كل طبيعة من طبايع الامهات المتولدات وبقدر انطباع تلك الصور ينتقص صفائها او يختفي حكم نقطة التدلي التي هو الحبل الذي تمسك به عارف ربه فتلك الحجب المتراكمة بعضها فوق بعض فمن رزق التنبه بحقيقة الحقائق وعرف انحسارها الى الطبيعة الكلية واجزائها فمثل نوره عنده كمشكوة فيها مصباح المصباح في زجاجة الآية استنار حينئذ الحجب كلها بنور الاصل واستضاءت بضوءه وكانت له في معرفته علية

ایک صورت عمدہ کہ یاد دلائی اللہ تبارک تعالی کی عزت اور جلال اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت دایم ہے اور اللہ تعالی کو یاد دلاتی ہے بہت اچھی طرح اور بہت موافق ہے نفس الامر کے پھر جب پیدا ہوئے عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ مین تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ تھے اوس صورت مین اس طرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے معدن اور نبات اور حیوان اور انسان مین اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ رہین ساتھ انحفاظ اپنے نفس کے پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو تھین طبائع عناصر و افلاک محفوظ ان مین اور نہین یہ مگر باستد مراپا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اسکے طبائع کے اور تھی طبیعت کلیہ معہ اپنی قوا کے افلاک و عناصر مین محفوظ تو ہر فرد انسان کہ حاصل ہے اس کو جوہر نفس اور بنیاد تحقق مین اپنی رب کے معرفت تھی مگر بہت پردون حجابون مین اسواسطے کہ روح نفس انسان سرایہ ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع امہات مولدات سے اور بقدر منتقش ہونی ان صورتون کی ناقص ہو جاتی صفائی اوس روح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہو جاتا ہے حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی جو ایک ایسی رسی ہے کہ جو اسکو پکڑ سکے اپنی رب کو پہچان لیں پس یہ حجاب متراکم ہین کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہین تو جس شخص کو نصیب ہو گیا تنبہ حقیقت الحقائق پر اور جان لیا اسنے انحسار تدلی کا طبیعت کلیہ کیطرف اور اسکے اجزا کے تو اسکے نزدیک اللہ کی نور کی مثل ایسی ہے کہ جیسے کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الآیۃ اوس شخص کے حجاب سب اٹھ گئے اور اوس کی روشنی سے روشن ہو گئے اور وہ حجاب اوسکو مفید ہو گئے

ومن لم يرزق النسب لها لم يعرف انفسادها فمثل
ظلمات التي لها كظلمات في بحر لجي يغشاه موج
من فوقه موج من فوقه سحاب الآية. وإذا
تمهد هذا فاعلم أن بقدر الاعداد تظهر
هذه النقطة وآثارها وكلما كان الاعداد أتم وأوفر
كان ظهورها أصرح وأبين ومن المعدات
الملأ الأعلى ولست أعني بهم الملائكة فقط بل
أعظمهم وأشبههم نفوس الكمل حين طرحت
عنها جلابيب أبدانها الكثيفة فكل من مات
من الكمل يخيل إلى العامة أنه فقد من العالم
ولا والله ما فقد بل تجرد فكل سيد من
سادات الملأ الأعلى يوفق لقدح الحجب المظلمة
والوصول إلى هذا التدلي فيدخل موج من هذا
التدلي في ترجمة هذه النفس فيتملي النفس بمعرفة
الله ثم يعرج الموج إلى هذا التدلي فيتحقق لهذا
التدلي تدلي آخر إلى ما يلي النفوس البشرية
المحبوسة في أجسادها ويعد العالم لتقريب آفاق
المعرفة على تلك النفوس وهكذا تتراكم أنوار
الملأ الأعلى وتتزايد أعدادها بعضها يلي الأعلى
وبعضها الأسفل وبعضها بين هذا وذاك
حتى تمتلئ الجو الذي بين أرض هذه النفوس
وبين سماء تلك المعرفة فلذلك يكون معرفتهم
في آخر الزمان أسرع ما يكون وأصح ما يكون
وإلى هذه الدقيقة أشار النبي صلى الله عليه وسلم
حيث قال إذا اقترب الزمان لم يكد رؤيا المؤمن

مضر ہوئی اور جس شخص کو نصیب نہوا تنبہ حقیقت الحقایق پر
اور اسکے نہ جانا اسکے انفسا کو تو اوسکے ظلمات کی مثال ایسی ہی
جیسے کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ
سحاب الآیۃ جب یہ تمہید ہوئی تو جان لینا چاہیے کہ معدات کے
اعداد کی قدر وہ نقطہ تدلی کا ظاہر ہوتا ہی اور اوسکے آثار ظاہر ہوتے
ہین تو جسقدر کہ اعداد اتم و اوفر ہوگا اتنا ہی ظہور بھی صریح اور
ظاہر ہوگا اور معدات ملا اعلی سے اور میری مراد اس سے فقط
فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہین ان سے جس وقت
انکے بدن کی کثیف چادرین اتار ڈالتے ہین اور جب کوئی کاملون
مین سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہین کہ وہ عالم سے گم
ہوگیا خدا کی قسم یون نہین ہی کہ وہ گم ہوگیا وہ گم نہین ہوا
پس ہر سردار بزرگان ملا اعلی مین سے توفیق دیا جاتا ہی
واسطے قطع کرنے حجاب مظلم کے اور داخل ہونے اس
تدلی سے پھر داخل ہوتی ہی ایک موج اس تدلی کی اس نفس کے
اندر ترجمے کے تو نفس بھر جاتا ہے اسکی معرفت سے پھر عود
کرتی ہے وہ موج اس تدلی کی طرف پھر متحقق ہوتی ہے
اور تدلی واسطے اس تدلی کے طرف اوس چیز کے کہ
قریب ہے نفوس بشریہ محبوس فی الاجساد سے واسطے تقریب افق
معرفت کے اوپر ان نفوس کے اسیطرح متراکم ہوتی ہین انوار ملا اعلی کے اور
بڑہتا جاتا ہی اعداد ان کا بعضے قریب اعلی کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے
ان دونوں کے درمیان یہانتک کہ پر ہوجاتا ہی جو درمیان ان نفوس کے
ارض کے اور معرفت کے سما کے تو اسیواسطے معرفت نفوس کی آخر زمان مین بہت جلد
ہوتی ہی اس سے جو پہلے تھی اور بہت صحیح ہوتی ہی اوس سے جو پہلے تھا اور
اس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف
مین آیا ہے اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن

يتخطّى اي اذا اقترب من القيامة وكذلك فالطبيعة
العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة
بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس و
الانواع فكل من برع في استخراج الارتفاقات فانما
استمدّ الجوح مما هنالك واذا ارتسم هذا الفيض
في قلب ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة
بحسب هذا الكمال تدلّى الى سائر النفوس البشرية
وسهل انطباع تلك العلوم واذا مات هذا البارع
لا يفقد هو ولا اثر عنه ولا هذه الشرح بل كل
ذلك بحاله وافراد هذه النفوس يمدّ بعضها
لبعض فنسبتها في الطبيعة الانسانية المتجسّدة
في المثال بشخص واحد كنسبة القوى والصور
الخيالية كما ان المقدمات الفكرية تعدّ الفيضان
النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعدّ لان كان تشابه
الناس وهذه المعرفة احد معاني قولي في القصيدة اللامية

شهدت تداوير الوجوه جميعها
تدور كما دار الرحى المتمايل

مشاهدة اخرى

على الاجمال ما توجهت
تلقاءه عليه الصلاة والسلام الا ورأيته حاضرا
ظاهرا اما بان تفتح بصر روحي فرأيته على ما هو
واما ان تأثرت نفسي منه باثر فكان ذلك الاثر
حاكيا عنه فلو اتى جهة اليه ونفسي ملأى
من الشوق الى ظهور حقيقة ما خصصت به من
معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرايع
من ان يقيس حال النفوس فلصقت نفسي

يتخطے اي اذا اقترب من القيامة اور اسی طرح طبیعت
عرشیہ مین علوم ارتفاقات انسانیہ کے موضوع ہین
بلکہ ارتفاقات ہر نوع کے بلکہ احکام جمیع نفوس اور
انواع کے پس جو کوئی کامل و فایق ہوا استخراج ارتفاقات
مین اوس نے یہین سے فیض پایا اور جب راسخ ہو گیا
یہ فیض اوس کے قلب مین پہر عود کیا اپنے منبع کی طرف
تو ظاہر ہوا واسطے اسی طبیعت کے بموجب اس کمال
کے تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے طرف اور آسان
ہوگیا منتقش ہونا اون علوم کا پہر جب مرتا ہے
وہ کامل و فایق تو گم نہین ہوتا وہ اور نہ اسکا
کمال و فضل اور نہ وہ شرح بلکہ سب بحال خود
رہتے ہین اور ان نفوس کے افراد ممد ہوتے ہین
بعضے واسطے بعضون کے اور نسبت ان کی بیچ
طبیعت انسانیہ متجسدہ فی المثال کے شخص واحد سے
ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کے
تو جیسے مقدمات فکریہ ممد ہوتی ہین فیضان نتیجہ کی اسی طرح نفوس
زکیہ ممد ہوتی ہین واسطے ... کا تمام آدمی ہونگی اور یہ معرفت ہمارے قول کے
معانی مین سے ایک معنی ہے جو ہمارا قول قصیدہ لامیہ مین ہے اور وہ یہ ہے

شهدت تداوير الوجوه جميعها * تدور كما دار الرحى المتمايل *

مشاہدہ اخری علی الاجمال مین جب متوجہ ہوا ہون نزدیک رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جب ہی آپکو دیکہا حاضر ظاہر یا کہ میری روح
کی آنکہ کہلگئی ہے تو آپکو دیکہا ہے جیسے آپ ہین اور یا میرا نفس متاثر ہوا آپ سے
اور یہ اثر حاکی ہے آپکا سو ایک وقت مین متوجہ ہوا آپکی طرف درحالیکہ
میرا نفس مشتاق سو ہرا ہوا تہا طرف ظہور حقیقت اس شے سے جس مین خاص ہوا ہون یعنی
معارف مراتب جود اور استنباط معارف شرایع قسم دریافت حال نفوس سے تو میرا نفس

بنفسه عليه الصلوة والسلام وامتلأت ابتهاجا
بتلك العلوم وثلجا بها وبينما افيض على نظر
الحق فانه شيء خصص به النبي صلى الله عليه
وسلم من بين الانبياء لما بينا من هيكل التدلي
واقتصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت
فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع لون هذا
النظر في نفسي فعرفت حينئذ نفسي كانها ينظر
اليها الله تبارك وتعالى وتيقنت ان من خواص
هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس في مكان
يذكر فيه الا وتتبعه السموات والارضون
لا سيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو
الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن
من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة
انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخول
في جوهر الروح ودون النفس وبوابة الى الكو
كهيئة اهل الملأ السافل ورأيت ينبع من قبره
صلى الله عليه وسلم ينبوعا ثجاجا **مشهد**
آخر بينا انا اصلي سبحة الضحى في مصلى النبي صلى
الله عليه وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلى السر الذي
استفاد اهله من حقيقة الكعبة وهو قرب
الملأ الاعلى وعز العبادة ففطنت حينئذ مراد
النبي صلى الله عليه وسلم من قوله اما السجود
فاجتهدوا في الدعاء وقوله لبعض صحابته اعني
على نفسك بكثرة السجود فهذا القرب لا يحصل
الا بالدعاء وتضرعا والحاحا واطراحا بين يدي

آپ کے نفس سے ملحق ہوگیا اور پُر ہوگیا اُن علوم کی خوشی
سے اور ٹھنڈک سے اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی
نظر حق کی وہ ایک ایسی شئے ہے جس سے خصوصیت ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کل نبیوں سے بسبب
اُس شئے کے جو ہم بیان کر چکے ہیں ہیکل تدلی اور
اُس کا خاص ہونا اور منتقل ہونا ساتھ منتقل ہونے
آپ کی طرف ناسوت کی تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس میں
منطبع ہوا کون اس نظر کا تب پہچانا میں نے کہ گویا میرے
نفس پر اللہ تبارک تعالی نظر کر رہا ہے اور یقین کیا
میں نے کہ اس نظر کے خواص سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان
میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اُس کی پیروی کرتے ہیں
سب آسمان اور سب زمینیں خصوصاً اجزا زمین کے
نیچے تک اور اجزا جو کے ساتویں آسمان تک بلکہ
عرش تک اور وہ جب قوت پکڑے تو قطب ہو جاتا ہے اور میں نے دریافت کیا
کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے جوہر روح میں اور دون نفس میں
اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کے
اور میں نے دیکھا کہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ جوش کر رہا ہے
دوسرا مشہد آخر ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا نماز گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں درمیان منبر شریف اور روضہ مقدس کے کہ اسی وقت ایک سر نے تجلی کی جس کو اوپر کی
اہل استفادہ ہوتی کعبہ یعنی کی حقیقت سے وہ قرب ہے ملاء اعلی کا اور حاصل عبادت کی
اس وقت مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف سے
جو آپ نے فرمایا ہے اما السجود فاجتهدوا في الدعاء اور جو آپ نے فرمایا ہے
بعض صحابہ سے اعنی علی نفسک بکثرۃ السجود پس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا
مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور اطراح کے آگے اپنے

للمولى وتذللا على بابه واعتصاما باعتابه فلا
يحصل حتى يجتهد فى الدعاء فى السجود لان السجود
شبح لهذا القرب ولكل شبح الى حقيقته منهج
من جوهره والرحمة العامة اذا توجهت الى البشر
واردت الافاضة عليهم كان التعرض لنفحاتها
والتهيؤ لحلولها والتصدى لتحققها امارة لها تتميما
لمرادها ولما كان السجود اقرب حال الى التعرض
لنفحات الرحمة امر النبى صلى الله عليه وسلم بالاكثار
خاصة وتظهرت حقيقة قوله هل تضارون
فى القمر ليلة البدر قالوا لا قال فكذلك ترون ربكم
فلا تغلبن على صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة
قبل غروبها وهى ان التدلى المتجلى يوم القيمة
هو الذى يكون قبل وجه المصلى اذا صلى وهو الذى
يقاسم العبد فى الصلوة ويحاوره ولكن جلباب
البدن يمنع الناس ان يبصر ويبصر الروح و
ان يغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا كان يوم
القيمة وكشف الجلباب استقل بصر الروح و
استتبع بصر الجسد وليست النشأة الاخرى
الا من بقايا نشأة الدنيا ولا فرق بين الرؤية ببصر
الروح التى يتفقها الافراد فى هذه الدار وبين
الاخروية التى تعم المسلمين الا بطرح الجلباب
ثم رايت كل اية وكل حديث بحرا عجاجا فيه من
الاسرار لو كتبت شرح سر واحد منها فى مجلدات
لما حاطته ورايت الاسرار الخفية مبثوثة فى
اشارات القرآن والسنة فقضيت العجب كل

مولا کی اور اس کی دروازہ پر تذلل کری اور اوسکے آستانہ کے
پکڑنیکے اور نہیں حاصل ہوتا جبتک کوشش کرے سجدہ میں دعا
کرنیکی اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے اور ہر کالبد کے واسطے
اوسکی حقیقت کی طرف ایک شاہراہ ہے اسکے جوہر سے اور رحمت
عام جب متوجہ ہوئے انسان کی طرف اور ان پر افاضہ کا ارادہ کیا
تو اوسکی خوشبو انکا پیش آنا اور اوسکی حلول کا متمکن ہونا اور
اوسکی تحقق کا آمادہ ہونا مدد ہوا اوس رحمت کا اور اوسکی مراد کے
پورا ہونیکا اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات رحمت کے
پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے کثرت سجود کے خصوصًا اور مجھپر ظاہر ہوئی حقیقت اس
حدیث شریف کی جو آپنے فرمایا ہے ہل تضارون فی القمر لیلۃ
البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوۃ
قبل طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبہا اور وہ حقیقت یہ ہی کہ
قیامت کے دن جو تدلی جلوہ کریگی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے
نماز پڑھنے کے وقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز میں مقاسم اور
محاور ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسان کو روح کی آنکھ
سے دیکھنے نہیں دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں آتی
تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائیگا تو روح کی
آنکھ مستقل ہو جائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم
آخرت بقایا ہی نشأ دنیا کا اور کچھ فرق نہیں روح کی آنکھ سے دیکھنے
میں جو دنیا میں افراد کو ملجاتی ہے اور عاقبت میں تمام مسلمان
دیکھینگے مگر پردہ کی اٹھ جانیکا پھر مینے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث
شریف کو ایک دریائے مواج اسرار کا کہ اگر انمیں سے ایک سر بھی لکھا جائے
تو بہت جلدوں میں نہ آسکے اور مینے دیکھے اسرار خفیہ اشارات
قرآن شریف اور حدیث شریف میں بہت اور کمال تعجب کیا پھر

التجسد فتجلى عقيب ذلك التدلى الاعظم فرأيت سعة غير متناهية الارجاء ورأيت نفسي غير متناهية ورأيتني قابلت غير المتناهي بتلعته كلها لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الى نفسي وتحيرت من عظمها وكبرها وسعتها ثم تسترعني فاذا انا ملآن من النور ريان منه على من فوقي ومن تحتي وعن يميني وعن شمالي بل رأيته ينبع من قلبي وعيني ويدي وسائر جوارحي وجوانحي فكان هذا آخر هذا المشهد مشهد آخر غاب عني الهيكل المثالي وتجلى حقيقة روحه صلى الله عليه وسلم مجردة عن الالبسة التي كانت لبسها حتى بعض اجزاء النسمة ووجدتها حينئذ كما كنت وجدت بعض ارواح الاولياء المتقدمين جاء فنشأت من روحي صورة مجردة على شاكلتها وشاهدت من الانجذاب والتموج ما لا يقدر اللسان على وصفه مشهد آخر استفدت منه صلى الله عليه وسلم ان اتسعت نفسي حتى لحقت بوراثة بالبرزة المثالية للتدلي الاعظم التي انتقلت الى الناسوت مع انتقاله صلى الله عليه وسلم اليه واتصلت بها وافضيت اليها وخالطتها فرأيتني متجليا من الشيئين احدهما الاتم الاعم القريب الى حضرة الوجود الخارجي والثاني نسبتها الى الاولى كنسبة مخرج المذهب الى صاحب المذهب وهو قريب الى حضرة الوجود العلمي و

اسکے بعد جلوہ گر ہوئے مجھپر تدلی اعظم اوسکو مینے دیکھا کہ اوسکی کچھ انتہا نہین ہے اور مینے اپنی نفس کو دیکھا غیر متناہی اور معلوم ہوا کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے مین وہ سب نگل گیا ایک ذرہ بھر بھی نہ چھوڑا اسمین پھر رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور متحیر ہوا اوسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم مجھسے پوشیدہ ہو گئے تو اوسوقت مین نور سے بھرا ہوا تھا جو میری فوق اور میری تحت اور میرے داہنے اور بائین سے ٹپکتا تھا بلکہ مینے اوسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے آنکھون اور میرے ہاتھون سے بلکہ تمام اعضا سے نکلتا تھا اور یہ اس مشہد کے آخر مین تھا مشہد آخر غائب ہوگئی مجھسے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد اون لباسون سے جو پہنے تھے یہانتک کہ بعضے اجزائے نسمہ سے بھی اور مینے اسوقت پایا اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اوسکی شکل کی اور مینے مشاہدہ کیا انجذاب بلند کو اسقدر کہ زبان اوسکی وصف پر قادر نہین مشہد آخر استفادہ کیا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہو گیا میرا نفس یہانتک کہ لاحق ہوا مین آن کی وراثت کو واسطے اوس برزہ مثالیہ تدلی اعظم کی جو منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور مین متصل ہو گیا اور پہچا اور مخلوط ہو گیا اوس برزہ سے ایسا کہ تو دیکھے مین ایک کالبد ہون دو کالبدون سے کہ ایک آن مین کا اتم اور اعم قریب ہی حضرت وجود خارجی سے اور دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے مذہب کے صاحب مذہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

سميت حينئذ بالزكى وبآخر نقاط الطور وعرفت حينئذ ان من خالطها او فضل اليها كما خالطت فضيحة اى خالطته فى جوهر روحه مثل دخول الياداشت فى جوهر النفس بان تنتشر اليقظة التى جبل عليها الانسان بهمن شعب مقامه المجددية والوصاية والقطبية وامامة الطريق و ان يكون كلمة باقية فى عقبه والسر عميق جدا

مشهد آخر قمت بين يديه صلى الله عليه وسلم وسلمت عليه وتلطفت متضرعا اليه فصعقت روحى اليه فبرق منه بارق وتلقت روحى امر تلقيه فى لحظة واحدة او اقرب من ذلك فتعجبت من سرعة تلقيها والاحاطة باصلها وفرعها وجميع ارجاءها فى آن واحد بل اقل من آن وذلك البارق تجلى الحبل الممدود الذى يشد به العالم باسره فرايت هذا التجلى دخل فى جوهر روحه واصل هذا الحبل الممدود التدبير الواحد الفايض من المبدأ الذى تفصيله العالم باسره وفروعه التدبيرات التفصيلية التى بها يقوم العالم وتفطنت ان هذا الحبل هو حقيقة الحقيقة المحمدية ومامن قطب محدث ونبى مكلم الا وله نصيب منه والله اعلم

مشهد اخرى سلكنى رسول الله صلى الله عليه وسلم بنفسه وربانى بيده فانا اويسيه وتلميذه بلا واسطة بينى وبينه وذلك انه ارانى صلى الله عليه وسلم روحه المكرم فعرفنى بها اذ معرفة المفيض قبل الافاضة وعلمنى وجه

اور اس وقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط الطور اور اسوقت مینے جانا کہ جو مخلوط ہوا اس بزرگ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ مین مخلوط ہوا اور فائز ہوا مینے داخل ہو گیا جوہر روح مین اس کی مانند داخل ہونی یادداشت کے جوہر نفس مین تو اس پر پھیل جاتا ہے وہ یقظہ جس پر انسان مجبول ہوا ہے پس اوسکے مقام کے شعبے مین مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت اور حاصل ہوتی ہے یہ بات کہ ہو جاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور یہ سر عمیق بہت گہرا ہے اسکو

مشہد آخر مین استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے ہاتھ پھیلا آپ کی حضور اور اپنی روح کو ملا دیا آپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نور چمکا کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اس سے ملاقات کی ایک لحظہ کے عرصہ مین یا اسکے قریب تو مینے بہت تعجب کیا کسقدر جلدی ملاقات کی اور اصل و فرع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک آن مین بلکہ آن سے بھی کم مین اور وہ نور ایک تجلی ہے اس حبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس مینے دیکھا یہ تجلی آپکے جوہر روح مبارک مین داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد فایض ہے اس مبدا سے جسکے تفصیل تمام عالم ہے اور فروع اوس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہین جنسے عالم کا قوام ہے اور مینے دریافت کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہے اور اسی سے ہر قطب محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم

مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ تربیت فرمائی میری پس مین اویسی ہون اور شاگرد ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطے کسی کے اور یہ بات یون ہے کہ آپنے اپنی روح مکرم مجھے دکھائی اور اس سے مجھکو شناسا بنایا کیونکہ معرفت مفیض کی افاضہ سے پہلے ہی چاہیے اور یک آپکی عد

المشهد السادس والعشرون ٢٦

المشهد السابع والعشرون ٢٧

صلی الله علیه وسلم اعرف الاشیاء حتی المحسوسات
ثم کان اول تسلیکہ انہ افاض علیّ تجلیاً من تجلیات
الحق وهو الذی بان برزخ مثالیة بوجود ہ صلی الله
علیه وسلم فقبلت هذ التجلی بجوهر روحي
واستغرقت فیه وفنیت ثم تحققت به وبقیت
ثم افاض ثانیا تجلیا آخر هو اصل هذه البرزخ
المذکور وهی نقطة فردة جامعة لافعال الحق
فی العالم واصل تدبیراته فیه فقبلته ایضا و
فنیت فیه وبقیت به ثم افاض ثالثا نقطة
الذات متعملون من الجبروت فقبلتها وفنیت
وبقیت ثم افاض رابعا نقطة منعقدة فی
الروحانیات کانہا بحر النہایة فی البدایة فقبلتها و
فنیت وبقیت ثم عرض خامسا نقطة من احوال
النسمة وکیفیاتها حاذیة لتلک النقطة الروحیة
کانها هی ففطنت ان من امکن منها قوی علی التاثیر
فی التلمیذ وهی شبیهة بالعزم والجراءة لا اقول
عزم شئ وجراءة علی شئ بل نفس العزم والجراءة
فتم الصحو والهبوط وهذا هو السلوک المختصر
الذی یناسب الجذب وهو الاشبه بحال
الانبیاء صلی الله علیهم وسلم **مشهد**
آخر اعطانی الله سبحانه شیئا من طریقة
فی السلوک بواسطة رسول الله صلی الله علیه
وسلم وباشرت اعطاء روحه الکریمة واطلعنی
علی حقیقة هذا الشئ الذی اعطانی فعرفتها
حق معرفتها وعرفت انه شئ منها لا عینها

تکریمہ اعرف الاشیا ہے یہانتک کہ محسوسات بھی پہر پہلا پایا
سلوک بتلانا یہ تہا کہ افاضہ کی مجہہ پر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ
ظہور ہے برزخ مثالیہ کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
وہ تجلی مین نے اپنے جوہر روح مین قبول کی اور اوسمین
مستغرق ہو گیا اور فنا ہو گیا پہر مین متحقق ہوا اوس سے
اور باقی ہو گیا پہر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دوبارہ ایک اور تجلی کہ وہ اصل اس برزخ مذکور کی ہے
اور وہ ایک نقطہ فرد اصل افعال حق کا ہے عالم مین اور
اصل ہے اوسکی تدبیرات کا عالم مین اوس کو بھی مین نے
قبول کیا اور اوس مین فنا ہوا اور اوس سے
باقی ہوا پہر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تیسری بار مین نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ
اسکو قبول کیا مینے اور فانی اور باقی ہوا مین پہر چوتھی بار افاضہ فرمایا
نقطہ منعقدہ روحانیات مین اس کے نہایت مندرج ہے بدایت مین اسکو
قبول کیا اور اس سے فنا اور بقا حاصل کی پہر پہنچوایا مجہکو
پانچوین نقطہ احوال نسمہ کا اور اوسکی کیفیات مقابل مین اوس نقطہ
روحانیہ کی گویا کہ وہ وہی ہے تو مینے معلوم کیا جو حاصل کرے
اسکو قوی ہوتا ہے تاثیر اوسکی شاگرد پر اور وہ شابہ ہے عزم اور جراءت کے
میری اس سے یہ مراد نہین کہ عزم کسی شئے کا یا جراءت کسی شئے پر
بلکہ نفس عزم اور نفس جراءت میری مراد ہے پس تمام ہو گیا صحو اور ہبوط اور یہ
سلوک مختصر کہ مناسب جذب کے ہے اور بہت مشابہ انبیا علیہم السلام کے حال سے
مشہد آخر عنایت کیا مجھے اللہ تعالی نے کچھ سلوک کا بواسطہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باشر عطا کا ہوا آپکی روح مکرم اور مجہکو مطلع کیا
اس شئے کی حقیقت پر جو مجہکو عنایت ہوئی پس مینے پہچانا جسقدر حق تھا
اوسکے پہچاننے کا اور مینے جانا کہ یہ کچھ اوسکا ہے اوسکا طریق فی السلوک کا عین

وسأخبرك ببعض ما عرفت والحمد لله رب العالمین

بیان حقیقة الطریق

اعلم ان الله تعالی یمن علی من یشاء من عباده الاولیاء فیهب حقیقة من السلوك وکم من عارف قد عجز عن هذه النکتة علی وجهها فربما اطلعه الله علی ذکر او فکر یصل بها السالك الی الفناء والبقاء فیقول اعطانی ربی طریقة من السلوك وصدق فیما قال حسب ظنه ولکن التحقیق ان الطریقة لیست عبارة عن تلك الاذکار والافکار بل هی حقیقة منعقدة فی الملاء الاعلی یقضی الله بها من فوق السموات فینزل القضاء فی الملاء الاعلی فیتقرر هنالك ثم ینزل الامر علی حسب ذلك فی الناسوت فلله تعالی داعیة فی الملاء الاعلی لا یزال فی الناسوت تمثالها ووکرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا انفسخت الطریقة واضمحلت الداعیة لم تری الناس لها تمثالا ولا وکرا ومظنة فلو اجتمع اهل الارض جمیعا علی ان یعدموا هذه الحافظة الداعیة فقتلوا وکرها وما زالوا یقتلون اهلها وحفاظها لم یستطیعوا ان یعدموها ما دامت الداعیة موجودة ولو اجتمع اهل الارض جمیعا علی ان یقیموا حکمها ویصلحوا ما فسد منها علی حین فترتها واضمحلالها لم یستطیعوا ان یقیموها حینئذ ومثلها کمثل نجوم السماء لا تزال تنطبع اشکالها فی الحیاض والجوابی اذ کان لیس فی قوة البشر ان یصد المیاه عن ذلك ومثل الداعیة مثل الطریقة تقتضی ما تقتضیها

اور مین تجھسے بیان کرون گا کچھ کچھ جو مینے پہچانا والحمد للہ رب العالمین

بیان حقیقت الطریق

جان لینا چاہیئے کہ ان اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ الاولیاء یعنے اللہ تعالی اپنے بندوں مین سے جسپر چاہے احسان کرے اور اولیا کو عنایت کرتا ہے اوسکو طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف ہیں نکتہ جیسا چاہیئے ویسا نسمجھے بسا اوقات اللہ تعالے مطلع کرتا ہے ذکر وفکر پر کہ اوس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے مجھکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول مین اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت ذکر وفکر سے عبارت نہین ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے کہ ملا اعلی مین منعقد ہے کہ اللہ تعالی حکم کرتا ہے فوق سماوات کے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملا اعلی مین اور وہان ٹھیرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اوسکے موافق عالم ناسوت مین پس اللہ تعالی کا ایک داعیہ ہے ملا اعلی مین کہ ہمیشہ ناسوت مین اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جائے ہے جب تک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہوجاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہین نظر آتی لوگونکو اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جگہ پس اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ منہدم کردین اوس آشیانہ کو جو مینے بیان کیا کہ آشیانہ اور جگہ ہے اوسکی اور ہمیشہ اوسکو اور اوسکے نگہبانون کو معدوم کرین تو ہرگز نہین معدوم کرسکتے جب تک کہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ اوس طریقہ بگڑی کو سیدھا کردین اور اوس کے بگاڑ کو سنوار دین تو نہین مقدور اونکو اوسکی سیدھا کرنیکا اور سنوارنیکا اور مثال اوسکی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ اون کا عکس حوضون اور تالابون مین پڑتا ہے کوئی بشر کی قوت ہی مین نہین کہ پانی کو اوس عکس سے روکے پس وہ داعیہ اور یہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو

الله تعالیٰ لعبد فقد قضی له بالطف بقة ثم تشرح
هذه الحقیقة المنعقدة وبیان اجزائها وارکانها
لا یمکن الا لفاطن شدید الفطانة وحاصل ما فهمت
انه یجیء من قبل السماء الاولی نقول ونسطات
وزی ومن السماء الثانیة قواعد منضبطة فتکتب
وتسطر وتعلم وتنقل کابرا عن کابر وتوقر الصدور
وتعلق به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبیعی فتصیر طبیعة وتمیل الیها الطبائع
ونهیج لها عصبة منهم فیحمونها وینصرونها و
یناضلون دونها ویحبونها کحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة
وتسخیر فیکون مسخرا لها اکابر الناس وصغا
رهم وعلمائهم وامرائهم ومن السماء الخامسة
نکایة وشدة فلن تری منکرا لها الا وقد امتحن
بالمحن وابتلی بالبلایا ولعن وعوقب کان
من الغیب ناصرا لها ومن السماء السادسة
هدایة معظمة فیکون سببا لاهتدائهم وسببا
للناس لکمالهم ومن السماء السابعة الشرف
الدائم الذی کالنقش فی الحجر لا یزول حتی تزول
اوصاله وتتقطع اجزاؤه فهذه ارکان سبعة
تلتئم فی الملأ الاعلیٰ فیکون جسدا مسوی فیهم
فینفخ من التدلی الاعظم جذب فیها بمنزلة
الروح فی الجسد فمن تلبس بتلک الاذکار
والافکار وتزیی بذلک الزی شملته الرحمة
الالٰهیة واتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالیٰ کا واسطے بندہ کے پھر شرح اس حقیقت منعقدہ کی اور بیان
اس حقیقت کی اجزا کا اور اوسکی ارکان کا نہیں ممکن مگر واسطے
ذہین تیز فہم کے اور وہ جو سمجھا یا ہی میں نے سو وہ یہ ہے کہ
آتی ہے مدد آسمان اول سے نقلیں اور تو سطات اور لباس اور آسمان
دوسرے سے قواعد منضبط پس لکھی جاتی ہیں اور جاتی جاتی ہیں اور نقل
ہوتی چلی آتی ہیں بزرگوں کو بزرگوں سے اور توقیر پاتی ہیں
ان سے سینے اور صحیفے ان سے پُر ہوتے ہیں اور آسمان سوم سے لون طبعی کہ
طبیعت ہوجاتا ہی اور اوسکی طرف طبیعتیں مائل ہوتی ہیں اور جوش
کرتے ہیں حمیت لوگوں کی وہ اوسکی حمایت کرتے ہیں اور مدد کرتی ہیں
اور اوسکے سوا دفع کرتے ہیں اور اوسے دوست رکھتے ہیں مانند
جان و مال و اولاد کی اور آسمان چہارم سے غلبہ و قوت و تسخیر کہ
اس سے بڑی اور چھوٹی اور علما اور امرا تسخیر ہوتے ہیں اور
آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اوسکا منکر ہو وہ
بلا میں گرفتار ہو اور ملعون ہو اور عذاب میں آجائے گویا کہ
ایک غیب سے مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظمہ کہ وہ
سبب ہوتی ہے لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور
آسمان ہفتم سے شرف دائم ایسا کہ پتھر کی لکیر کہ نہیں مٹتی
جبتک وہ پتھر ٹکڑے نہو جائے تو بس یہ سات رکن ہیں کہ
ملا اعلےٰ میں اکٹھے ہو جاتے ہیں او سان کا ایک جسم
مستوی بنجاتا ہے پھر اس جسم میں تدلی اعظم سے
ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزل روح ہے
اس جسم کے پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان
اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے
مزین ہو شامل ہوتی ہے اوسکی رحمت
الٰہی اور آتا ہے اوس کو جذب فوق و تحت

ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن حيث لا يحتسب تربى في هذا الطفل سادات الملاء الاعلى ويخدمه الملاء السافل فلا يزال يتقدم امره ويزداد شأنه حتى يأتي امر الله على ذلك فهذه هي الطريقة وقس عليه المذهب في الفروع والاصول فكل من ادعى ان الله تعالى اعطاه طريقة ومذهبا ولم يكن الذي اعطى كما وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر على ما هو عليه ثم ليس كل احد يفضى له بالطريقة وليس عند الله جزاف ولا تخمين في شيء من الاشياء بل انما يعطى من جبل مباركا زكيا فيه امداد الافلاك السبعة وللملاء الاعلى والسافل وله رحمة خاصة من التجلى الاعظم فكم من عارف عظيم المعرفة وفان باق شديد الفناء سابغ البقاء ليس بمبارك زكي فلا يعطاها وكذلك لا يتعاطى حفظها كل احد بل لكل امر رجل خلق له وسيرت جبلته لذلك وآثار صورة ظهورها فلنشأة اخرى وراء النشآت المتعارفة فحقيقتها بركة فايضة في الاعراض والافعال

المشهد التاسع عشر ١٩

مشهد آخر عرفني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي اوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان البخاري واصحابه وذلك ان يؤخذ من اقوال الثلثة قول اقربهم بها في المسئلة ثم بعد ذلك يتبع اختيارات الفقهاء الحنفيين الذين

ویمین وشمال سے اور وہان سے جہان اوسکا گمان نہو پھر اس طفل کی تربیت کرتے ہین سادات ملاء اعلی اور اوسکی خدمت کرتے ہین ملاء سافل پھر ہمیشہ اوسکی شان بڑھتی جاتی ہے جب تک حکم آلہی آوسے تو پس یہی طریقت اور اسی پر قیاس کر لو مذہب فروع واصول مین پھر جو شخص دعوے کرے کہ اللہ تعالی نے اوسے طریقت عطا کی یا مذہب عنایت کیا اور اوسے یہ باتین جو ہمنے بیان کین نہ عنایت ہوئی ہون وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے جیسے اوسکی حقیقت ہے اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالی کا حکم نہین ہوتا طریقت کا اللہ تعالی کے پاس بیکار نہین ہے کوئی چیز بلکہ اوسکو عنایت ہوتا ہے جو اپنی سرشت اور جبلت مین مبارک اور زکی ہے اوسکو امداد افلاک سبعہ اور ملاء اعلی اور ملاء سافل ہوتی ہے اور آسکی ایک رحمت خاص ہے تجلی اعظم کتنے ہی عارف عظیم المعرفت یا فانی باقی شدید الفنا سابغ البقا ہین کہ مبارک و زکی نہین اُن کو نہین عطا ہوتی اور اسیطرح نہین عنایت ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر کار و ہر مرد کیہر امر کے واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اوسکے جبلت اوسکی و آثار ہوئی ہے اور دوسرے کام آسان ہے لیکن صورت ظہور کی اوس طریقت کے عالم دوسرا ہے سوائے ان عوالم متعارفہ کے اوسکا وہی عالم ہے کہ حقیقت اوسکی برکت فائضہ ہے اعراض و افعال مین

مشہد ۱۹ آخر

مجھکو پہچنوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب مین ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہے اوس طریقہ سنت کے جو تنقیح ہوا زمانہ بخاری اور اُنکے ساتھ والونکی اور وہ یہ ہے کہ اقوال ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین سے جو قول اقرب ہے وہ لیا جاوے پھر اُسکے بعد فقہا حنفی کی پیروی کیجاوے

كانوا من علماء الحديث كثير من أشياء سكت عنها الثلاثة في الأصول وما تعرضوا للنفي ودلت الأحاديث عليها فليس بد من إثباتها وكل مذهب حنفي.

مشهد آخر

ما بين قبره صلى الله عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما ورد في الصحيح. ما أنبئك فيما شاهدنا من الآثار الرابية على كل شيء وإن من صلى هنا يستغرق في بحر النور وإن لم يتفطن. وإنما مبتنى ذلك أن الإنسان إذا صار محبوبا أي دخل في جوهر روحه البرزة المثالية وهذه النقطة التي بها فكان منظورا للحق وللملأ الأعلى عروسا جميلا فكل مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم الملأ الأعلى واشتاق إليه فوج الملائكة وأمواج النور سيما إذا كانت همته تعلقت بهذا المكان. والعارف الكامل معنى وحالا له همة يحل فيها نظر الحق يتعلق بأهله وماله وبيته ونسله ونسبه وقرابته وأصحابه يشتمل المال والجاه وغيرهما ويصلحها فمن ذلك تميزت مآثر الكمل من مآثر غيرهم.

مشهد آخر

استأذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما وجه علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم يأذن إلي ورأيت العلماء العاطلين دق علمهم المستغلين بنوع من التصفية الناشرين للعلم والله بن أقرب إليه أكرم عليه وأحب عنده من هؤلاء الصوفية وإن كانوا من أهل الفناء

جو علمائے حدیث سے ہین کیونکہ بہت چیزین ہین کہ امام اور صاحبین نے اصول مین نہین بیان کین اور نہ آن کی نفی کی ہے اور حدیثین آن پر دلالت کرتی ہین تو آن کا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہین

مشہد آخر

درمیان منبر کریم اور روضۂ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغون مین سے جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف مین سو آثیت اوسکی تو یہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اوسکا نور سب نورون پر فائق ہے اور جو وہان نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور مین مستغرق ہوجاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور ہیبت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہوجاتا ہے یعنے اوسکے جوہر روح مین برزخ مثالیہ اور یہ نقطۂ تدبیریہ داخل ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی کا منظور ہوجاتا ہے اور ملاء اعلی کے واسطے ایک عروس جمیل تو جس مکان مین جاتا ہے ملاء اعلی کے ہمتین منعقد و متعلق ہوجاتے ہین اور ملائکہ کی فوجین اور انوار کی موجین اوسکی طرف چلی آتی ہین خصوصا جب اوسکی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی اور جو عارف کامل معرفت و حال مین ہوتا ہے اوسکی ہمت مین نظر حق پڑتی ہے اور علاقہ رکھتی ہے اوسکی اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور قرابت اور یارون مین کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ مین اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا یعنے کملا اور غیر کملا کی سیر میں

مشہد آخر

مینے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکے رد کرنیکی جو علمائے حرمین نے بعضے صوفیون پر اعتراض کیے ہین تو مجھکو اجازت ندی اور مینے دیکھا کہ علمائے عاطلین جنکا علم موافق ہے مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم کرتے ہین آپکو بہت مقرب ہین اور آپکو عزیز ہین اور آپکو محبوب ہین ان صوفیون سے اگرچہ اہل فنا

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشائعة عند الصوفية بيان هذا المجمل ههنا طريقتان طريقة انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس نشرا للعلم وامرا بالمعروف ونهيا عن المنكر وسعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من حيث اوجده فوجد وافاضه ففاض وليس في هذه واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شانه ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء والجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم بعنوان حبه ولا مرغوبة لانه عليه الصلوة والسلام عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعل الله في الخلق وكر العناية بافاضتها ومظنة لظهورها والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي يغادر جهة الا احاطها حصلت تلك الوجوه التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة الى سبب واحد ظهر الفضل من وجه وبقي

اور بقا ہیں اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ مقامات جو مشہور ہیں نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے کہ دو طریقے ہیں ایک طریقہ وہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ راجع ہے طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوای نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگوں کی تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف ونہی منکر سے اور لوگوں کی نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اوسکے بندے میں ہے کہ جسطرح اللہ تعالی نے ایجاد کیا ویسا اسنے پایا اور جو افاضہ کیا اوسکو پہنچا اور اسمین اصلا واسطہ نہیں ہے جسنے سلوک کیا اس طریقہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے اور اس تنبہ کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عالی نہیں اور نہ مرغوب ہے آپکے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنوان ہیں فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالی نے آپکو گردانا ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اوس طریقہ کے افاضہ کو اور اوسکے ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیا آپسمیں فضیلت رکھتے ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اوس شے کا کہ ظرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو محیط ہو کسی کو نہ چھوڑے تو حاصل ہونگی وہ ایسی وجہیں کہ تفاضل واقع ہو اور ہو گا فضل دائر ان میں اور منافست منقسم ہوگی ان میں اور اگر تو اعتبار کرے کہ مضاف ہیں سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل ظاہر رہیگا

المشاهدة ۲۳ تفضیل الشیخین

من وجه فكان احد الاشياء عديم الفضل اصلا ثم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع السالكون بكلى الطريقتين اهل الجذب نفسا التنبه الاجمالي عليهم بسبب هذا النور فانشرحت عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقلبون معارفهم من الكتاب والسنة واهل السلوك باجهاشهم الى هذا النور وانه رجعهم فيه تقوم به فقال ان المسئلة دقيقة مشهد آخر هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما افضل من علي كرم الله وجهه مع انه اول صوفي واول مجذوب واول عارف في هذه الامة ولم ترى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبل التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم فاظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين ونحوها واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفناء فليس بالافضل جزئيا من وجه ضعيف والشيخان كانا من المجذوبين للاول حتى اني اراهما بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية المتعلقة بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما فهما بحسب كمالهما بمنزلة العرض الذي ليس هو الا قائما بالجوهر ومقام التحقق فعلي كرم الله وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیا کو فضل اصلا نرہیگا آن یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوا یہ نور طرف ناسوت کی تو دونو طریقون سے سالکون کو نفع ہوا اہل جذب پر تو انکشاف تنبیہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کی تو ان پر کھل گئین معرفتین اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفون کو کہ اپنی معرفتین کتاب اور سنت سے سطحون رکھتے ہین اور اہل سلوک اس نور سے تفریع کرتے ہین اور آرزو رکھتے ہین اور اوس نور مین مندرج ہوتے ہین اور قوام پاتے ہین اوس سے عرض کرو یہ مسئلہ دقیق ہے مشہد آخر کیا تم جانتے ہو کہ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کسلئے افضل ہوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت مین اوّل صوفی اور اوّل مجذوب اور اول عارف ہین اور یہ سب کمالات اورون مین نہین مگر قلیل طفیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مینے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تو ظاہر ہوا مجھ پر کہ فضل کلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا پورا جیسے اشاعت علم کی اور لوگون کی تسخیر دین مین اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب و فنا تو وہ فضل جزئی ہے اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے مجذوبین مین اوّل قسم کی یہانتک کہ مین اونکو دیکھتا ہون بمنزلہ فوارہ کے کہ اوس مین سے پانی نکل آتا ہے تو جو عنایت اللہ تعالی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مین ظاہر ہوئی بحسب کمال اون دونون کے اس طرح جیسا عرض قایم ہوتا ہے جوہر سے اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب ہین نسب مین

والجبلة والفطرة المجبولة منهما اقوى جذبا
واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم
بحسب كمال النبوة اميل اليهما فلذلك لو رأيت
العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما و
لو رأيت العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلون
وكذلك كان من دفنهما بعينه من دفن النبي صلى
الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها سبب
معنوى مثل هذا الذى اشرت اليه مثل جعل
الحجرة للمانع للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم
وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم
لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونك **مشهد**
آخر رأيت لله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى
الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذى يعني من
مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى
تلك النظرة واعتبرت اشد عجب فلصقت به صلى
الله عليه وسلم وتطفلت عليه فصرت كالعرض
بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النظرة والتمستها
او صرت مظهرها ومرآتها فاذا هي ارادة
الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شأنه
احبه ونظر اليه وشأنه صلى الله عليه وسلم
ليس بشأن رجل واحد بل نشأة مبتدأة
منبسطة على هياكل البشر والبشر نشأة
منبسطة على وجه الموجودات فكان صلى الله
عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور
ولكل موج حركة لا منتهاه ولكل سيل شوق

جبلت اور فطرت مجبولہ بین حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور
جذب بین بہت قوی اور معرفت مین زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم بحسب کمال نبوت کے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما
کی طرف بہت مائل تھے اور اسی باعث سے جو علما واقف ہین
معارف نبوت سے آن کی تفضیل کرتے ہین اور جو علما معارف ولایت
کے آگاہ ہین وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہین
اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا دفن بعینہ
دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا
مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا مینے تسے اور مانند
گردانتے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سر
ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللہم
لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک **مشہد آخر** مینے دیکھا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص ہے
گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو
آس نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس مین لاحق
ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہوگیا مین
جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا مینے آس نظر کا اور درخواست
کیا گنہ اسکا اور ہوگیا مین آسکا مظہر اور آئینہ تو وہ ارادہ
ظہور تھا اور یہ اسلئے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا
ظہور شان کا اوس کو دوست رکھا اور آس کی طرف
نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک مرد واحد کی شان نہین ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے
منبسط ہے اوپر صورت بشر کی اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ
موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہین
اور ظہور کے آخر نقاط ہین اور ہر موج کی حرکت اور اسکی منتہا تک ہر سیل کو شوق ہے

المشہد الثانی والعشرون

المشہد الرابع والعشرون ۲۴

الی مبلغہ فقد برء اللہ ذمتی **مشہد آخر**
رأیت الاستمداد منہ صلی اللہ علیہ وسلم والتوسل
الیہ بعلماء الحدیث والذی فی عداد ہم بعلم
الحدیث وحفظہ علی الناس عروۃ وثقی وحبلا
ممدودا لا ینقطع فعلیک ان تکون عبدا او
متطفلا علی ہذین ولا خیر فیما سوی ذلک فیما
اری واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر**

المشہد الخامس والعشرون ۲۵

العارف اذا کمل التصقت روحہ بالملاء الاعلی
وہنالک حضرۃ عالیۃ شاہقۃ ارتفعت تلک
ہممہم ولم ترتفع اجسادہم واولئک نفر
علی ہمۃ رجل واحد راجعۃ الی تدبیر وحدانی
وان اختلفوا فی تفاصیلہا فقد لی ہذا العبد فی تلک
الحضرۃ رب العالمین فغشیہم من النور ما
غشیہم واختفت ہممہم تحت شعشعان
تلک الانوار حتی لا تکاد تمیز منہا ولا تمایز بینہا
وان انا ضربت لہم تلک مثلا فلا تجری الی کل
غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من
جہۃ دون جہۃ ہم بمنزلۃ الہیولی الخفیۃ
التی لا تدرک الا من احکام وآثار تنبجس من ہذا
الموجود من جہۃ مسام الہیولی التی ہی ام القا
بلیات والنور الغاشی لہم الماحی ایاہم بمنزلۃ
الصورۃ التی تدرک اول ما یدرک وہی اصل الفعلیات
فتنبجس فی تلک الحضرۃ احکام وآثار متولدۃ من علوم
الملاء الاعلی وہممہم التفصیلیۃ تلطف فیہم
وارتفعت صفاوتہا معہم فہناک مسافات

اپنے مبلغ تک۔ پس غور کر کہ سر دقیق ہے **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت اور توسل ہر
انکو جو علماء حدیث ہیں اور جو انکی گنتی میں داخل ہیں اور علم
حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود
ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہو پس تو ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ
تو محدث ہو یا محدث کا طفیلیہ ہو ان دونو باتوں کے سوا بہتری
نہیں ہے جو میری رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف
جب کامل ہو جاتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلی میں جا ملتی ہے اور وہاں
ایک درگاہ عالی بلند ہے ان کی ہمتیں وہاں بہت مرتفع ہیں اور ان
ان کے جسم نہیں رفیع ہیں اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر کہ
ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اوس ہمت کی تفصیلوں
میں مختلف ہیں پھر تجلی کرتا ہے اس عالی درگاہ میں رب العالمین
پس ڈھانک لیا انکو نور میں جسقدر ڈھانک لی اور انکی ہمتیں
چھپ جاتی ہیں اس انوار کی چمک میں یہانتک کہ تمیز نہیں ہمتیں
وہ ہمتیں نہ آپسمیں متمایز ہوتی ہیں اور اگر میں ان کے
اس حال کے مثل بیان کروں تو دوڑنا نہیں اوس میں تجھکو
ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہیں کرتے
ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہیں
جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہیں اس موجود
جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ
اونکو ڈھانکے ہوا ہے اور آنکو محو کئے ہوا ہے وہ بمنزلہ اوس
صورت کے ہے وہ صورت جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ
صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہیں اوس درگاہ عالی میں
احکام و آثار جو ملاء اعلی کے علوم سے متولد ہیں اور انکی ہمتیں تفصیلیہ لطیف
ہو جاتی ہیں انمیں اور بلند ہو جاتی ہیں اوسکی صفائی انکے ساتھ پھر انکی ہمتوں کی مسافات

همهم الجمع في حظيرة القدس فيضا عالنور
ولا يتركها كما هي بل يصير اسا قبها من بحرها ه
فتختلف حالات الحضرة القدسية فرحا وسخطا
ورضوانا وتبسطا وقبضا واعراضا وتنزلا في
اوقات او حال وترددا في القضاء ولعنا لاقوام
وايجاب وتحريم ونسخ وامثال هذا فمن شاهد
هذه الحضرة وعرف اختلافها وتنزلاتها حصول
عن بعثها وكونها كل يوم في شان صارت المتشابهات
عنده محكمات ــه ولم يبق الاشكال اشكالا صحيحا
ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا ان يفوض
هذه الامور الى الله ويؤمن بجملتها اذا علمت
هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملأ الاعلى ومناط
توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدر الله في سابق علمه ان يحصل له فنا وبقا
ربما تخلل هنالك فلم تسس روحه ونفسه وجسده.
بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشد وهي
الملهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم
فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضيرة
حضيرة اخرى اسفل منها هي مرابض الملأ السافل
ومجامع امرهم ومواضع الهامهم ومحكمة قضائهم
ومناط توجههم ما اشبهها بشان هذه الحضرة
القدسية ان يصف الحق بواسطة تدليه هنالك
بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامر
وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

جاری ہوتا ہے حظیرۃ القدس مین پہر اوس سے نور نکلتا ہے
اور ویسا ہی نہین رہتا بلکہ اوسکے جوہر کے قریب ہو جاتا ہے
پس مختلف ہوتے ہین حال حضرت القدس کے فرحت اور غصہ رضامندی اور
خوشی وقبض اور روگردانی وتنزل بعض اوقات یا بعض احوال مین
تردد فی القضا اور لعن اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ
علی ہذا القیاس تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اوسکے تنزلات اور
انشراح اور عزیمت کو اور اوسکے کل یوم ہو فی شان کو پہچانا
اوسکے نزدیک متشابہات محکمات ہین ــه ولم یبق بالاشکال
اشکال رہتا اور جسنے اوس درگاہ کا مشاہدہ نہین کیا اسکو
صحیح نہین اور صلاحیت نہین مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اوس
متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاوے جب تمنے یہ جان لیا
تو پس وہ درگاہ قبلہ ہے ملا اعلی کی ہمتون کا اور مناط توجہ
ومعقد نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ کے
سابق علم مین اسکے لئے تھا کہ اوسکو حاصل ہو وہان فنا و بقا اکثر
اوقات محو ہو جاتا ہے وہان تو اوسکی روح اور اوسکے جسم کی نگہبانی نہین
کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اوسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی ملہم اور مین طفیلی ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا
ہوا مجھکو اسکا ایک لبریز ساغر بس کیا کہون کیا تھا تھا جو کچھ تھا
الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نزول گاہ ملا سافل کی ہے اور
ان کی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی جگہ ہے اور انکی احکام کا
محکمہ اور اونکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان مشابہ ہین اس
درگاہ کی شان کی وہان حق تعالی متصف بواسطہ تدلی کے اپنے
بندون سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی چاہنے سے بعض امور
مین اور دونو درگاہون کی معرفت نہایت ادق ہے

اجل من ان یعالجها العقول العامیة والله الموفق

مشهد آخر انقدح علیّ من فیض صحبته صلی الله علیه وسلم علوم کثیرة من حال التام معرفةً بالله منها ان هذا الشخص یمتاز من سائر الناس بان الاجزاء الفلکیة فیه قویة الظهور نافذة الحکم وانها یقوم بها صبغ الٰهی یجعل جمیع معانیها متمایلة بها الی جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لا بد ان یکون فی نقض التعلقات الدنیویة والاخرویة والجسمانیة والروحیة حتی خفض طرفه الی دقیقة سریان الوجود فی الموجودات وتوجه المبدأ بالارادة الکلیة الی تلک النشآت فتفطنت ان معنی من معانی جزئیة الذی یحاذی ویحل فما حل به صبغ الٰهی صار هذا النقض محبة ذاتیة تتوجه الی نقطة الذات فمن صدّ عن النقیض والتخلی عن الکل والبقاء بالله والتصرف بالحق فی الخلق وطلوع الارادة المنبعثة من المبدأ من طی تشخصه فلیس بتام فتمام التام من حمل هذا النقض فی وعایة اضطراره ولم ینسه حب مظهره ولو بالحق حیث یکون عنوانا للمحبة الذاتیة وجسدا لها وروحا وشبحا لحقیقتها وحمل حب المظاهر لا بنفسه بل بالحق والخلق لا لانفسهم بل بالحق فی وعائه ومنها ان کل عارف تام المعرفة فانه لا یاخذ شیئا الا من نفسه ومما استند العلات ان یلتبس هذا العلم علی جزء موجود به ینعطف علی معناه فیظهر علیه ولم یکن ثمة شیء فیما استفاد من خارج شیئا

اور برتر ہے اس سے کہ عقول عام پہنچیں اوسکو واللہ الموفق

مشہد آخر فیض صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر کھل گئے بہت علوم اللہ کی معرفت کے حال کامل کے ایک ان میں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں کہ اجزائے فلکیہ اسمیں ظہور قوی نافذ الحکم ہیں جنسے صبغ الٰہی قوام پاتی ہیں واسطے تمام معانی کے مناسب اوس شے کے جو قریب کرے جناب حق کے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی اور جسمانی و روحانی اوس سے نقض ہوں اور اوسکو بیکار نکردے سریان الوجود فی الموجودات کا سرّ اور توجہ مبدا کے بارادہ حبیت اون عوالم کے اور میں نے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہیں اوس جزو میں سے جو مقابل ہو زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس جو شخص اوس بے تعلقے سے باز رہا اوسکو حاصل نکیا اور خلوت کل سے بقا باللہ ہو اور تصرف بحق خلقت میں اور ارادہ طلوع حبیت مبدا کا کیا راہ روزن تشخص اپنے سے وہ پورا پورا نہیں ہے پورا پورا وہ شخص ہے جسنے اوس بے تعلقے کو اپنی ظرف میں بہت مضبوطی سے رکھا اور اوسکو آلودہ نکیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہے محبت ذاتی کا اور اسکی روح کا جسم ہوا اور اوسکی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ ان کے نفسوں کے بلکہ بالحق ہو انکی ظرفین اور ایک یہ ہے جو عارف کامل المعرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں حاصل کرتا مگر اپنی نفس سے ہی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی صدمات یہ ہے کہ وہ فرد آگاہ ہو اوس جزو سے جو اوسمیں موجود ہے اور اسکو معنے اوس کشف کے ہو جاویں پھر اوسکو ظاہر ہو جاوے جو ظاہر نہوا تھا تو جو شخص اپنے سوا کسی سے

من غير هذا الوجه فليس بتام المعرفة فهذا كمال
ما سعة تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر فهذا ا
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف
التي البست فوق جامعية وجعل حجابا دون
معانيه فتارة يكون بهوية مختلطة بالملكية تقوى
بقوة اوضعيفة بضعيفة اوضعيف تقوية
فتختلف الاحكام والآثار فيحدث ذلك عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشأة اللباسية
والحجابية وسر المناسبة انما ينشأ من جزء في العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبين عروق
ممتدة وما ساريقا واصله من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيهما فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء
اشد توجه وحرك بتلك الخيوط المشتركة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لشعشعان نور الربوبية تنعم هنالك حب
بازاء محبوبية فتحرك المحبوبية ويتحرك المحب ازاءه ويتحرك
التدلي والاسم الذان يناسبان هذا الحب فمن لم
يعرف هذا التسخير المستطر ولم يره في نفسه فليس
بتام المعرفة وقد علمت ان هذا التسخير المستطر
معنى من معاني جزئه الذي يجد وجد والسمت
لما انصبغ بصبغ الحق صار بتسخير الذي فيه
هذا المستطر ومنها كان تام المعرفة لوجه

وہ کامل معرفت نہین ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل کو حاصل ہوتا ہے
اور کل مسخر ہوتے ہین سوا اللہ تعالی کے اور ما سوا اوسکے اسما اور
تدلیات کے یا تو بقہر ہوتی ہے یہ اوس صورت مین ہے کہ حال ادنی اور قوت
ناقص ہو عارف کی اوس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور
کر دیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہمیت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
قوی سے پس مختلف ہوتے ہین احکام و آثار تو انکا ہونا ہی عوام کو
جو دیکھنے والے ہین طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے
ہین نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہین اوس عارف کامل کے سبب علاقہ
مناسبت کے اور یہ اوس صورت مین کہ قوی حال ہو اور
قوی تاثیر ہو اوس عالم لباسیت اور حجابیت مین اور سر
مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہی اوس جزو سے جو عارف مین ہی
کہ قائم مقام ہوتا ہے اس مراد کے واسطے اوس کی تسخیر کی تو
درمیان اوس عارف اور اوس جزو کے رگین ہین ممتد اور
ما ساریقا اور وصل اوس تسخیر کی جہت سے اوس سر عالم مشترک کے جو
اوس مین ہی توجب متوجہ ہوتا ہی عارف طرف اوس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہی اون خیوط مشترکہ کو وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسما و تدلیات نہین مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ان یہان حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہی
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونو جو مناسب ہین اس حب کے پس جو
شخص نہین پہچانتا اس تسخیر کو اور اپنے نفس مین نہین دیکھتا وہ
شخص کامل معرفت نہین ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطر
معانی مین سے ہے اوس جزو کی جو مقابل ہے اوس کے جب رنگا جاتا ہے رنگ حق
سے ہو جاتا ہی وہ جزو تسخیر جس مین ہے مستطر اور یہ عین ایک ہے کہ کامل المعرفت کی روح

كانوا من علماء الحديث فرب شئ سكت عنه الثلثة في الاصول وما تعرضوا لنفيه ودلت الاحاديث عليه فليس بد من اثباته ولكل مذهب حنفي

المشاهدة العشرون

مشهد آخر بين قبره صلى الله عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما ورد في الصحيح اما انيته فلك فما شاهدنا من الانوار الرابية على كل نحو وان من صلى هنا لك يستغرق في بحر النور وان لم يتفت واما لمتيته فان الانسان اذا صار محبوبا اي دخل في جوهر نسمته النقطة المثالية وهذه النقطة التدبيرية فكان منظور الحق والملاء الاعلى عرسا جميلا فكل مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم الملاء الاعلى والتساق اليه فلي جهلا يكة وامواج النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا المكان والعارف الكامل معرفة وحالا كه همته يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله ومال وبيته ونسل ونسبه وقرابته واصحابه يشتمل المال والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تعين

المشاهد الحادي والعشرون ۲۱

ماثر الكمل من ما ثر غيرهم **مشهد آخر** استاذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما اورده علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم ياذن لي ورايت العلماء العاطين وفي علمهم المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين للعلم والذين اقرب اليه واكرم عليه واحب عنده من هولاء الصوفية وانكانوا اهل الفناء

جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت چیزیں ہیں کہ امام اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ آن کی نفی کی ہے اور حدیثیں آن پر دلالت کرتی ہیں تو آن کا اتباع ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں **مشہد آخر** درمیان منبر مکرم اور روضۂ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو آنیت اوسکی تو یہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اوسکا نور سب نوروں پہ فائق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں مستغرق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہو جاتا ہے یعنے اوسکے جوہر روح میں ہر نقطہ مثالیہ اور یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی کا منظور ہو جاتا ہے اور ملاء اعلی کے واسطے ایک عروس جمیل تو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلی کے ہمتیں منعقد اور متعلق ہو جاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور انوار کی موجیں اوسکی طرف چلی آتی ہیں خصوصا جب اوسکی ہمت متعلق ہو اس مکان سے ظلم کی اور جو عارف کامل معرفت و حال میں ہوتا ہے اوسکی ہمت میں نظر حق پڑتی ہے اور ملاحظہ رکھتی ہے اوسکی اہل اصحاب اور گھر اور نسل اور نسب اور قرابت اور یاروں میں کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ میں اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا ہمنے کملا اور غیر کملا کی سیر میں **مشہد آخر** ہمنے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکو رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کئے ہیں تو مجھکو اجازت نہ دی اور میں نے دیکھا کہ علماء عاملین جنکا علم موافق ہے مشتغلین ہیں تصفیہ سے اور نشر علم کرتے ہیں آپکی بہت مقرب ہیں اور آپکو عزیز ہیں اور آپکے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ اہل فنا

والبقاء والجذب الناشي من صميم النفس الناطقة
والتوحيد ونحو ذلك من المقامات الشامخة عند
الصوفية بيان هذا المجمل انهما طريقتان طريقة
انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم
بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات
والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله
والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس
بنشر العلم وامرا بالمعروف ونهيا عن المنكر و
سعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه
المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من
حيث اوجده فوجد وافاضه ففاض ولا يصح هذه
واسطة اصلا ومن سلك هذا السبيل فاسما شانه
ان يتنبه بحقيقة انا وينبه في ضمن هذا التنبه
بالحق وينشعب من ذلك الفناء والبقاء و
الجذب والتوحيد وغيرها. وكلامنا في الطريقة
الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم
عنوة هدية ولا امر عنه لانه عليه الصلوة والسلام
عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعله الله في
الخلق ولي العناية بافاضتها ومظنة لظهورها
لا انتشار يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه
ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي
لا يغادر جهة الا احاط بها حصلت انها الوجوه
التي يقع بها التفاضل دون الفضل ...
فيها وان انت قسمته بين ... ان اعتبرتها مضافة
الى سبب واحد اضمحل الفضل من وجه ويبقى

اور بقا مین اور جذب جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ
مقامات بلند مین نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے
کہ دو طریقے ہین ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا
انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسایط اور وہ راجع ہے
طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوای نفسانیہ کے ذکر اور
تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگونکی
تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف و نہی منکر سے اور لوگونکی
نفع رسانی مین کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے
اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اوسکے بندے مین ہے
کہ جسطرح اللہ تعالی نے ایجاد کیا ویسا اوسنے پایا اور جو افاضہ
کیا اوسکو پہنچا اور اسمین اصلا واسطہ نہین ہے جسنے سلوک کیا
اس طریقہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا کی
اور اس تنبہ کے ضمن مین حق سے اور اسی سے منشعب ہوئی فنا
اور بقاء جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے
طریقہ مین یہ ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
عالی نہین اور نہ ... آپکے ... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم عنوان ہین فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالی نے آپکو ...
ہے اشیاء اپنی عنایت کا اوس طریقہ کے افاضہ کو اور اوسکے
ظہور کے ... اور اشیاء مین ...
مین ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے
اوس شے کا کہ ظرف وجود عام مین ہے ایسا کہ سب جہات کو
محیط ہو کسی کو نہ چھوڑے تو حاصل ہونگی وہ ایسی وجہین کہ
تفاضل واقع ہوا ... تفضل ... ان مین اور منافی ...
منقسم ہوگی ان مین اور اگر تو اعتبار کرے ...
مین سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہے گا

من وجه فكان احد الاشياء على نحو الفضل اصلا
ثم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع
السالكون بكلتا الطريقتين اهل الجذب بانعكاس
التنبه الاجمالي عليهم بسبب هذا النور فانشرحت
عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقلبون
معارفهم من الكتاب والسنة واهل السلوك
باجهادهم الى هذا النور واندراجهم فيه تقوا
به فتدبر فان المسئلة دقيقة مشكل آخر
هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما
افضل من علي كرم الله وجهه مع انه اول صوفي
واول مجذوب واول عارف في هذه الامة ولا
ترى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبل
التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت
هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم
فاظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي
صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة
كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وشبهها
واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفنا
فليس بالاصل الا جزئيا من وجه ضعيف و
الشيخان كانا من المجردين للاول حتى انى اراهما
بمنزلة فوارة ينبع منها الماء والعناية المتعلقة
بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما
بحسب كمالهما بمنزلة العرض الذي ليس
هو الا [illegible] الجوهر ومتمما للتحقق فعلي كرم الله
وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیا کو فضل
اصلا نہ رہیگا آن یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوا یہ نور طرف
ناسوت کی تو دونو طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوا اہل جذب
پر تو انعکاس تنبہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کی تو ان پر کھل
گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ اپنی
معرفتیں کتاب اور سنت سے مطلوب رکھتے ہیں اور اہل سلوک
اس نور سے تضرع کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور اوس
نور میں مندرج ہوتے ہیں اور قوام پاتے ہیں اوس سے غور کرو
یہ مسئلہ دقیق ہے مشکل آخر کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کیلئے افضل ہوئی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت میں
اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب
کمالات اوروں میں نہیں مگر قلیل بطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے میں نے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
تو ظاہر ہوا مجھ پر کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا ہونے جیسے اشاعت علم کی
اور لوگوں کی تسخیر دین میں اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہ ضعیف سے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے
مجردین میں اول قسم کی یہانتک کہ میں اونکو دیکھتا ہوں
بمنزلہ فوارہ کے کہ اوس سے پانی نکلتا ہے تو جو عنایت اللہ تعالی کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما میں
ظاہر ہوئی بحسب کمال ان دونوں کے اس طرح جیسا عرض قائم ہوتا ہے
جوہر اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب ہیں نسب میں

والجبلة والفطرة المجبولة منهما واقوى جذبا واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لو نرى العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما ولو نرى العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلو نعلى وكذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ معنوى مثل هذا الذى اشرت اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم لا تجعل قبرى وثنا يعبد من دونك

مشهد آخر المشهد السادس والعشرون

رأيت الله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذى يعنى من مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى تلك النظرة واعجبنى اشد عجب فلصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفلت عليه فصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامتت تلك النظرة والتهمتها وصرت منظرا ومرائى لها فاذا هى ارادة الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شانه احبه ونظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم ليس بشان رجل واحد بل نشاة مبتدأة منبسطة على هياكل البشر والبشر نشاة منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور ولكل موج حركة الى منتهاه ولكل مسيل شوق

جبلت اور فطرت مجبولہ میں حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب کمال نبوت کے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علما واقف ہیں معارف نبوت سے اُن کی تفضیل کرتے ہیں اور جو علما معارف ولایت کے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہیں اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا میں نے تمسے اور مانند گردانے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سر ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک مشہد آخر میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو اُس نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس میں لاحق ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہوگیا میں جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا میں نے اُس نظر کا اور دریافت کیا میں نے اُسکا اور ہوگیا میں اُسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اسلئے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا ظہور شان کا اوس کو دوست رکھا اور اُس کی طرف نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے منبسط ہے اوپر صورت بشری کی اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہیں اور ظہور کے آخر نقاط ہیں اور ہر موج کی حرکت ہے اوسکی منتہا تک اور ہر سیل کو شوق ہے

المشهد الرابع عشر ۱۴

الى مبلغ ـ فقد بر فالسر دقيق **مشهد آخر**
رأيت الاستشفاع اليه صلى الله عليه وسلم والتوسل
له به بعلماء الحديث والدخول فى عدادهم فعلم
الحديث وحفظه على الناس عروة وثقى وحبلا
ممدودا لا ينقطع فعليك ان تكون محدثا او
متطفلا على محدث ولا خير فيما سوى ذلك فيما
اعنى والله اعلم بالصواب **مشهد آخر**

المشهد الخامس عشر ۱۵

العارف اذا كمل التحقت روحه بالملاء الاعلى
وهنالك حضرة عالية شامخة ارتفعت همم
هممهم ولم ترتفع اجسادهم واقبلت همم
على همة رجل واحد راجعة الى تدبير وحدانى
وان اختلفوا فى تفاصيلها فتدلى هنا العارف تلك
الحضرة رب العالمين فغشيهم من النور ما
غشيهم واختفت هممهم تحت شعشعان
تلك الانوار حتى لا تكاد تميز منها ولا تتمايز بينها
وان انا ضربت لك لهم تلك مثلا فلا تعجب الى كل
غوص وعجل فان الامثال لا تفسر الاشياء الا من
جهة دون جهة هم بمنزلة الهيولى الخفية
التى لا تدرك الا من احكام وآثار تنبجس من هذا
الموجود من جهة مسام الهيولى التى هى ام القا
بليات والنور الغاشى لهم الماحى اياهم بمنزلة
الصورة التى تدرك اول ما يدرك وهى صور الفعليات
فتفيض فى تلك الحضرة احكام وآثار متلقاة من علوم
الملاء الاعلى وهممهم التفصيلية تلطف فيهم
وارتقت صفاوتها معهم فمن مسامات

اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ سر دقیق ہے **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت اور توسل ہے
انکو جو علماء حدیث ہیں اور جو انکی گنتی میں داخل ہیں اور علم
حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود
ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہ ہو پس تو ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ
تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونو باتوں کے سوا بہتری
نہیں ہے جو میری رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف
جب کامل ہو جاتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلی میں جا ملتی ہے اور وہان
ایک درگاہ عالی بلند ہے ان کی ہمتیں وہان بہت مرتفع ہیں وہان
ان کے جسم نہیں رفیع ہیں اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر یکجا
ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اوس ہمت کی تفصیلوں
میں مختلف ہیں پھر تدلی کرتا ہے اوس عالی درگاہ میں رب العالمین
پس ڈھانک لیتا اونکو نور میں جسقدر ڈھانک لی اور انکی ہمتیں
چھپ جاتی ہیں اوس انوار کی چمک میں یہانتک کہ تمیز نہیں ہوتیں
وہ ہمتیں نہ آپس میں متمایز ہوتی ہیں اور اگر میں ان کے
اوس حال کے مثل بیان کروں تو دھوکا نہیں اور خفا نہو مجھپر
نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہیں کرتے
ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہیں
جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتی ہیں اس موجود
جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ
اونکو ڈھانکے ہوا ہے اور اونکو محو کئے ہوا ہے وہ بمنزلہ اوس
صورت کے ہے وہ صورت جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ
صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہیں اوس درگاہ عالی میں
احکام و آثار جو ملاء اعلی کے علوم سے متولد ہیں اور انکی ہمتیں تفصیلیہ لطیف
ہو جاتی ہیں انمیں اور بلند ہو جاتی ہے انکی صفائی ہمتوں کے ساتھ پھر انکی ہمتوں کے مسامات سے

To: www.al-mostafa.com

حسبهم انهم فی حظیرة القدس فیضها الله
ولا یزال کاهی بل یمیل بها قربا من جوهره
فتختلف حالات الحضرة القدسیة قوضا وبسطا
وصوبا وتبشبش وقبض واعراض ونزول فی
اوقات وسهال وتردد فی القضاء ولعن واقوام
وایجاب وتحریم ونسخ وامثال هذا فمن شاهد
هذه الحضرة ومن انصابها واشتراحها
عن یمنها وکونها کل یوم فی شان صارت المتشابہات
عنده محکمات ٥ ولم یبق الاشکال اشکالیة
ومن لم یشاهدها لم یصح له ولم یصلح الا تفویض
هذه الامور الی الله ویؤمن بجملتها اذا علمت
هذا فتلک الحضرة قبلة همم الملأ الاعلى ومناط
توجههم ومعقد نوامیسهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدر الله فی سابق علمه ان یحصل له شرف فناء وبقاء
ربما فنی هنالک فلیست روحه تسوس جسده
بل الحضرة فقط فهی السائسة وهی الشاهدة وهی
الملهمة وتطفلت علی النبی صلی الله علیه وسلم
فاعطیت من ذلک کاساً دهاقاً وکان ما کان
والحمد لله رب العالمین وفی محاذاة هذه الحضرة
حضرة اخری اسفل منها هی مرمی همم الملأ السافل
ومجمع امرهم ومنبع الهامهم ومنشأ قضائهم
ومناط توجههم فانتسبت بشأنها شأن هذه الحضرة
القدسیة اتصف الحق بواسطة تدلیة هنالک
بالمحبة بعباده واتباع رضاهم فی بعض الامر
وامثال ذلک والحضرتان جمیعاً معرفتهما ادق

جاری ہوتا ہے حظیرۃ قدس میں پھر اوس سے نور نکلنے لگتا ہے
اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اوسکے جوہر کے قریب ہوجاتا ہے
پس مختلف ہوتے ہیں حال حضرت القدس کے خوشی غصہ و غیرہ کے
خوشی و قبض اور روگردانی اور نزول فی الاوقات یانی المحال اور
تردد فی القضا اور لعن اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ
علی ہذا القیاس تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اوسکے انزار اور
انشراح اور رحمت کو اور اوسکے کل یوم ہو فی شان کو پہچانا
اوسکے نزدیک متشابہات محکمات ہیں ٥ ولم یبق الاشکال
اشکال ربتیہ اور جسنے اوس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اوسکو
صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اور سب
متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاوے جب تمنے یہ جان لیا
تو بس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلی کی ہمتوں کا اور مناط توجہ
و معقد نوامیس ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ کے
سابق علم اسکے لئے تھا کہ اوسکو حاصل ہو وہاں فنا و بقا اکثر
اوقات محو ہوجاتا ہے وہاں تو اوسکی روح اوسکے جسم کی نگہبانی نہیں
کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اوسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی ملہم اور میں طفیلے بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا
ہوا مجھکو اسکا ایک پیالہ سرشار بس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا
الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اوس سے نیچے کہ وہ [illegible] کی ہے اور
ان کی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی [illegible] کا
[illegible] اور [illegible] مناط توجہ ہے کہ اسکی [illegible] ہیں اور
درگاہ کی شان کی وہاں حق متصف ہو [illegible]
بندوں سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی [illegible]
میں اور دونو درگاہوں کی معرفت نہایت [illegible] ادق ہے

واجل من ان یعلمہا العقول العامیۃ واللّٰہ الموفق

مشہد آخر انفذ ما علی من فیض صحبتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علوم کثیرۃ من حال التام معرفۃ باللّٰہ منہا ان ہذا الشخص یمتاز من سائر ابناء نوعہ بان الاجزاء الفلکیۃ فیہ قویۃ الظہور نافذۃ الحکم وانہا یقوم بہا صبغ الٰہی یجعل جمیع معانیہ مناسبا بما یلی جناب الحق ومنہا ان تام المعرفۃ لابد ان یکون فیہ نفض التعلقات الدنیویۃ والاخرویۃ والبدنیۃ والروحیۃ حیث غض الطرف عن حقیقۃ سریان الوجود فی الموجودات وتوجہ المبدا بالارادۃ الحیثیۃ الی تلک النشأت فعلمت ان معنی من معانی جزئیۃ الذی نجذ وحذ وتحل فلما حل بہ صبغ اللّٰہ صار ہذا النفض محبۃ ذاتیۃ تتوجہ الی نقطۃ الذات ... عن النفیض والتخلی عن الکل البقاء باللّٰہ والتصرف بالحق فی الخلق وطلوع الارادۃ الحیثیۃ من المبداء من طلب ... الشخص فلیس بتام انما التام من جعل ہذا النفض فی غایۃ غنائہ طیلۃ ... حب مظاہر ... بالحق حیث یکون عنوانا للمحبۃ الذاتیۃ وجسدا لہا وجہا وشبحا لحقیقتہ وجعل حب المظاہر لا بنفسہ بل بالحق للخلق لا لانفسہم بل بالحق فی وعائہ ومنہا ان ... تام المعرفۃ فانہ لا یاخذ شیئا الا من نفسہ ... المعلمات ان یبنیہ ہذا الفرد علی ... یکشف علیہ معنا فیظہر علیہ ... فمن استفاد من غیرہ شیئا

اور برتر ہے اس سے کہ عقول عامہ پہنچی اوسکو واللہ الموفق

مشہد آخر فیض صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مجہہ پر کہل گئی بہت علوم اللہ کی معرفت کے حال کامل کے ایک اون میں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیون سے ممتاز ہے اس امر مین کہ اجزائی فلکیہ کا اوسمین ظہور قوی نافذۃ الحکم ہے جیسے صبغہ الٰہی قوام پاتی ہین واسطے تمام معانی کے مناسب اوس شی کے جو قریب کرے جناب حق کے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور آخروی اور جسمانی و روحانی اوس سے غفلت دور ہون اور اوسکو بیکار نکرے سریان الوجود فی الموجودات کا سِر اور توجہ مبدا کے بارادہ حیثیت اون عوالم کے اور مینے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہین اوس جزو مین سے جو مقابل ہو نحل کے پہر جب رنگ الٰہی آتا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس جو شخص اوس بے تعلقے سے باز رہا اوسکو حاصل نکیا اور خلوت کل سے بقا باللہ ہو اور تصرف بحق خلقت مین اور ارادہ طلوع حیثیت مبدا کا کیا اور وزن کر شخص ایسا ہی ہو وہ پورا پورا نہین ہے پورا پورا وہ شخص ہے جسنے اوس بے تعلقے کو اپنی ظرف مین بہت مضبوطی سے رکہا اور اوسکو آلودہ نکیا مظہر کی حب سے اگرچہ ساتہ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اوسکی روح کا جسم ہو اور اوسکی حقیقت کا کالبد اور حل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ ان کے نفسون سے بلکہ بالحق ہو انکی ظرف مین اور ایک یہ ہے جو عارف کامل تر ہوتا ہے وہ کسی سے کچہہ نہین حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے ہی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آماد گی معدات سے یہ ہے کہ وہ فرد آگاہ ہو اوس جزو سے جو اوسمین موجود ہے اور اوسکے سامنے اس پر کشف ہو جاتا ہے پہر اوسکو ظاہر ہو جاتا ہے جو ظاہر نہوا تہا تو جو شخص آپ سے ہی سوا کسی کے

من خاين هذا الوجه فليس بتام المعرفة فتمام المعرفة
عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر فهذا ان
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف
التي ليست فوق جامعية وجعل حجابا دون
معاني فتارة يكون بهيئة مختلطة بالملكية قوية
بقوية او ضعيفة بضعيفة او ضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فيحدث نكير عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واكثر تاثيرا من تلك النشأة اللباسية
والحجابية وسر المناسبة انما ينشأ من جزء في العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه بين عروق
ممتدة وما ساريقا اصل من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيها فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء
اشد توجه حرك بتلك الخيوط المشتركة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لشعشعان نور الربوبية تنعم هنالك حب
بازاء محبوبية فتحرك المحبوبية وتحرك الحب بازائه ويتحرك
التدلي والاسم الذان يناسبان هذا الحب فمن لم
يعرف هذا التسخير المستطير ولم يجد في نفسه فليس
بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير المستطير
معنى من معاني جزئية الذي يجد وجد والنسبة
لما انصبغ بصبغ الهي صار التسخير الذي فيه
هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة له وجه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے
اوسکو سب مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اوسکے اسما اور
تدلیات کے یا قہر سے تو یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنیٰ اور قوت
ناقص ہو عارف کے اس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور
کر دیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے ہیبت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
قوی سے پس مختلف ہوتے ہیں احکام اور آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو
جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اس عارف کامل کے سبب تعلق
مناسبت کے اور یہ اس صورت میں کہ قوی حال ہو اور
قوی تاثیر ہو اس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور ستر
مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف میں ہے
کہ قائم مقام ہوتا ہے اس مراد کے واسطے اس کی تسخیر کی تو
درمیان اس عارف اور اس جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور
ما ساریقا او صل اس تسخیر کی جہت سے اس ستر عالم مشترک کے جو
اس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہیں اُن خیوط مشترکہ سے وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ان بیان محبت ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونو جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو
شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ
شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر
معانی ہیں سے اس جزو کی جو مقابل ہے جس کے قوت زنگا جاتا ہے رنگ الٰہی
جاتا ہے وہ جزو تسخیر جس میں یہ مستطیر اور منجملہ ایک یہ ہے کہ کامل کی معرفت کی وجہ میں

فقد يقع وعناية بكل شيء من طريقته ومذهبه سلسلته
ونسبته وقرابته وكل ما يليه وينسب اليه وعناية
هذه يختلط بعناية الحق وذلك لان نفسه اذا
تجردت عن كدورات البدن والصقت بالملاء الا
على وتجلى هنالك الحق وانما يكون التجلي بسبب استعداد
المتجلى له وهذه النكتة هو الذي قصدناه في ضرب
المثل بالهيولى والصورة فيتلون تلك النفس بلون
الحق وتصير كانها تدلى من تدليات الله تعالى الى
خلقه لذلك الانصباغ والامتزاج والاختلاط المشار
اليه فحينئذ يقع توجه نفسه الى هذه الامور
معه لانعطاف جناب القدس اليه فاذا تمكن
هذا الشيء في اضلاع النفس وشعبها وشجونها وجميع
فنونها اختلط النظر الالهي بكل ذلك فصار كالاكسير
يستشفى به وانما اريد بشجون النفس وشعوبها
ما يتوجه اليه النفس من غير جمع الهمة بعادة
او ملكة غير مستقرة وللكامل من جهة هذا ا
السر آثار واحكام كثيرة وفطنت بان هذا المعنى
من ممازجة الذي بين زحل ونحل مختلط بالمشتري
حين حل بصبغ الله ومنها ان تام العرف فهم
بجميع النعم التي انعم الله بها على السموات والارضين
والمولدين وكل ما في بين ذلك من الملائكة والانبياء
والاولياء والملوك وغيرهم وذلك ان فيه اجزاء
كل منها يحذو حذو شيء من الموجودات فهو
نسخة اجمالية جامعة لجميع الموجودات وكل جزء
منه اذا تتبعنا تفصيله النفس بتلك النسخة

تیز نظری اور عنایت ہوتی ہر ساتھ ہر شے کے طریقت اور
مذہب سلسلہ اور نسبت اور قرابت اور جو اس کے قریب ہے اور اس سے
نسبت کی رکھے ساتھ اور اس کامل معرفت کی عنایت ساتھ اسکے
کی عنایت مختلط ہوجاتی ہے اور یہ بات اسواسطے ہے کہ اسکا نفس جب
کدورات جسم سے مجرد ہوجاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے
اور وہاں تجلی حق کی ہوتی ہے اور وہ تجلی حق کے موافق استعداد
اس شخص کی ہوتی ہے اور یہ وہی نکتہ ہے جیسے ضرب المثل
ہیولی اور صورت کہا ہے تو متلون ہوجاتا ہے نفس لون حق سے
اور ہوجاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو واسطے
خلقت کے ہیں بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکورہ کے پس
اسوقت اسکا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی
توجہ متوجہ ہوجاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اسکی طرف جب قرار
پذیر ہوگیا یہ امر اسکے پہلو کی ہڈیوں میں اور اسکے شعبوں اور
رگوں میں اور پٹھوں میں تو مختلط ہوجاتی ہے نظر الٰہی ان سب میں
تو وہ شخص اکسیر بنجاتا ہے جس سے لوگوں کو شفا ہوا اور میری مراد نفس کی
رگوں اور شعبوں سے وہ شے ہے جسکی طرف نفس بے قصد کی متوجہ ہوا از سبب
عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سر کے
احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات معنی جزئی ہے
اس عرف کی جو مقابل زحل مختلط بالمشتری کے ہے بروقت حلول
کرنے رنگ الٰہی کے اور انہیں سے ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب
نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں اور
موالید کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور
بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اسواسطے ہے کہ اس کامل معرفت میں اجزا ہیں تمام
موجودات کے مقابل میں ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام
موجودات کا اور اسکی ہر جزو کا ایسا کہ جب اسکی تفصیل کریں تو نکلے یہ عالم

لي بما وقع من التهمة فكذا فعلها الجزء من الاجزاء
وهو مطلوب ينكشف كل هذه بالنعم والبسكلا
ما من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة
اور ها نفس الامر نعم اذا تجرد الشخص الكلي
المنبث في جميع المخلوقات حضر هذا السر فاذا
انحدر الى عالم التشخصات الجزئية استتر عنه

مشهد آخر منتظر المعنى حديث
سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا
قبل ان يخلق خلقه قال كان في عماء الخ فافيض علي
السر فتمثل لي نور عظيم في اعالي بعد هيولاني
قد احاط بجامع هذا البعد تدبيرا بخطوط شعاعية
ممتدة منها الى جميع نواحيه فقيل هذا هو المشار
اليه بقوله عليه السلام كان في عماء وهذا البعد الهيولاني
هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعية
هي القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالى وهو القاهر
فوق عباده فحين ظهر هذا السر ثلج قلبي كان لم يبق لا
شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلك
تخلخت الى حين العقل فعقلت ان الذات الالهية
اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات كانت
مندمجة فيها فظهرت هنالك في صقع الوجوب
ظهورا عقليا وتمثلت هنالك بهذا الظهور
اعيان الممكنات وشئون ظهور الواجب في كل
نشأة وتدليه في كل برزخ واقتضت الذات الا
لهية باتصافها بهذه الظهورات عدما ومادة
وخارجا فاظهر فيه ما كان منطويا في كمونه

توجو قسمت واقع ہوئی ہے اوسکا محل کوئی جزو ہوگا اجزا مین سے
اور یہی مطلوب تھا اور یہ کلام کچھ سرسری مساحت اور تجوز سے
نہین ہے بلکہ حقیقت نفس امری ہے ہان یہ سر جب منکشف ہوگا
کہ جسوقت مجرد ہو جائے واسطے شخص کلی منتشر فی جمیع مخلوقات
کی اور جب پستی مین چلا جائے تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر پوشیدہ
ہو جائیگا اوس **مشہد آخر** مین اس حدیث شریف کے
معنی کا منتظر تھا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان
ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ تو مجھ پر فاضہ ہوا
یہ سر کیا دیکھتا ہون کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی مین اور
اوس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے تمام جوانب کو از روئے تدبیر اون
خطوط شعاعی سے جو اوس نور سے ممتد ہین اوسکے تمام نواحی
کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف مین کان فی عماء یہ بعد
ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے
جو قرآن شریف مین ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس جسوقت یہ سر
ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا اور قلب مطمئن ہو گیا کچھ شبہ باقی
نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھون بعد اسکے مین گھس گیا حیز
عقل مین تو دریافت ہوا کہ ذات الہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ظہور کے
اون استعدادات کی جو اوس مین مندرج تھین تو ظاہر ہوئے
ناحیت وجوب مین اندر ظہور عقلی کے اور متمثل ہو گئین اس ظہور سے
اعیان ممکنات اور شئون ظہور واجب کے ہر عالم مین
اور اوس کی تدلی ہر برزخ مین اور اقتضا کیا ذات اللہ نے
اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم
اور مادہ اور خارج کے تو اوس مین
ظاہر کر دیا جو منطوی تھا پوشیدگی

الاعيان والاسماء واول ما ظهر هنالك من النور الالهي
اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط عليه وهو
قائم مقام الذات الالهية وهو قديم بالزمان لان
الزمان والمكان والمادة عندنا شيء واحد هو في
الاصطلاح الذي سميناه بالعدم والخارج وفيه
الارادات المتجددة وهو اول شيء نطق بشأنه
السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عن
اين ولم يكن حينئذ يصلح للجواب الا ما ظهر في الخارج
مشهد آخر فاض علي من جناب الرسول المقدس
صلى الله عليه وسلم كيفية ترقي العبد من حيزه
الى حيز القدس فيتجلى له حينئذ كل شيء كما اخبر
عن هذا المشهد في قصة المعراج المنامي فربما
رجع نظره القهقرى الى ما جرى عليه من الوقائع
فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريبا ما كان
من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم علما صالحا
ما يكون ما يتداوله الملأ الاعلى من العلوم الناموسية
والانذار بالوقائع الآتية وتخاصم الناس حتى لا
الى مداركهم واحتيالا لفك عقدتها بما يناسب
تلك العلوم في تلك النشأة ومن هيآت الملأ
الاعلى ومقاماتهم ومقامات الملائكة وارواح
الاولياء والانبياء والملأ السافل وما يضاهي ذلك
وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم فرأيت
من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة
والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة امرا
عظيما ثم قيل لي هذه حضرة رؤية لا حضرة كلام

اعیان ہیں اور اسماء ہیں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اس نے
مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہوگیا اور وہ
قائم مقام ذات الٰہی ہے اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ زمان
اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شے واحد ہے وہ بیچ اصطلاح
جسے ہمنے عدم اور خارج کہا ہے اور اوس میں ارادات متجددہ
ہیں اور وہ اول شے ہے جسکی شان زبان شرائع ناطق ہیں اسواسطے
کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اسکے جواب کی صلاحیت
وہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو **مشہد آخر** فائض
ہوئے مجھپر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت
بندہ کی ترقی کے اپنی حیز سے حیز قدس کی طرف اوسوقت اوسکو
روشن ہوجاتی ہر شے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد سے قصہ معراج
منامی میں تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے پھرتی ہے اپنے پاؤں اون
وقائع کی طرف جو اس پر گذری ہیں تو جان جاتا ہے جو اوس میں
الہام حق تھا اور جو تقریب تھی طبیعت سے اور تسویل شیطانی سے
اور اکثر اوقات اوسکو علم صحیح ہوجاتا ہے جو برتتے ہیں ملاء اعلیٰ علوم
ناموسیہ سے اور آنے والی واقعے سے ڈرنے کا اور لوگوں کے جھگڑنے کا
انکے منزل کرنے کی ان کی مدارک کی طرف اور از روے حیلہ کے واسطے
اس کے عقدہ کھلنے کے جو مناسب اون علموں کے ہے
اوس عالم میں اور ہیئت ملاء اعلیٰ کی اور ان کے مقامات
ملائکہ اور ارواح اولیاء و انبیاء اور ملاء سافل اور جو اسکی
مانند ہوں اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہیں
تو میں نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے سے
اور تجرد سے ماوفات اور عادت و محسوسات کے
اور منصبغ ہونے سے اس درگاہ کے رنگ سے ایک امر عظیم
اور مجھے کہا گیا کہ یہ درگاہ رویت ہے نہ درگاہ کلام

ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب يلقيه
البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا
فانقلب هذا كالروية بالنسبة اليه كلاما ثم رايت
كيفية اخرى اذا التفت الى حين الطبع والعادة فتنفتح
عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملأ الاعلى
فصار ما كان بين يديه خيالا يتخيل الامر الذي يذكره
من بعد غيبه وربما وجد من تطلب الملاذ و
الاسباب ما كان سلب عنه او نهي عنه وبين
ترقيه والحداره حالات كثيرة شاهدتها في ذلك
المشهد فمنها ما هو قريب الى الاعلى ومنها ما هو قريب
الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما اقول
له يتولد الهاتف ويتولد الخاطر ويتولد الرؤيا
والحق ان الرؤيا خيالات تمثل احاديث النفس
يتجرد اليها لدالة فيه حاجة منه وسمع ويتولد
خيال حق يمتلأ منه دماغه ويتولد فراسة صادقة
الى غير ذلك وكل ذلك في حين الحجاب بين المنتهى
التي لا حجاب عندها وبين الحجاب المتأكد من كل وجه
ووجدت لكل من هذه الاشياء ميزانا ومقدارا
ووجدت لكل مظنة توجد هنالك ولكن لم اتفرغ
في هذه المشهد لاحاطة تلك الموازين والمقادير
واكتفيت باصولها وعسى ان يوفقنا الله للاحاطة
في ثاني الحال **مشهد آخر** العارف اذا كان
في حين ما يلي الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي
ان يشاهد فربما اشتبه عنده الالهام بهاجس
من النفس وحالة الهمة بامر طبيعي ويكون حاجته

المشاهدة التاسعة والعشرون ٢٩

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف تدلّی کرے ساتھ نزول
کتاب کے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہنا تا ہے
پھر یہ رویۃ اوسکی نسبت کلام ہو جاتی ہے پھر میں نے دیکھی ایک اور
کیفیت جب طبیعت اور عادت کی طرف تو کھل جاتی ہے اوسکی
چشم طبیعت اور بند ہو جاتی ہے چشم ملاء اعلی تو ہو جاتا ہے اوسکے
روبرو ایک خیال جیسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک امر کہ اوسکو یاد کرتا ہے
اسکے غائب ہونے کے بعد اور کبھی پاتا ہے طلب لذت و اسباب سے
وہ شے جو اس سے سلب ہو گئی تھی یا اسکو اس سے منع کر دیا تھا
اور درمیان اوسکے ترقی اور انحدار کے حالات کثیرہ میں جو میں نے
مشاہدہ کئے ہیں اس مشہد میں بعضے انمیں سے وہ ہیں
جو اعلی کے قریب ہیں اور بعضے وہ ہیں جو اسفل کے قریب ہیں
پھر پیدا ہوتی ہیں ان حالات سے وہ چیزیں جسے بیان کرتا ہوں
پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب
اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے
کہ مجرد ہو جاتا ہے اونکی طرف مثلاً کہ تو پاتا ہے مرا یا اور سمع میں
اور پیدا ہوتا خیال حق کا جس سے اوسکا دماغ بھر جاتا ہے اور پیدا
ہوتی ہے فراست صادقہ علی ہذا القیاس اور یہی سب چیزیں حجاب میں
ہیں درمیان اس مقام کے جہاں حجاب نہیں ہیں اور درمیان حجاب متاکد من
کل وجہ کی اور میں نے ہر شے کی انمیں سے میزان اور مقدار کو پایا
اور میں نے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہاں پایا جاتا ہے لیکن میں نہیں فارغ ہوا
اس مشہد میں واسطے احاطہ ان میزان اور مقداروں کی اور کفایت
کرتا ہوں انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالی ہمکو توفیق دے
اونکی احاطہ کی ثانی الحال میں مشہد آخر عارف جب ہوتا ہے
اس چیز میں جو قریب طبیعت کے ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیے
مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اسکے الہام ساتھ خطرہ

لم يعلم ما حكم الله فيها فيتردد ويكون في ذلك برهة
من الزمان ثم انه يجذب الى حيز الحق فيصير بعين الله
فيتجلى له كل شيء فينجذب نظره ويتقوى الى تلك الامور
المشتبهة والشكوك فينكشف ما اراد الحق و
قضى فكأنه يرى رأي عين فان كان متكلما تكلم
كلاما سويا وان كان مفهما لقنا فهم ولقن وذلك
عين ما سبق في الانفال سئل النبي صلى الله عليه وسلم
عن الانفال فلم يبين ما حكم الحق فيها وكيف تقسم
وساق الحق الى ذات الشوكة يعني الكفر فلما التقى
الركب وذات الشوكة اختلف الاراء فالهام الحق
يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبايع يجذب
الى الركب ثم هدوا الى الحق ونزلت الامنة والمطر
واهتزت القلوب الى الحرب لا يدرى مبدأ ذلك
ارادة الحق بهم الانصرام امور طبيعية فلما انجذب
النبي صلى الله عليه وسلم الى حيز الحق تكلم بحقيقة
الامر في ذلك فان قلت اخبرني عن هذا الحيز الذي
تقول انه حيز الحق ما هو قلت هو الملاء الاعلى
عظماء المؤمنين وسطح بصائرهم يجتمع في تجلي
من تجليات الحق وهو حظيرة القدس وهو الذي
قال النبي صلى الله عليه وسلم ان آدم وموسى احتجا
عند ربهما وهو مقعد صدق عند ربهم ومن
وجده فهو على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه
اي يدخل نفسه لون من تلك الحضرة هي داعية
الحق في قلب المؤمن فتدبر فان المسئلة دقيقة

مشهد آخر بينا انا متوجه الى النبي صلى الله عليه وسلم

حدیث نفس کی اور حالت اس پیاسے کی جو ... کے اور ہوتا ہے کوئی
حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اس میں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد رہتا ہے اور اس میں
ایک زمانہ تک رہ جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف حیز حق کے پھر ہو جاتا ہے
عین اللہ تو روشن ہو جاتی ہے اوس پر ہر شے پھر اوس کی نظر کھنچتی ہے اور اٹھتی ہے طرف
ان امور مشتبہ کی طرف اور ان شکوک کی طرف تو اوسکو کشف ہوتا ہے ارادہ
حق کا اور اسکا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر ہوتا ہے
کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھایا گیا یا سمجھنے والا تو
سمجھایا جاتا ہے اور تعلیم کیا جاتا ہے اور یہ وہی ہے جو گذر چکا سورہ انفال کہ سوال
کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو نہ بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے
اوس میں اور کیونکر تقسیم کی جاتی ہے غنیمت اور روان کیا اس حکم کو حق نے
طرف ذات شوکت کے یعنی لشکر کفر کے تو جب جمع ہوئے سوار اور ذات شوکت
دونوں تو مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف
اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سوار کے پھر ہدایت کی گئی وہ لوگ طرف حق کے اور
نازل ہوئی امن اور مینہ اور جنبش ہوئی دلوں کو طرف جنگ کے نہیں معلوم ہوتا تھا
کہ اسکا مبدا ارادہ اللہ کا ہے ان کی مدد کا یا امور طبیعیہ تھی پھر جب وقت
منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیز حق کی طرف تو آپ نے حقیقت امر کی
ان سے کلام کی اس میں تو اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو وہ
بتاؤ کیا ہے تو سنو وہ ملا اعلی اور عظما مومنین کے
اور اونکے سطح نظر جمع ہوتے ہیں اسکی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں
اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہے جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت آدم اور حضرت موسی کے بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہے
مقعد صدق عند ربہم اور جسنے اسکو پایا وہ ہے علی بینۃ من ربہ ویتلوہ
شاہد منہ یعنی اسکے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اوس درگاہ کا
وہ داعیہ حق ہوتا ہے مومن کے قلب میں پس خوب غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے
مشہد آخر اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اذ ظهر نور عظيم امتلأ منه الى حد بعيد خطفت من شعشعانه فطفقت ابحث بباطني على طريقة الفراسة والتفطن هل انه نور العرش وانه من خلق عظيم في نبوته صلى الله عليه وسلم ومعرفته حقيقة لا تتم الا بمعرفة هذا النور ثم رجعت الى حيز الفكر والروية فتذكرت ما روى في كتاب الاربعين المنشور في قصة حزقيل من رؤية نور العرش وانعقاد رسالته على لسان هذا النور

مشاهدة اخرى بالاجمال

سألته صلى الله عليه وسلم سؤالا روحانيا كما انبهنا عليه مرارا عن التسبب وتركه ايهما احسن لي فنفخ الى نفحة برد منها قلبي عن الاسباب والاولاد والمنزل ثم كشف لي فشاهدت طبيعتي تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت روحي تركن الى التفويض وتستلذ به وتطلبه وشاهدت ان بينهما مدافعة والمرضي هو ان ننظر الى مراد الروح نعم لله لطف خفي سيظهر منه اختيار ثم نفخ نفحة اخرى فبين ان مراد الحق فيك ان يجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك فاياك وما قيل ان الصديق لا يكون صديقا حتى يقول له الف صديق انه زنديق واياك ان تخالف القوم في الفروع فانه مناقضة لمراد الحق ثم كشف امر اخر ظهر لي منه كيفية تطبيق السنة بفقه الحنفية من الاخذ بقول احد الثلثة وتخصيص عمومهم والوقوف

کہ ایک ایسا نور طلوع ہوا بلند کہ میرا خیال تیرہ ہوگیا اوسکی چمک سے تحیر ہوگیا تو میری باطن سے آواز آئی بطریق فراست کے اور تفطن کہ یہ نور عرش کا ہے اور اسکو نبوت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں دخل عظیم ہے اور اونکی حقیقت کی معرفت پوری نہین ہوتی جبتک اس نور کی معرفت نہو پھر مین غار اوکی طرف حیز فکر و رویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب مثنوی مین روایت ہے حزقیل کے قصہ مین رویت نور عرش سے اور اوسکی نبوت کے منعقد ہونے سے اوپر زبان اس نور کے

مشاہدہ اخری بالاجمال

مینے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا مین آگاہ کرچکا ہون کئی بار کہ میرے واسطے تسبب اچھا ہی یا ترک تسبب تو مجھے ایک ایسی خوشبو آئی کہ میرا دل سرد ہوگیا اسباب اور اولاد اور گھر سے پھر مجھکو کشف ہوا تو مینے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل ہے اسباب کی طرف اور اسے ڈھونڈھتی ہی اور اوسمین لذت چاہتی ہی اور میری روح مائل ہے طرف تفویض کے اور اوسکی لذت چاہتی ہی اور اوسی کو ڈھونڈتی ہے تو مشاہدہ کیا مینے مدافعہ اور پسندیدہ مراد روح کو ہے ہی اور اسکے لطف خفی ہے اختیار ظاہر ہوجاتا ہی پھر ایک اور خوشبو آئی اور ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ مین جمع کری وہ جو امت مرحومہ کی چھٹ گئی ہے تو خبردار اس سے بچیو جو کہا گیا ہی کہ صدیق نہین ہوتا ہی صدیق جب تک اوسے ہزار صدیق زندیق نکہین اور خبردار کبھی قوم کا مخالفت فروع مین نہونا اسلئے کہ یہ مناقضہ ہے حق کی مراد کا پھر کھلا ایک نمونہ اوس سے ظاہر ہوئی کیفیت وتطبیق سنت کے ساتھ فقہ حنفیہ کے اخذ کرنے سے ایک قول کے قول ثلثہ یعنے امام اعظم و صاحبین سے او کشف ہوئی تخصیص انکی عمومات کی اور انکے مقاصد کا وقوف

المشاهدة ... والثلاثون

علیٰ مقاصدھم والاقتصار علیٰ ما یفھم من لفظ
السنۃ ولیس فیہ تاویل بعید ولا ضرب بعض
الاحادیث بعضا ولا رفض الحدیث صحیح بقول
احد من الامۃ وھذہ الطریقۃ ان اتمھا اللہ تعالیٰ کلھا
فھی الکبریت الاحمر والاکسیر الاعظم ثم نفحت
اخری فطنت فیھا وصاۃ منہ باخذ طریقۃ الانبیاء
والقمل لاتباعھم والتصدی لخلافتھم فی الشفقۃ
علی الناس تعلیما وارشادا ودعاء وافادتھم
طلب ما یکون فیہ صلاحھم ظاھرا وباطنا وفقنا
اللہ سبحانہ للاخذ بسنۃ نبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

مشھد آخر توجھت الی قبور ائمۃ اھل
البیت رضوان اللہ علیھم اجمعین فوجدت
لھم طریقۃ خاصۃ ھی اصل طرق الاولیاء وانا
ابین لک تلک الطریقۃ وابین لک ما ذا انضم معھا
حتی صار طریقۃ الاولیاء فاقول طریقتھم الا
التفات الی یاد داشت اعنی التیقظ الاجمالی الی
المبداء ولو من وراء الحجب ولکن مع الذھول
عن الحجب ومع الذھول عن ان ھذا التیقظ
من جوھر النفس او من العلم الحصولی وبالجملۃ
تیقظ بسیط والتفات الی ھذا التیقظ باخص
ما فھذہ طریقتھم ولما فنی جوھر النفس منا ولی
فی ھذہ النقطۃ صار التفاتھم ھیئۃ اخری وراء
الالتفات ثم الھموا سبیلا یھتدی بھا الی الفناء
فظھر لی الآیات بطولھا وعرضھا **مشاھد**
اخری استفدت من جناب النبی صلی اللہ علیہ

اور اقتصار او سپر جو لفظ سنت سے سمجھا جاتا ہے اور
اوسمین نہین تاویل بعید اور نہ ضرب بعضے حدیث کے بعضے پر
اور نہ ترک کرنا ہے حدیث صحیح کا ساتھ قول کسی ایک امتی کی
اور یہ طریقہ اگر پورا کر دے اوسکو اللہ تعالیٰ تو کبریت احمر
اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اسمین مجھے معلوم کیا
وصیت کو اوس کی واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیاء کا اور تحمل کرنا
ان کی طرح تحقیق کا اور تصدی ہونا ان کی خلافت کا اور
لوگوں پر شفقت کرنا اور تعلیم و ارشاد کے اور انکی واسطے دعا
کرنے اور صلاح ان کی واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن اللہ
سبحانہ ہمکو توفیق بخشی سنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

مشہد آخر متوجہ ہوا مین طرف قبور ائمہ اہل بیت کے
رضوان اللہ علیہم اجمعین تو مینے پایا اونکا ایک طریقہ خاص
کہ وہی ہے اصل طریقہ اولیا کا سو مین تجھے بیان کرتا ہون
وہ طریقہ اور تجھے بیان کرتا ہون جو اوس طریقے سے منضم ہو گیا
یہانتک کہ وہ ہو گیا یہی طریقہ اولیا کا سو تم سنو وہ اونکا طریقہ
یاد داشت ہی کے طرف التفات ہے یعنی ایک تیقظ اجمالی مبدا کی
طرف اگرچہ پردوں کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردوں سے اور ذہول
اس امر سے کہ یہ تیقظ جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی ہے غرض تیقظ
بسیط ہے اور التفات اس تیقظ کے کسی نوع سے ہے
پس یہ طریقہ ہے ان کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس
اولیا سے اس نقطہ مین تو ان کی فنا کی اور رہے
صورت ہو گئی سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے
رستے الہام ہوئی جسے ہدایت پائین طرف فنا کے
پس ظاہر ہوئین ولایتین معہ طول او عرض کے تمام

مشاہد اخری مستفید ہوا مین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

مشاھدۃ الثانی والثلاثون
مشاھدۃ الثالثۃ والثلاثون

ان کل من حصل منه قصدک فی نقض العلاقة
الطبیعیة من قلبه واثبات محبته تعالی بجنانه وفی
عداوة الغیر والسوی کما قال سیدنا ابراهیم
علیه السلام انهم عدو لی الا رب العالمین والا
لتباب علی الایمان بتحقق الامر فة فقط فان
معرفة کانما من کان سواه منعه عن هذه
الحالة العلاقات الطبیعة والاستغراق فی مشاهدة
سریان الوحدة فی الکثرة بحیث یحب الکل لما
فیه من سریان محبوبه او غیر ذلک من الموانع
واستفدت من النبی صلی الله علیه وسلم ثلثة امور
خلاف ما کان عندی وما کانت طبیعتی تمیل الیه
اشد میل فصارت هذه الاستفادة من براهین
الحق تعالی علی احدها الوصاة بترک الالتفات الی
التسبب فانی کلما غلبت الطبیعة غلب
علی العقل المعاشی فصرت احب التسبب
ویجول فکری فی تمهید الاسباب التی یحصل منها
الاولاد والاموال وکلما لحقت بالنبی صلی الله
علیه وسلم وبالملأ الاعلی جردت عن هذه الرذائل
اخذ منی العهود والمواثیق ان لا اتسبب حتی
صارت متناقضة هذان الامران بمنزلة الظلمة
والنور او نسیم الطیب والحرور واکثر ما فی من
الامور لا مناقضة فیها بل هی علی سنن الصواب
بحمد الله تعالی الطبیعة مستسلمة للالهام ولکن
لم یبق علی شیء من مناقضة فی هذا الامر التسبب
وثانیها الوصاة بالتقید بهذه المذاهب الاربعة

اور جس شخص سے قصد ہوا اوسکے دل سے نقض علاقات طبیعیہ اور
اثبات محبت حق تعالیٰ میں اور اوسکے غیر و سوا کی عداوت میں
جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی الا رب
العالمین اور متنبہ کیا کرنے میں اس کی سرشتگی عشق میں
اور تحقق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص معزور ہے میں کوئی
برابر ہے کہ اسکے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت
یا استغراق نے مشاہدہ سریان وحدت فی الکثرت اس حیثیت سے کہ ہر شے کو
دوست رکھے اسلئے کہ اوسکے محبوب کا اس میں سریان ہے
یا سوا اسکے اور کوئی موانع میں سے اور استفادہ
کئے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف
جدہر میری طبیعت بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہو گئی میرے
واسطے برہان حق تعالیٰ کی ایک تو وصیت ترک التفات کی
طرف تسبب کے کیونکہ جب میں نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف
تو مجھ پر عقل معاش غلبہ کرتی تھی میں دوست رکھتا تھا
تسبب کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب میں جس سے
حاصل ہو مال اور اولاد اور جب میں لاحق ہوا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور ملاء اعلیٰ سے اس رذیلت سے مجرد و آزاد ہو گیا
اور مجھسے عہد و پیمان لے لیا کہ چھوڑ دوں تسبب کو یہاں تک
کہ متناقض ہوا ان دونوں امروں میں بمنزلہ ظلمت اور نور
یا اچھی ہوا اور گرم ہوا کی اور اکثر مجھ میں جو امر تھے ان میں
مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا الحمد للہ
کہ طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی تھی ایک شے مجھ پر
مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور دوسرا امر ہے
وہ وصیت تقید ان مذاہب اربعہ کے

لا التحريم منها والتوفيق ما استطعت وجبلتي تأبى التقليد وتأنف منه رأسا ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف نفسي وهنا نكتة طويت ذكرها وقد تفطنت بحول الله بسر هذه الجبلة وهذه الوصاة وتلك الوصاة تفضيل الشيخين رضي الله عنهما والطبيعة تميل إلى تفضيل علي كرم الله وجهه واحباءه فشيء طلب مني التعبد به بخلاف المشتهى وهيهات هذه المناقضات مني لولا ان شدة الجامعية هي التي اوقعتني في ذلك

المشاهدة الرابعة والخمسون

مشهد آخر رأيت وأنا أطوف بالبيت العتيق لنفسي نورا عظيما يغشى الأقاليم ويبهرها فعلمت ان القطبية اعطاها الله انما يعني بمثل هذا النور الذي يبهر ولا يبهر ويغلب ولا يغلب وان من ثم الآيات عليه ولا يبقى في قلبه

المشاهدة الخامسة والخمسون

مشهد آخر هذا البيت العتيق البناء الباهر رأيت فيه همم الملأ الأعلى والملأ السافل ملصقة به متعلقة تعلقا يشبه تعلق النفس بالبدن ورأيته محفوفا بهممهم وأرواحهم كالورد يكون مشتملا بماء الورد والقطن يقتل الهواء ورأيت انبعاث دواعي الناس إلى هذا البيت لانبعاث هممهم بحضرة الملأ الأعلى والسافل

المشاهدة السادسة والخمسون

مشهد آخر أطلعني الله سبحانه على ما هو انعم علي وما اعطاني من النعم الظاهرة والباطنة واعطاني العصمة من المؤاخذة دنيا وآخرة فكل ما يجري علي من الشدائد انما هي من مقتضيات الطبيعة لا من باب المؤاخذة تكرما علي بهذا واخبرني

کریں ذکر ان اشیا اور موافقت کروں تا تقدر اور میری جبلت انکار کرتی تھی تقلید کا اور اس سے انکار کرتی تھی لیکن ایک شی طلب کی گئی مجھ سے اسطرح جاننے کہ موافق اسکے بخلاف میرے نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ میں نے اسکا ذکر مطوی کیا اور الحمد للہ مجھکو قسمت ہو گیا اس جبلت اور اس سیر اور تمیلر امر کا بیت اس امر کے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کی کیونکہ میری طبیعت اور فکرت جب چھوڑی جاتی تھی تو تفضیل کرنے تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور انکے اقارب سے محبت کرتی تھی لیکن ایک شی مجھ سے تعبد کرائی تھی اسکا خلاف خواہش کے افسوس یہ مناقضے مجھے اگر نہ ہوتے شدت جامعیت کے جسنے مجھکو اسمیں ڈالا

مشہد آخر میں نے دیکھا جسوقت میں طواف کر رہا تھا کعبہ شریف کا ایک نور عظیم کہ اسنے ڈھانک لیا شہروں کو اور روشن کر دیا ہے اونکے اہل کو میں نے دریافت کیا کہ قطبیت یعنی ارشادیت سے یہی مراد ہوتی ہے ایسی نور سے کہ سب پر غالب ہے کسیکا مغلوب نہیں اور سبکو روشن کرتا ہے اور کسی سے روشن نہیں کیا جاتا اور ہر طرف سے اسپر آیتیں آتی ہیں اور یہ کہیں نہیں جاتا پس غور کر

مشہد آخر اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو اور اس بنائے بلند کو میں نے دیکھا کہ اسمیں ہمتیں ملأ اعلی کے اور ملأ سافل کے معلق ہیں اس سے اور اسکے ایسے تعلق ہیں جیسے تعلق نفس کا بدن سے اور میں نے دیکھا اسکو بھرا ہوا انکی ہمتوں اور ارواح سے جیسے پھول میں گلاب کی خوشبو گلاب کے کٹو میں ہوا اور میں نے دیکھا برانگیختہ ہونا لوگوں کے دواعی کا اس بیت کیطرف بسبب وابستہ ہونے انکی ہمتوں کے ساتھ اس نگاہ کے کہ ہیں ملأ اعلی اور ملأ سافل

مشہد آخر اطلاع دی مجھکو اللہ سبحانہ نے اوپر اوس شی کے جو وہ مجھ پے کرنے والا ہے اور دینے والا ہے مجھکو نعمتیں ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجھکو عصمت دنیا و آخرت کی مواخذہ سے پس جو سختیاں کہ مجھپر گذریں وہ مقتضیات طبیعت سے ہیں نہ مواخذہ کی وجہ سے مجھپر احسان کیا اور خبر دی مجھکو

فانعقد في نفسي ان الاولياء يرقاعطاني ربي بالعيش
وجعل لي من كل سعادة نصيبا سعيدا والبسني
خلعة الخلافة الباطنة فظهر هذا السر فعجبت وتحيرت
عند ذلك في نفسي ثم بعد فهمت الامر على ما هو عليه

تحقيق شريف قد يكشف على العارف
اشياء من نعم الله سبحانه واهل الله على طبقتين
ويكشف هذه الامور لاصحاب الكشف الالهي يرون
تلك الواقعة في مرآة الحق لعلهم يرون نظر الحق
بهذا العين ويعرفون انعقاد ارادة في الملأ
الاعلى بايجاد كذا او كذا وتقريب كذا وكذا وليس
نظرهم يصل الى نفس تلك الواقعة ولذلك
لا يستطيعون ان يخبروا عن تفاصيل تلك الواقعة
كما يخبر عنها صاحب الكشف الكوني وربما انكشف
لهم جراين تلك الافاضات من الملأ الاعلى وعيونها
كما قال عز من قائل وان من شيء الا عندنا خزائنه
وما ننزله الا بقدر معلوم فيتغير الحواس الظاهرة
والباطنة التي هي اجزاء بهيمته في بعض الاحيان
ما يستشعر طرفا من انوار الخزائن والمنابع ولا قدر
ما هو المقدار الذي يتنزل وهذه حضرة عجيبة
ينبغي ان يحتاط فيها لا يختلط تلك الحضرة رؤية
وتفكر وحديث نفس ويرى الصغير كبيرا والحقير
عظيما لمعنى في المراة فيخبر بكبرها المقدار النازل
وعظمه فيكذب وهذا مظان قوله تبارك
وتعالى وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي
الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیا کو اور عطا کی مجکو خوش
زندگانی اور ہر سعادت سے مجکو اچھا حصہ دیا اور مجکو خلافت
باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ سر ایک عجب سے اور متحیر
ہو گیا میں پھر ظاہر ہوا مجھپر اسکے بعد تو سمجھ گیا میں جو تھا

تحقیق شریف کبھی عارف پر کشف ہوتی ہیں وہ امور
جو آنے والے ہیں خداتعالی کی نعمتوں سے اور اہل اللہ کے
دو گروہ ہیں ان امور کے کشف میں تو اصحاب کشف الہی تو دیکھتے ہیں
اوس واقعہ کو مرآت حق میں یعنے دیکھتے ہیں حق کی نظر اس خبر
پر اور پہچان لیتے ہیں اس سے منعقد ہونیکا ارادہ ملا اعلی میں
ساتھ ایجاد کذا و کذا اور تقریب کذا و کذا کی اور ان کی نظر نہیں
پہونچتی اس واقعہ کی نفس کی طرف تو اسی واسطے وہ خبر نہیں دیسکتے
تفصیلوں کے اس واقعہ کے جس طرح خبر دیدیتے ہیں صاحب
کشف کونی اور کبھی ان کو منکشف ہوتی ہیں خزانے افاضات
ملا اعلی کے اور اونکے چشمے جیسا خداتعالی فرماتا ہے -
وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم پس متغیر
ہو جاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی ایسے وہ حواس جو
اجزا ہیں بہیمیہ میں بعضی اوقات جب چکھتے ہیں انوار خزاین اور
چشموں کے اور نہیں دریافت ہوتا کسقدر ہے جو نزول کا
اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیے کہ احتیاط کرے اس میں تا مخلوط
نہ ہو جائے یہ درگاہ رویت و تفکر اور حدیث نفس سے کہ دیکھے
صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی
بڑائی اوس مقدار نازل کی اور عظمت اوسکی تو پھر جھوٹا ٹھیرے
اور یہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول تبارک و تعالی کے
وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا
اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ اور اصحاب

یکشف لهم الغیوب ویطلعون علی الحقائق فیرونها واقعة بمثل رؤیا وحادثة من غیر معرفة الخزائن والمبادی فان کانوا ممن لا یحتاجون الی تعبیرها فقد تسبب خیالهم بتصویر الطبیعة الکلیة یعنی مثالی جسد ارضی جسم او جسمانی کان الامر علی ما رأوا من غیر تفاوت والا احتاجوا الی التعبیر وکان الوقوف علی حقیقة الامر اصعب من خرط القتاد ایضا

تحقیق شریف

للامة المرحومة اسوة حسنة برسول الله صلی الله علیه وسلم لاصحاب الخلافة الظاهرة یعنی المعتنین باقامة الحدود واحکام ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود وجبایة الصدقات والخراج وتفریقها علی مستحقیها وفصل الاقضیة والنظر فی الیتامی واوقاف المسلمین وطرقهم ومساجدهم واشباه هذه الا من کان مشتغلا بهذه الامور یسمی بالخلیفة الظاهرة لهم اسوة حسنة برسول الله صلی الله علیه وسلم فیما من هذا الباب بالتفصیل المذکور فی کتب الحدیث ولاصحاب الخلافة الباطنة یعنی للعلماء بتعلیم الشرایع والقرآن والسنن والآمرین بالمعروف والناهین عن المنکر والذین یحصل بکلامهم نصرة الدین اما بالمجادلة کالمتکلمین او بالموعظة کخطباء الاسلام او بصحبتهم کمشایخ الصوفیة والذین یقیمون الصلوة والحج والذین یدلون علی طریق اکتساب الاحسان والمرغبون فی التنسک والزهد والقایمون بهذا الامر هم الذین نسمیهم

حقیقت کو نے مطلع ہوتے ہیں اوس واقعہ پر مانند خواب یا حادثہ کے بے جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہیں ایسے کہ جو تعبیر کے حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے اونکے خیال کے تصویر کے ساتھ تصویر طبیعت کلیہ کے واسطے معنے مثالی کے جسد ارضی میں جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہی جیسا اونہوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے تعبیر کے اور واقف ہونا حقیقت امر پر اوس وقت بہت مشکل ہوتا ہے ہاتھ پھیرنے سے اوپر درخت خاردار کے

تحقیق شریف

امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو حدین جاری کرنے اور اسباب جہاد مہیا کرنا اور سرحد و ولایت نگہبانی کرنے اور ایلچیوں کو اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اوسکو اوسکے مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضایا فیصل کرنے اور یتیموں کا غور کرنا اور مسلمانوں کی اوقاف اور رستوں کی حفاظت اور مسجدوں کی خبرگیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور سے مشتغل ہو اوسکو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہیں اوسکے واسطے پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب میں اور اوسکی تفصیل کتب حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرائع کی تعلیم کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور امر معروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں اور جنکے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی ہے یا تو ساتھ مجادلہ کے جیسے متکلمین یا ساتھ نصیحت کے جیسے واعظین یا ساتھ صحبت کے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قایم کرتے ہیں نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے احسان کے طریق حاصل کرنے کی اور ترغیب دیتے ہیں عبادت اور زہد کے ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں

فههنا للخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سنّ من هذا الباب بالتفصيل الذي كما روي في كتب الحديث فهذه المقالة بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء يأخذون بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشباه هذه المظان ويتمسكون بها في ذلك ولما اصّلنا هذا الاصل فلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل ولنا ان نفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الآفاق والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله ويبلغهم الشرائع كما بعث ابا موسى رضي الله عنه الى الاشعريين وابا ذر رضي الله عنه الى غفار واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة وعامرا الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس ومصعب بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة انما كان شأنهم دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن والسنة فرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى تخاصم وتنازع ومن الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة وبين الداعي والرسول ان الخليفة ينبغي ان يكون عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي ينبغي ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك ويرجع فيما اشكل الى الخليفة واكثر سنن الدعاة

خلیفہ باطنی انکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جو فرمادیا ہے آپنے اس باب مین جسکی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث مین پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اب چاہیے واسطے ہے کہ ہم تفریع کرین اسپر بھیجنا داعیون اور نائبون کا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے اطراف مین اور قبایل مین ایسے لوگ جو داعی ہون ایمان کے اللہ اور اوسکے رسول پر اور اون کو احکام شرع پہنچائین چنانچہ آپنے بھیجا ابو موسے رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم مین اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور اون کو کچھ تفویض نکیا امور خلافت ظاہر مین سے پس اونکا یہہ کام تہا کہ لوگون کو اسلام کیطرف داعی ہون اور تعلیم کرین قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور خلیفہ باطنی مین یہہ ہے تعدد اہل باطن کا مفضی الے المنازعت نہین ہوتا انکی آپسمین خصومت نہین ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہہ ہے کہ خلیفہ کو چاہیے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکہدیا جائے ایک دستور العمل اوسپر عمل کرے اوسکے سوا جو اشکال ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیون

والرسل توشحن من بعث النبي صلى الله عليه وسلم اياهم الى قومهم قبل الهجرة فتدبر

مشهد آخر

وجدت روحي تضاعفت وعظمت وسبغت واتسعت فتأملت في هذا الوجدان فتفطنت بان هذا يجده العارف وسره حلول اسرار الحضرات الالهية المنعقدة في الملاء الاعلى بركة ونزول بركات الاسماء الالهية المنعقدة في المدارك الجبلية اولا والمتقررة بآيات متلوة منزلة على قلب رسول الله صلى الله عليه وسلم واسماء مشهورة صارت التعبير بها عن الحق بحسب صدور تلك الآثار منه جبلة لجمهور وطبيعة ودينا في الناس ثانيا فحلول تلك الحضرات والبركات بروحه يورث فراسخة وقوة فلن ترى احدا يحدق في مثل هذا الرجل الا امتلاء منه رعبا وتعظيما وظهر من سبحات وجهه كرم ذاته وظهرت البركات في فراسته وهمته هذا سر هذا الوجدان واصله

مشهد آخر

رايت حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية كنسبة قوة الارادة والعزم المقرونين بالقربة من طبيعة فرد من افراد الانسان فكما ان خيال الانسان يتمثل فيه لذة جلب نفع او دفع ضرر ثم يصطفي الخيال خلاصة هذه الصورة فيلقيها في تلك القوة فتنبعث العزم فيحصل الجزم فيحصل تحرك العضلات الى الفعل المطلوب فكذلك النفس القوية المجردة يتمثل عندها همة ظهور واقعة في الناسوت فتصطفي خلاصة تلك الصورة

المشهد السابعة والعشرون ۴۷

المشهد الثامنة والعشرون ۴۸

اور الچیوں کے انکے بھیجے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اور الچیوں بھیجنے سے طرف قوم انکی ہجرت سے پہلے پس غور کرو

مشہد آخر یعنے اپنی روح کو پایا کہ دوچند ہو گئی اور عظیم اور فراخ اور وسیع ہو گئے تو میں نے تامل کیا اس وجدان میں تو دریافت ہوا کہ عارف اس شئے کو پاتا ہے اور سر اسکا حلول ہے اسرار حضرات آلہیہ کے جو منعقد ملأ اعلیٰ میں ہیں عارف کی روح میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات آلہی کا جو منعقد ہیں مدارک جبلیہ میں اولاً اور منقش ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ کے قلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا اسمائے مشہورہ جنکو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اوس سے از روئے جبلت و طبیعت اور دیدن فی الناس کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا اور برکات کا عارف کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی اور قوت پس نہ دیکھیگا تو کسیکو کہ ایسے شخص کیطرف دیکھا اور اسکے رعب میں آ بادی اور اسکی عظمت سے اور تعظیم سے پیش آئی اور ظاہر ہوتا ہے واسطے جلالت چہرہ کے اوسکی ذات کا کرم اور اسکی فراست و ہمت میں برکتیں یہی ہے سر اس وجدان کا اور اسکی اصل

مشہد آخر یعنے دیکھی ایسی درگاہ کہ اوسکی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ و عزم کو درحالیکہ مقرون ہوں تحرک طبیعت کسی فرد کے افراد انسان میں تو جسطرح انسان کے خیال میں لذت حاصل کرنیکی یا ضرر دفع کرنیکی متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ اوس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اوس قوت میں اوسکو ڈالتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے اسیطرح نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور واقعہ کے بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتے ہے خلاصہ اس صورت

المشهد السابعة والعشرون ۴۷

المشهد الثامنة والعشرون ۴۸

الی المطلوبة فقوتها بجمع همتها بحيال الشئ المطلوب حتى
تنبعث الاقتضاء من قلب الطبيعة الكلية ثم
تحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت
حدوث الواقعة في الناسوت احدثها الله
كما خلقها في المثال وتفطنت ان تأثير الهمة بالوجه
الذي ذكرنا هو كمال الانسان وانه معنى صيرورة
النفس جارحة بحيث يحل بها الحق في البرزخ

تحقيق شريف

قد ينكشف على العارف ان القضاء تعلق حتما بايجاد الواقعة الفلانية على نحو
كذا وكذا وان القدر في ذلك مبرم ثم يلهم على الله
هذا العارف ببذل همته والالحاح في الدعاء حتى ينقلب
القضاء قضاء بايجادها على نحو آخر فيجد جانب
الصدق ذلك كما روي عن سيدي عبد القادر
الجيلاني رضي الله عنه في قصة تاجر من اصحاب
حماد الدباس وكما وقع لسيدي الوالد رضي الله عنه
في قصة ميرزا هداية الله وغيرها وفيه من الاشكال
ما لا يخفى والحق عندي انه يكون على وجهين احدهما
ان بعض الاسباب العالية اقتضى هذا الامر
اقتضاء متأكدا وكل اقتضاء فانما فيه شئ واحد
وليس فيها احتمال نقيضه واما في صورة
الواقعة كاملة وافرة من غير انقباض يرد عليها
بسبب آخر فانكشف عليه هذا الاقتضاء المتأكد
بصورته وهيئته ورأى منبع القدر المبرم من
كوة هذا الاقتضاء ولم يره من [illegible] فظن انه
القدر المبرم ثم ان همته صادرة سببا من الاسباب

مطلوبہ کا اوسنے [illegible] ساتھ ہمت اپنے کے سبب کے
اوس شے کا مین پھر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کا قلب سے
اور عالم مثال مین صورت واقعہ آتی ہے پھر جسوقت ہوتا ہے
موقع اوس واقعہ کا عالم ناسوت مین اللہ اوسکو پیدا کر دیتا ہے
جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال مین تو مینے دریافت کیا کہ ہمت کی
تاثیر اسوجہ سے جو مینے بیان کی یہی کمال ہے انسان کا
اور معنے یہی اس بات کی کہ نفس جارحہ ہو جاوے حق کی جوارح
برزخ مین **تحقیق شریف** کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو
کہ قضا حتماً متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد کرنے مین اس طرح
اور اس طرح اور اسمین تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف الہام کیا جاتا ہے
کوشش ہمت کی اور دعا مین بہت الحاح کرتا ہے یہان تک کہ
قضا منقلب ہو جاتی ہے ایجاد مین دوسری طرح پر اور پاتا ہے
اوسکو سچ بہت چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان مین ایک سوداگر کی حضرت
حماد دباس کی اصحاب مین سے اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ
عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت وغیرہ کے اور اس مین جو اشکال ہے
وہ مخفی نہیں اور حق میرے نزدیک یون ہے کہ یہ امر دو وجہون
پر ہے ایک تو یہ ہے کہ بعضے اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہین اس امر کے
ازروئے اقتضائی متاکد کے اور بیشک ہر اقتضا مین ایک شے واحد
اوسکی نقیض کا احتمال اوس مین نہین ہے اور بیشک اوسمین صورت
واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اوس پر وارد
ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضا
متاکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا
روزن سے اس اقتضا کے اور اوسکو نہیں دیکھا پس گمان کرتا ہے
قدر مبرم ہے پھر اوسکی ہمت بہت ہوجاتی ہے اسباب

المعنى الثاني نزول القضاء فعند مزاحمة تلك
الاسباب كانت حكمة الله ان يقبض امرا ما كان
عليه ويبسط امرا ما كان عليه فيظهر الحادث
والثاني ان الله سبحانه خلق صورة تلك الواقعة
في عالم المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل
ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها
الى الدنيا متصورة بالواقعة الناسوتية
وهذا احد معاني انزال الانعام وانزال الميزان والحديد
وانزال البلاء فيما الحق الله تاخذ هذه الصورة
المخلوقة في عالم المثال فيمحوها الحق فلا عين
من قبل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب
والمحو هو الذي يسمى قضاء في قوله صلى الله عليه وسلم
لا يرد القضاء الا الدعاء ما ينكشف على العارف
وجود تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء
المبرم ثم يصادمه الهمة فيحوله عن سنن طبيعته
والله تعالى اعلم

تحقيق شريف ايضا

قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعودا
ثم لا يظهر الامر على ما وعد مع كون الايحاء
حقا فيشكل هذا على كثير من الناس وتكلم المشايخ
في دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف سهلا
للعبد ان يعد له بوعد حسن يرغب فيه ويستظره
ثم لا يوفي بالوعد فيرتقي من حب النعمة الى
حب المنعم ومن حب الافعال الى حب الذات
والصفات. ونريد ان نترك الوفاء بالوعد الذي
نقيضه يجب تنزيه الله سبحانه عنها بالاطلاق

ستره ہیں سے واسطے نزول قضا کے پس وقت مزاحم ہونے
ان اسباب کے اوس بات کی اللہ کی حکمت ایک امر قبض کرتی ہے
اور دوسرا امر بسط کر دیتی ہے تو امر اونکا ظاہر ہو جاتا ہے اور
دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اوس
واقعہ کی عالم مثال میں اجزا روحانیہ سے پھر اوسی دنیا کی طرف
نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے
اور یہ معنی ہیں نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے
اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اوس کا دعا پھر یہ
صورت مخلوقہ نے عالم مثال کبھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالی
یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور محو شدنی ہے
جسکا نام قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ لا یرد
القضاء الا الدعاء پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود اوس
واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اوسکو قضائے مبرم سے پھر مصادم ہوتی
اوسکو ہمت تو پھیر دیتی ہے اوس کی طبیعت کے تنے سے واللہ اعلم

تحقیق شریف

کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالی جانب
کسی اہل اللہ سے پھر نہیں ظاہر کرتا اوس امر کو اوس وعدہ پر
باوجودیکہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر
اس اشکال کے دفع کرنے میں مشائخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے
مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الہی اوس بندہ پر ہوتا ہے کہ ایک
اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہو اوسکا انتظار کرتا ہے
پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت
سے ترقی کر کے منعم کے محبت کرتا ہے
اور افعال کی حب سے حب ذات صفات
کرتا ہے شیخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا کرنا
تقص نہیں ہے۔ جیسے ہے اللہ تعالی کے تنزیہ مطلق

مع ربما يكون ضعفا وعيا وربما ليس لايلحق من
باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم ربما
يكون لطفا بالعبد وسببا لترقيه وتقريبا له فيكو
ن من صفات الكمال وهذا النظير منها تقديم كلمة
او تأخيرها من محلها لضرورة رعاية الفاصلة و
كذلك التكلم بالمجاز لضرورة مع قدرة المتكلم على
الحقيقة في العربية ومثل ذلك فان اخذ باعتبار
معنى الاضطرار وعدم القدرة كان نقيصة و
ان اخذ باعتبار نزول القرآن على لغة قريش
وكان من لغتهم التقديم والتأخير لرعاية الفاصلة
والتجوز لعلاقة ما نزل وفق لغتهم من غير اضطرار
له الى ذلك ولكن لطفا بهم ليكون الكتاب بلغتهم
التي يعرفونها فيتدبرونه حق تدبره كان من صفات
الكمال فهذا قولهم وهذا توجيهه وتحريره لكنا
نقول هذا وجدان حق انكشف لهم ثم رجعوا
بعد ذلك الى رويتهم فاستقبلتهم علومهم التي
خزنتها صدورهم فتحت منها تاويل وجدانهم
ونزل الطمانينة قلوبهم بالوجدان الطمانينة بهذا
التاويل المخترعة من حيث لا يشعرون وكثيرا
ما يتفق ذلك وهذا اعجب نظير مسئلتنا هذه
فكما ان الوعد حق والموعود ما لا يظهر لكن
التعليم حق وفيه تاويل مخفي مستكن نرى الحق
الصراح ان الالهام ضرب من تجلي الحقائق
للعبد على طبع عليه استعداده وبين حالة
التجلي الصراح حجاب وضاق بينه وبينها الا القدر

بلکہ کبھی اوقات مفرد و ہکر تا تجلی بغیر دو اور تدلیس ہوتا ہے تو وہ
نقص ہوا اور اللہ تعالیٰ نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے سبب
لطف اور اسکے ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو صفت
ہو جاتی کمال کے اور اسکے واسطے نظیرین ہیں اور نظیر انمین
سے ہے تقدیم کلمہ کی یا تاخیر اسکے اسکے محل سے واسطے ضرورت
رعایت فاصلہ کے اور اسیطرح کلام کرنا مجاز سے بسبب ضرورت
کے بہو کر کے مثل اسکے حقیقت میں عربیت میں یا مانند اسکے تو اگر ہم بمعنی
اضطرار اور عدم قدرت جانیں تو نقصان ہے اور اگر ہم یہ جانیں
کہ قرآن شریف لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور اونکے لغت میں
تقدیم و تاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عربیت
کے یہ انکے لغت میں نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہیں بلکہ
اون پر لطف کر کے کہ کتاب انکے لغت میں ہے جسمیں جانتے
ہیں تو وہ اسمیں تدبر کریں جسقدر تدبر چاہیے تو صفات کمال
سے بس ہے یہ قول انکا اور یہ ہے توجیہ اور تحریر اسکی
لیکن ہم کہتے ہیں یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا انکو پھر رجوع
کیے وہ بعد اسکے طرف رویت کے تو روبرو آئے انکے وہ علوم
خزانہ سینہ میں انکے کہل گئے اور تاویل انکے وجدان کے
اور انکے قلوب کو اطمینان حاصل ہو گیا اطمینان سے اس
تاویل تراشی ہوئی سے اون جائے سے کہ انکو خبر نہیں اور ایسا
اکثر اتفاق ہوتا ہے اور یہ معینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے پس
جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہیں ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم
حق ہے اور اسمیں تاویل تراشیدہ ہے مقدر اور حق صریح یہ ہے
کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقایق کیواسطے بندہ کے بعد اپنی
قیمت جو چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے
اور تنگ ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب الحق خطاباً
والهاماً وخاطراً اوهاً فقط على اختلاف استعداد
القوى المدركة والاسباب الحاكمة في الوقت
واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود
امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من
سادات الملأ الاعلى ما لو خلى الامر مع هذا
الاقتضاء فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب
دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء
آخر مثله واكد منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما
واصطكاكهما في القوة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقترن
بتحريك العضلات ان يقضي بحكم آخر ويجيء
في المثال صورة اخرى فهذا العبد لم يتصل
الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية وانما تخيل انها في مركز العرش وان المركز
لذلك صار كأنه هوى العناصر والمواليد حتى نفذ
اليها بلا واسطة وياخذ عنها استفاضا بل يصل
الى خلاصة سيد وصفاوة همته وينظر من
تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون
المرآة بالمرئي في الحدقة ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى جميع هذه الحقيقة فلا
يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمه اذ همة هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المضادة لها فيسري الجمع والمنع فيه من حيث
لا يدري ثم ينقلب هذا الانكشاف خطاباً بالاسباب

حلقہ انگشت ابہام و سبحہ کے تو ہو جاتا ہے تجلی خطاب الہام اور
خاطر یا فقط تجلی حسب اختلاف استعداد قوت دراکہ کے اور اسباب حاکمہ
فی الوقت کے اور جب ہے یہ امر اس طرح تو سبب عدم وقوع
موعود کا دو باتین ہین ایک تو یہ ہے کہ آن دونون مین سے
کہ منکشف ہو بندہ کو اقتضا کسی سید کا سادات ملا اعلے سے اس
حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھہ اس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے
اللہ کی حکمت مین یہ کہ قبول ہو دعا اوسکی اور زیادہ کیا جاوے
اوسکے واسطے اوسکا اقتضا لیکن وہان ایک اور اقتضا ہے دوسرا
اوسکے مانند اور اوس سے موکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت مین جب
دونو اقتضا جمع ہون اور ایک دوسرے سے مقابلہ کرین قوت مین جو قوت
کہ طبیعت کلیہ کے قلب مین ہے بمنزلہ قوت ارادہ و عزم مقترن ہین کے
عضلات کے تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جاوے مثال مین
دوسری صورت تو یہ بندہ بسا اوقات نہین پہنچتا اوس صمیم
قوت عازمہ کو جو قلب مین ہے طبیعت کلیہ کے اور بیشک مین خیال
کرتا ہون کہ وہ مرکز عرش مین ہے اور تحقیق مرکز واسطے اسکے
ہو گیا ہے ہوا عناصر و موالید کا تا کہ نافذ ہو اسکی طرف بلا واسطہ
اور اخذ کرے اوس سے طرف اسکے بلکہ پہنچے طرف خلاصہ سید او
صفا ہمت کو اور دیکھے اوس روزن سے قوت عازمہ کو تا مختلط ہو جاوے
رنگ آئینہ اور مرئی کا آنکھہ مین اور قاصر ہوا اوسکا علم احاطہ
اسباب سے اور پہنچنے سے تہہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانی
وہ بندہ مگر یہہ اقتضا اور اسکا حکم اسواسطے کہ ہمت
اس سید کی جامع ان احکام کی مانع ہے اوسکے احکام
مضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اوس مین
اس حیثیت سے کہ نہین دریافت کرتا پھر منکشف
ہو جاتا ہے یہہ انکشاف خطاب ساتھ ان سببونکے

مما ذکرناه وما لم نذکره وليس هذا اخبارا
شفاهيا حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف
له امر مجمل ويبقى لهذا الانكشاف الاجمالي الماما
مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة في صدره فتشرح
شرحا من حيث لا يدري وكما انها تشرح الانكشاف
الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير
كذلك هذا المختلط من الهام اجمالي وشرح
وتفسير منبعث من العلوم المخزونة يحتاج الى
التعبير ولا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه
في الحقيقة ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ
في هذا الشرح وربما تبادر اليه هاجس نفس
واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصر
نظره عن التمييز فبقي الامر عنده غير مبين وبالجملة
فمن رأى هذه الصورة المختلطة قال وعد و
لم يوجد الموعود ومن رأى كل شيء مميزا
من غيره قال الوعد اجمالي وقد وفي به ولو في
نشأة دون نشأة وشبح دون شبح والصورة
المفسرة انما هي تفسير له محتاج الى التعبير
ولم يعبر حق التعبير او انما يخلط تلوث الصدق
ولم يبق على صرافته وبالجملة فالوجهان جميعا
انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم
بمعزل من ذلك اللهم الا المحتاج الى التعبير
ولكنهم لبصيرتهم في احكام النشآت لا يعمى عليهم
الامر والله اعلم

تحقیق وتمثیل

اعلم ان الارادة تهجم من فوق على صدور الخلائق

جو ہم نے ذکر کیے اور جنکا ذکر نہیں کیا اور نہیں ہوتی یہ خبر دینی
سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری یہ ہے
ان دو باتوں سے کہ اوس شخص کو ایک امر منکشف ہو مجمل اور محمل
ہو جائے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل میں مبادرت کریں اوسکی
سینہ کی علوم مخزونہ اور اوسکی شرح کریں اوس حیثیت سے کہ وہ نہ پائے
جیسا کہ اوسکی علوم شرح کرتے ہیں انکشاف اجمالی کے سوتے میں اور
وہ ہو جاتا ہے ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح یہ
مختلط الہام اجمالی اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم
مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے اور اسوقت کچھ اعتبار نہیں
ٹھنڈک اطمینان کا اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ اوسکی تسلی ہے
ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح میں
اور کبھی اوسکی طرف متبادر ہوتی ہیں خطرات نفس اور استعجال
طبیعت اور تسویل شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے
تمیز سے تو وہ امر اوسکے نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو
دیکھے اس صورت مختلط کو وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا
اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسری سے وہ کہیگا وعدہ
اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ کسی عالم میں ہوا اور کسی قالب میں
ہوا اور صورت تراشیدہ یا ساختہ اوس شے کی کہ وہ اوسکی تفسیر ہے
محتاج تعبیر کے تھی اور تعبیر نپائی جیسے چاہیے تھی اور یا مخلوط
ہو گئی اوس سے جس سے آلودہ ہو اصدق اور اپنی صرافت
پر نہ رہے خلاصہ یہ کہ یہ دو تو وجہیں عارض
رکھتی ہیں متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے
علیحدہ ہیں مگر یوں کہا جائے کہ محتاج تعبیر ہیں لیکن ان کی اپنی
تجربی سبب احکام عالم میں مرجیا نہیں ہوتا واللہ اعلم

تحقیق وتمثیل

جاننا چاہیے کہ تحقیق ارادہ ہجوم کرتا ہے اوپر سے صدور خلایق کا

ولكن للارادة علة تصدر عنها وهي اقتضاء الذات
لها واستلزامها اياها لا ينفك عن ذلك احد لان
الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات
الواجب بقي ههنا شيء مشكل جدا هل تعلق الارادة
بهذا دون ضده من جهة خصوصية هذا
وتعينه واجب بذات الارادة لا يرتقي لذلك
وجوبه الى الذات الى جهة او يرتقي وجوبها
من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرتقي
وجوب الارادة نفسها اليها فاستتر هذا السر على
اكثر الناس والحق ان الفاقد لوجوب ذاته ووجوده
من جهة ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد وجوده
ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبسه بذلك الكمال من الذي
تلبسه بالوجوب منه فليس تعلق الارادة الا حذو
انبساط الاستعدادات التاثيرية المسماة بالاسماء
والاستعدادات التاثرية المسماة بالاعيان من
جهة اقتضاء الذات واستلزامها وانبساط
تينك القبلتين له حصر يمنع الزيادة والنقصان
لاشيء من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا اليس
ان الحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فتشق
منه واحد وواحد بتثنية النظر فحدث اثنان
وشق منه واحد وواحد وواحد بتثليث النظر
فحدث ثلاثة وبالجملة فاذا تعلقت ارادته بمنشق
الى منشق قد يسعه علمه حدثت مراتب الآحاد
والعشرات والمئات والالوف تترجم بعضها بعضا
بقدر ما يسعه فرض العقل حادث امور غير متناهية

لیکن ارادہ کے ایک علت ہے جہاں سے وہ صادر ہوتا ہے اور
وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اوس ارادہ کے واسطے اور ذات کے
مستلزم ہونیکو اوس ارادہ کو اس امر میں کسی کو شک نہیں
اسواسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہیں ہے لیکن وہ ارادہ
واجب بذات الواجب ہے باقی رہی یہاں ایک بات بہت مشکل وہ
یہ کہ ایا تعلق ارادہ کا ساتھ اسکے نہ اسکی ضد سے بسبب خصوصیت
اسکے اور تعین اسکی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہیں مرتفع
ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہے وجوب اوسکا
اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع ہوتا ہے وجوب
نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس پوشیدہ ہے یہ ستر
اکثر لوگوں پر اور حق یہ بات ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب
ذات اوسکے اور واسطے وجود کی اصل اوسکی ذات سے وہ فاقد ہے
واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اوسکے بعد اوسکے وجود اور
وجوب کے باعتبار اوسکی ذات کے جز این نیست کہ اوسکو آراستہ
کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اوسکو ساتھ وجوب
کے اوس سے تو پس نہیں ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی
استعدادوں تاثیریہ کے جنکا نام اسماء ہے اور استعدادوں
تاثریہ کی جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اوسکی
مستلزم ہونے کی اور فراخی ان دونوں استعدادوں تاثیریہ
کے واسطے اوسکے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو
جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی بیان کریں کیا یہ بات نہیں ہے کہ
محاسب کہ جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اوس سے واحد اور واحد
دو بکرر نظر سے تو حادث ہوئی دو اور پھر نکلا اس سے ایک اور ایک ایک تیسری نظر سے
تو حادث ہوئی تین غرض اوسکا جب متعلق ہوا ارادہ اوسکا ایک مشتق کو دوسرے
مشتق سے ضم کرنیکا بقدر وسعت اوسکی علم کے تو حادث ہوئے مراتب

[illegible]

فی انفسها مخصوصة بالاضافة الی الواحد فانها
یشتق منه دون غیره وتمیز بعض المراتب من
بعض من جهة نحو الاشتقاق فاخذه حلة ظهور
هذه الصور العددیة المتکثرة تعلق الارادة
بظهور کمال المناسب ومنشأ تعین تلک المراتب
بالترتیب والانحصار والانضباط بحیث لا یزید و
لا ینقص هی الطبیعة العددیة المحفوظة قبل الارادة
کأن الارادة حکایة لطبیعتها ومنصة لظهور
احکامها فنسبة الجعل والایجاد الی الماهیات
کنسبة تأثیر المناسب فی الاعداد من جهة
ظهور صورها بعد ما لم یکن ونسبة الماهیات
ولوازمها الی مفیضها قبل الجعل کنسبة مراتب
الاعداد الی الواحد وتقدم بعضها علی بعض
ولزوم خواص تلک المراتب لها من قبل الطبیعة
العددیة فقط وهذا معنی قولهم الماهیات
غیر مجعولة والجعل والایجاد هو الظهور والفیض
المقدس وارتباط الماهیات بمفیضها کارتباط
المراتب العددیة بالواحد وتعینها بخواصها
کتعین تلک المراتب بخواصها فرضا قبل ان تتعین
وجودا وهو الفیض الاقدس فکما ان للعدد
سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة من
الواحد الی ما لا یتناهی کامنة فی الواحد من جهة
الغرض والتقدیر لا من جهة التقرر بالفعل
فکذلک للطبیعة الکلیة بما فی حیزها من ارکان
وصور لها سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض

بذاتہا خود مخصوص نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ مشتق
ہوتی ہین اوس سے نہ اسکے سوا کے اور ممتیز ہین بعضے مراتب
بعض سے بجہت طریق اشتقاق سے تو اوسوقت ہوگی علت ظہور
ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھ ظہور کمال محاسب
اور منشا تعین ان مراتب کا ساتھ ترتیب انحصار و انضباط کا
اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے
جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے
اوسکے طبیعت کے اور منصہ ہے اسکے ظہور احکام کا تو پس نسبت
جعل اور ایجاد کیطرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر
محاسب کے بیچ اعداد کے بجہت ظہور اونکے صورتون کی
بعد اسکے کہ نہ تہے اور نسبت ماہیات اور اونکے لوازم کے
طرف اونکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہی جیسے نسبت
اعداد کے طرف واحد کے اور تقدم اونکے بعض کا بعض سے
اور لزوم خواص اون مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے
ہے فقط پس یہ معنے ہین انکے قول کے الماہیات غیر مجعولۃ
اور جعل و ایجاد وہ ظہور ہے کہ اور فیض مقدس اور ارتباط
ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب
عددیہ کا ساتھ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھ خواص
اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین اون مراتب کا اپنے خواص سے
فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجود اور وہ فیض اقدس ہے تو
پس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ
ممتد ہو واحد سے طرف نا متناہی کے کامن بیچ واحد کے بجہت فرض
نہ بجہت تقرر بالفعل ہے اسیطرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھ
اوس شے کے جو اوس کے حیز مین ہے ارکان
وصور الیہ سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے؛

معلومة الخواص والمراتب كما قال عن من قال حكاية
عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منقسمة
الى الانواع فانقسام الحاصل لا يزيد ولا ينقص ولا
يمكن ذلك بل ثم تنقسم تلك الانواع الى الافراد
بضربها في الاتصالات الفلكية والارضية وملا
حظات الوضع السابق المعد للوضع اللاحق
الى غير النهاية ممتد هذه السلسلة من ماهية
الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى كامنة
في حقيقة الحقائق والبسط الاشياء من جهة
الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل
ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج وظهر فيه حقيقة
حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق
كمثل ارتباط اللوازم مع الماهيات فصدر من هذا
التجلي بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة
هي كشخص واحد صدر منه بواسطتها الاركان
والعناصر ثم حصل من امتزاج القبيلتين المواليد
وادرك هذا الشخص الواحد ربه الفرد الصمد
في خياله فحصلت صورة علمية هي كيفية علمية
باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم
باعتبار فهذا اول تجلي في الطبيعة الكلية ثم
نزلت في المدارك المقيدة فصارت حضرات
منها حظيرة القدس وغيرها **مشهد**
آخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت
الصالح حقيقته تيقظ النفس الناطقة باعمالها
واخلاقها التي هي فيما بينه وبين الله وبينه

المشاهد في السمت والتشوق

معلوم الخواص المراتب جیسا کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ از روئے حکایت
ان حقایق کے وما منا الا له مقام معلوم کہ منقسم ہو طرف
انواع کے انقسام حاصل ایسا کہ نہ زیادہ ہوں نہ کم اور نہ ممکن ہے
بلکہ پھر منقسم ہوتی ہیں وہ نوعیں طرف افراد کے جب انکو
ضرب کریں اتصالات فلکیہ وارضیہ میں اور ملاحظہ کریں
وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ
سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور حقیقت الحقایق سے طرف
لانہایت کے کہ کامن ہے حقیقت الحقایق میں اور بسط
اشیا میں جہت فرض و امکان سے نہ جہت تقرر بالفعل سے
پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقایق خارج کے اور اس میں
ظاہر ہوا صورت حقیقت الحقایق کے اور ارتباط خارج کا
حقیقت الحقایق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ
ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار
سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ
جس سے صادر ہوا اوس واسطے سے ارکان و عناصر پھر
حاصل ہوا امتزاج عناصر و ارکان سے موالید اور ادراک
کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں حاصل
ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور
نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے
اور پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی مدارک
مقیدہ تو ہو گئے حضرات ادنہیں ہی سے ہے حظیرہ قدس وغیرہ
مشہد آخر اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے
اسکا نام سمت صالح ہے اوسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ
تیقظ ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو آپس میں
اور اللہ تعالیٰ میں ہیں یادہ ؛ ؛

وبين سائر الناس وتعدل بها انتظام صالحا
يرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خيرا
فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهداه لنظام صالح
فيها تفقيها مفاضا من حضرة الرحمة من غير تفكر
وروية منه وهذه الافاضة انما تكون بركة منبجسة من
في خلق السمت الصالح وهذا هو معنى قوله عز
قائلا واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوة
وهذه صورة ايجاد الفعل ويتبع هذا الايجاد
ايجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها
المحبوب ولا يتكمل احد من عباد الله الا بها
تين الهدايتين لكن كثير من افراد الانسان
لا يستوجبون الايجاد الشافي من حضرة الرحمة
بغير واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه الرحمة
الى كامل من البشر يستحق بجبلته ان ينسلخ من
احكام الفرد الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب
امزجتهم وما يليق بها من الاعمال والاخلاق
وكيفية ترقيهم من الطبيعة الى ما قدر لهم من
القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب
من جذر الطبيعة الى حيز القدس فتنصبغ
هنالك نفسه بلون الايجادين ويحيط بهما تحققا
وتبينا فاذا توجهت الى كامل هذا نعته ضمنه
اليها وغطته فانطبع فيه السر المراد وتشبح
هذا السر الاجمالي بصورة بقائه باحكام تلك
الامة فيسري عنه وقد وعى علما ثم يرد الى عالم
الفكر والروية فيتكلم بما وعى وهذه حقيقة

اعمال اخلاق درمیان اوسکی اور لوگون کی بیچ مین ہو اور اونکا باہم
پاتا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالی راضی ہو اپنے بندہ سے
تو جب اللہ تعالی اپنے بندہ کے بہتری چاہتا ہے تو اوسکو سمجھ
دیتا ہے ان اعمال اخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اوسکو اونکی نظام
صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بے فکر و رویت کے
اوس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی بیچ خلق
سمت صالح مین اور یہ معنی ہین اللہ تعالی کے اوس قول کے
واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوۃ اور یہ صورت ہے
ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال
واخلاق اور اونکے نظام محبوب کا اور اللہ کے بندون مین سے کوئی
کامل نہین ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتون کے لیکن بہت سے افراد
انسان مین کہ مستوجب ایجاد شافی کی نہین درگاہ رحمت سے بغیر واسطے
کے تو اوسوقت بہتری یون ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے
کسی کامل بشر کی طرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب
اس امر کا نکل گئے احکام فرد خاص سے اور رہجائے گروہ مردم
مین اونکی مزاج کے موافق اور اونکی مزاج کے موافق اعمال اخلاق کے
اور اونکی ترقی کے طبیعت سے لائق جو اونکے واسطے تقدیر کیا گیا ہے
اللہ تعالی کی قربت سے اور نیز مستوجب ہے اس امر کا اپنی فطرت کے سبب
جذب کرے حیز طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہان منصبغ ہو اوسکا نفس
ساتھ لون دونون ایجادون کے اور احاطہ کرلے ان دونو ہدایتون کا از روے
تحقیق اور تبیین کے پس جسوقت متوجہ ہو رحمت طرف اس کامل کی جسکی صفت ہو
وہ رحمت اس سے مل جاوے اور اوسکو ڈھانک لے تو اوسمین منطبع ہوجاوے یہ سر مراد
اور قالب ہوجاوے یہ سر اجمالی اپنی بقا کی صورت مین ساتھ احکام اون لوگون کے
پس سرایت کرے اوس سے درحالیکہ وہ ظرف علم ہے پھر وارد ہو بیچ فکر
اور رویت مین پھر کلام کرے جیسا کہ اوسکو حاصل ہوا اور یہی حقیقت

نزول الشرايع على الانبياء وحيا ونزول الطرق
على الاولياء كشفا والهاما فيسمع من هذه الحكمة
الى الواسطة كلاما دالا على النظام المراد فتبادر
اليه فطرته فياخذ منها خلق السمت الصالح وخلق
الحكمة بتوفيق الله ما يناسب خويصة نفسه
ويدع عوام العامة فيتمثل بين عينيه النظام المراد
ويكون حكما فصلا في جميع اموره فيفوز بالسعادة
ويكون ممن هدى الى صراط مستقيم وكان
سيدنا عمر رضي الله تعالى عنه ممن استوجب
عقله بعد معرفة ما ناسب به خويصة نفسه
ان يعرف اشياء من حالة الامة فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم منبها له على هذه الحالة
لقد كان فيمن قبلكم محدثون الحديث وقال لو
كان بعدي نبي لكان عمر وقد آتاني ربي
من هذا الباب نصيبا ففهمني مشارب الناس
في قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان
الانسان لا يعتد بقربته حتى يعرف نور الطهارة
ويعرف فقده ويعرف الحجاب المسدل بينه
وبين هذا النور من الطبيعة ويعرف كيفية
قهر الطبيعة والالتجاء الى مباشرة امور جبلية
وهيئات نفسانية تميل اليها فقد يجرب كل
ذلك من نفسه ويحيط بنفسه من هذه
الجهة علما حتى يعرف لذات المناجات في
السجدة ويعرف كيف رقت روحه وصفت
في تلك الحالة وارتفع بينها وبين الله الحجاب

نزول شرائع کی نبیوں پر از قسم وحی کی اور نزول طریقہ کی اوپر اولیا کے
از رو کشف اور الہام کی تو محتاج واسطہ کا سنتا ہے اوس سے ایسا
کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر ہوتی ہے اوس
کامل کی طرف اوس کی فطرت اوس سے اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور
خلق حکمت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جسقدر کہ اوسکے خواص نفس کے
مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہو جاتا ہے
اوسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم فیصل سب
امور میں تو وہ فایز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہے اون میں سے
جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ان میں سے تھے جنکی عقل مستوجب تھی بعد معرفت کے
اوس شے کے جو مناسب تھی ان کے خواص نفس کو کہ پہچانیں اکثر
چیزیں امت کے حال کے پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس حالت کی آگاہی کے واسطے اونکو لقد کان فیمن قبلکم
محدثون الخ اور فرمایا ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر وہ ہے
اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ پس پہچنوائے مجھے لوگونکے
مشرب اللہ کے قرب میں اونکے تو اوس درگاہ سے یہ بات بھی ہے
کہ انسان نہیں قابل ہوتا اوسکی قربت کے جبتک نہ پہچانے نور
طہارت کو اور اوسکے فقدان کو اور جب تک نہ پہچانے طبیعت کے
پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے
طبیعت کے غلبہ کو اور اوسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو
جو اعادہ کرتی ہے اوس کی طرف وہ شے جو لم ہو گئی ہو تجربہ کرے اوسکو اپنے
نفس سے اور احاطہ کرے اپنی نفس کا اس جہت سے از روے علم کے اور یہانتک
کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدہ میں اور پہچانے کہ کیونکر
اوسکی روح کو رقت ہوئے اور صاف ہوئی اس حالت میں
اور اٹھ گیا حجاب جو اوس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

فصارت مشافهة بالمناجاة كأنه رأى شيئا بعينيه
ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف
يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشعه وهيأت
بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده حتى
يعرف اليقين اى اجماع الخاطر الى الله والاعتماد
عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح
فى الدعاء لخير الدنيا والآخرة والتعوذ من
الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه و
اعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها
ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف
ما يهدى اليه هذه الخلة من الاستجارة فى
كل ما يرد عليه والفزع الى الله عاجلا والتعوذ
اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعد
الله فى الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة و
الجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية حتى
يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا
الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه
ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب
الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور
من نفسه ولو بقدر حوصلة نفسه فهو الذى
يعتد بقربته وهو الذى دخل فى قلبه بشاشة
الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك واياك
ان تأخذ هذه العلوم ظهريا **مشهد آخر**
اطلعنى الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هو ما
يموت الانسان بانفكاكه عن البدن وبه الحس

تو ہو گیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا اور
پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اسکے قلب پر بعد
اسکے اور کیونکر دفع ہوجاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے کلمات
بدنی اور نفسانی پر پھر لاتی ہے اس شے کو جو گم ہو گئی تھی
اور یہاں تک کہ پہچانے یقین کو یعنے جمع خاطری کو اللہ کیطرف
اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلعت پر
تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ
مانگنے فتنوں سے اس امر کے معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اسکے
اور اعمال و اخلاق اسکے سوائے کے اور مصائب زمانی کے اوسکے
ساتھ میں نہیں سب اللہ کے ہاتھ میں جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے
اور پہچانے کہ یہ خلعت اوسے کیا ہدایت کرتی ہے استجارہ سے
ہر شے سے جو اوسپر وارد ہو اور بیقراری سے طرف دعا کے اور
پناہ مانگنے مضطر ہو کر جہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے
اسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا اور آخرت میں اس چیز میں جس سے
رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے
اور یہاں تک کہ جانے حجاب طبیعت کا اور وہ کیونکر اوسپر غالب
آجاتا ہے اور کیونکر اوسکے نور کو فاسد کر دیتا ہے اور اطمینان کو
پھر کیونکر علاج کیا جاوے غلبہ طبیعت کا اور پہچانے حجاب
رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے
پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص معتبر ہے
اور اسکے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوئی پس تجھ پر
لازم ہے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان
علوم کو پس پشت نہ کیجیو **مشہد آخر** اطلاع دی مجھے
اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ ہے
کہ اسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور اسی سے حس

المشاهدة العشرون

والحركة والحيوة وكلها طبقات ولطائف اقربها الى
البدن جسم هوائي يتكون في القلب ثم ينتشر
في البدن ويحمل القوى الادراكية والطبيعية ثم
حقيقة مثالية وهي التي انعقدت قبل طرق تكونه
في الناسوت ومنها اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية
وهي حصة من الصورة الانسانية مكتنفة بعوارض
متخصصة من قوى الافلاك والعناصر مقتضية
لاحكام خاصة ثم صورة الانسانية مع قطع النظر
عن المشخصات ثم صورة حيوانية ثم صورة نامية
ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة الكلية ثم
انبساط حكم باطن الوجود على لوح الخارج فمن
قال ان الروح جسم لطيف حل في البدن كحلول
النار في الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد
فهو صادق ومن قال انها قديمة فهو صادق
ومن قال انها حادثة فهو صادق ولكل وجهة
هو موليها لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور **تحقيق** قال
النبي صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة
فتعجل كل نبي دعوته واني اختبأت دعوتي شفاعة
لامتي قلت كل نبي له دعوات مستجابة ولنبينا
صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة كما
في الاستسقاء وفي مواضع لا تحصى فالى اي
دعوة اشار في هذا الحديث اذ يعلم من السياق
انها دعوة واحدة لكل نبي قلت هذه الدعوة
ليست دعوة رغبة خاصة في شيء من المطالب بل
كلما بعث الله تعالى رسولا لطفا بعباده ورحمة لهم

وحرکت وحیات ہے اور اوسکے طبقے اور لطائف ہین
اقرب بدن مین اوسکا جسم ہوائیہ ہے کہ تکون اوس جسم
ہوائی کا قلب مین ہے پہر وہ منتشر ہوتا ہے بدن مین
اور حمل کرتا ہے قوت دراکہ اور طبیعتہ کو پہر ایک حقیقت
مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے پہلے اوسکے
تکون کے طرف سے عالم ناسوت مین اور اسی سے لیا گیا ہے
میثاق پہر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیہ سے
ایسی صورت انسانیہ کہ مکتنف ہے عوارض متشخصہ سے جو قوائے افلاک
وعناصر سے مقتضی ہین واسطے احکام خاص کے پہر صورت انسانیہ
ہے قطع نظر متشخصات سے پہر صورت حیوانیہ ہے پہر صورت نامیہ
ہے پہر صورت جسمیہ ہے پہر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے پہر انبساط
ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح
جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن مین جیسا حلول آگ کا
کوئلے مین تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بہی
سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بہی صادق ہے
اور جو شخص کہے روح حادث ہے وہ بہی صادق ہے ولکل وجہۃ
ہو مولیہا لیکن یہہ امر پوشیدہ نہ ہے کہ اقتصار قصور ہے

تحقیق قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ
فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی الخ
کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائین مقبول ہین اور اسیطرح ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے بہت دعائین مقبول ہین جیسا کہ واقع
ہوئین استسقا اور بیشمار موقعوں مین تو کونسی دعا کیطرف اشارہ ہے اس
حدیث شریف مین کیونکہ اسکے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے
ہر نبی کے تو مین کہتا ہون کہ وہ ایسی دعا نہین ہے ایک رغبت خاص کسی مطلب
بلکہ جب بہیجا اللہ تعالے نے کوئی نبی اپنے بندونپر لطفا ورحمۃ کیواسطے

فلا یخلو حال الحیا منهم احد امّا ان یطیعوا فیصیر
فی حقهم افاضة برکات علیهم او یحصل فی نقالب
ذلک اللطف مقتا وبغضا و غضبا و فی کل من الحالین
یلهم الیهم الهام نفث فی الروع ان یدعو لهم او
علیهم فتلک صورة واحدة لکل نبی ناشیة من اللطف
الذی منه کانت بعثته وکان نبینا صلی الله علیه وسلم
فقد استشعر من نفسه ان الله تعالی لم یقصد ببعثته
اللطف بهم فی الدنیا فقط بل اراد مع ذلک ان یکون
معاش الرحمة تامة یوم المعاد وقد ذکرنا انه صلی الله علیه
وسلم شهید فی الآخرة والشهادة من خواصه فنفث
فی روعه علیه الصلوة والسلام ان یختبی تلک الدعاء
القاطعة التی تنشا من اللطف الذی هو منشاء النبوة لیوم
المعاد فتدبر هذا الیمی حق التدبر

مشهد آخر وتحقیقات فاض علی قلبه علوم
الخلق والایجاد عموما والخلق فی النشاة الخیالیة خصوصا
وانه یمکن اجتماع النقیضین والضدین فی نفس الامر
لکن بان یکون احد النقیضین فی حضرة ولیس فیها
الاجزم بان هذا هکذا ویکون الآخر فی حضرة ولیس
فیها الا الجزم بان هذا لیس هکذا و غیر ذلک من
هذه العلوم وانبیه بان الخلق جمع اجزاء مختلفة
وافاضة صورة مناسبة علی هذه الاجزاء حتی تصیر
شیئا واحدا والخلق یکون تارة لما هو من العناصر فیجمع
اجزاء العناصر ویفاض علیها صورة تناسب الصورة
العنصریة فی الکیفیات والکمیات وسائر الاعراض
فیصیر المخلوق انسانا و فرسا و تارة لما هو من الصور

المشهد السادس والاربعون ۴۶

تو بندون کا حال دو امر سے خالی نہیں یا وہ نبی کے مطیع ہوئے
تو یہ اونکے حق مین افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے تو پھر
تو وہ مہربانی و رحمت قہر و عذاب ہو گیا اُن پر اور دونو صورتونمین
الہام کیا جاتا ہے یعنے الہام نفث فی الروع یعنے الہام قلب مین
اس امر کا کہ اونکے واسطے دعائے خیر کرے یا بد دعا کرے تو وہ دعا
واحد ہے واسطے ہر نبی کے کہ اسکے اُس لطف سے ناشی ہے جسکے
واسطے آپ بھیجا تھا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا
اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالی نے نہیں ارادہ کیا اُن کے
بھیجنے مین فقط دنیا مین رحمت بلکہ ارادہ کیا ہے باوجود
اسکے رحمت عام قیامت کے دن واسطے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہین آخرت مین اور شہادت
آپکے خواص سے ہے پس اونکے قلب مین الہام کیا گیا کہ وہ اوس دعا کو
رکھ چھوڑین واسطے قیامت کے تو خوب غور کر لو اس امر کو جو غور
کرنیکا حق ہے **مشہد آخر و تحقیقات** افاضہ ہوا آپکے
دل پر خلق و ایجاد کا علم عموماً اور خلق کا علم عالم خیالیہ مین خصوصاً
اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر مین لیکن
اس طرح سے کہ احد النقیضین ایک درگاہ مین ہو اور اوس مین نہو مگر
یہ یقین کہ یہ امر یونہین ہے اور دوسری نقیض دوسری درگاہ مین اور
اوس مین نہو مگر یہ کہ یہ امر یون نہین ہے اور ہم بیان کرتے ہین
تجھسے یہ علوم جسقدر اونکا بیان آسان ہے خلق جمع اجزاء مختلفہ کا
ہے اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ہے اُن اجزا پر
یہانتک کہ وہ اجزا ہو جائین ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے
عناصر سے تو جمع ہو جاتی ہین اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے اونکو
وہ صورت جو مناسب عنصر کے ہے کیفیت و کمیت مین اور سب عرضون مین تو وہ
مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے

الخیالیة فیجتمع خیالات کانت متشتتة فی الخیال او یمکن الحلول الصور الواقعة فی الخیال من خارج فیفاض علیها صورة تناسب الصور الخیالیة فی التجرد من وجه والتعلق بالمادة من وجه وکل خلق فی ای نشأة کان فانه لابد خل فی تلک النشأة شئ من خارج تلک النشأة لان ذلک محال لا یقبله العقل ضرورة نعم نشأة تنعدم للنشأة الاخری وموجود فی نشأة یمکن تلوج فی نشأة اخری وهذا لانتظامها جمیعا فی الطبیعة الکلیة وسریانها فی النشآت علی السواء فینبغی ان تخرج نظرک الی النشأة الخیالیة فهنالک یقاء وهدم واحیاء واماتة وتقریبات والله هنالک کل یوم فی شان فربما تعلق الارادة الالهیة بتکوین شخص خیالی فیبعث له تقریب وجمع لاجزاء خیالیة ومن عجیب الاسرار خلق النسب بعد ما لم یکن فیکون الرجل شریفا فی نفس الامر ویکون لیس بشریف فی نفس الامر فی زمان واحد وذلک انه ربما لم یکن الرجل شریفا فی الاصل ولکنه ولد فی زمان تقتضی الاتصالات الفلکیة یومئذ نباهة نسبه واری ان ذلک بزوجه ذحل مع الشمس والمشتری بحیث یکون الزحل قرة ونور الشمس والمشتری منعکسا فیه فمثل یکون والله اعلم فی هذا المولود براعة النسب والنباهة من اجله ویکون ذلک الاتصال بحیث یحفظ فی صور الناصیة حکم هذا الاتصال کما یحفظ فی المولودات اشکال الوالدین و تخاطیطها وهذا الرجل لیس له شرف موروث فیقضی اولا فی الملاء الاعلی بمیزه

تو جمع ہو جاتی ہین خیالات کہ تھے پراگندہ و منتشر خیال مین یا تیک تھے خیال مین حلول کرنے سے صورت واقعہ کی بیچ خیال کے خارج سے تو افاضہ ہوتی ہے اُن پر وہ صورت جو مناسب ہے صور خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہ سے اور ساتھ وہ جہت سے مادہ کے ساتھ ایک وجہ سے اور ہر خلق کسی عالم مین ہو اس عالم کے خارج سے اوس عالم مین داخل نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے ہکو عقل قبول نہین کرتی ضرور ہان یہ بات ہے کہ ایک عالم معدوم ہے واسطے دوسرے عالم کے اور موجود ہے ایک عالم مین کہ متعد ہو واسطے موجود دوسرے عالم کے اور یہ امر ہے بسبب اوسکے انتظام کے طبیعت کلیہ مین اور سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عوالم مین برابر پس چاہیئے تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ مین کہ وہان بناتا ہے اور بگاڑتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور مارڈالتا اور تقربیات ہے واسطے کہ وہان کل یوم ہی شان ہے تو بسا اوقات ارادہ الہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے تکوین ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اوسکے تقریب اور واسطے اوسکے اجزاء خیالیہ جمع ہوتے ہین اور عجائب اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اسکے کہ نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد اصل مین شریف اور شریف نہین ہوتا نفس الامر مین ایک زمانہ مین اور یہ امر اسلئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل مین شریف نہین ہوتا لیکن وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ مین کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہین اوسکی بزرگی نسب کے اور میری رائے مین یہ ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس سے اور مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل مرات ہو اور نور شمس و مشتری کا اوس مین منعکس ہو تو اسوقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود مین بزرگی نسب نباہت اسکے سبب سے اور ہو وہ اتصال ایسی حیثیت سے کہ محفوظ ہو اوسکی صورت ناصیہ مین حکم اس اتصال کا جیسے کہ محفوظ ہوتی ہے مولود مین شکل والدین کی اور نشان ان کے اور اس مین شرف موروث نہین تو حکم کیا جاتا ہے پہلے ملاء اعلی مین اوسکے

فص حکمۃ نوریہ

شريفا فلا يزال فيهم سنين وهذه الملكة مما يرقى الانسان
فلا يزال فيغلو حتى يترشح من الالهامات الى الملأ السافل
ومن هم الاقوياء من بنى آدم غير الكمل فاذا بلغ الانسان
اشده ورجا اتصال يستتبع ظهور نسب ونباهة امر
فهنالك يتنزل هذا الشخص الارض فيجري حفظ الناس
او من بين بطون الاوراق وجيء لعلى كون نسبه شريفا
وان كان مخالفا في نفس الامر ولكن يقع هذا المشبهة
فتتقبلها خيالات بنى آدم فيجتمعون على تسميته شريفا
وتعظيمه من جهة الشرف فيه واذا كان هذا الانسان من
اهل الصلاح فربما يرى في بعض مناماته انه شريف
مطمئن نفسه بذلك وكل من حفظ الامر الاول حكم
انه ليس بشريف لم يقبل منه قوله بل احاط به انكار
للملأ السافل وكان كالذي يسب الشريف بانه ليس
بشريف وهذا كله في الخارج شبح وتمثال لتلون نفسه
بلون النباهة النسبية ولكل نباهة نسبية في الخارج
نسب تستتبعها اما الى امام في الدين او ملك في الدنيا
فيتعين هذا الاسناد بحكم الوقت ويصير الامر كانه
غير موضع وقس عليه امانة الشرف فيبعث الله
تقريبات عجيبة ينسون لها شرف هذا الانسان ويفقد
من نفسه لون النباهة النسبية ويجتمع الناس على انه
ليس بشريف ويكذب ذلك في الملأ السافل وكل
من قال انه شريف انكر عليه كالذي ينسب غير الشريف
الى الشرف وليس مقصودنا انه اجتمع النقيضان
من قبل انه شريف من وجه ليس بشريف من وجه
اذ ليس هذا من التناقض في شيء بل هنالك حصر

پھر انہیں کے شریر سے بنے شریر ہوتے جاتے ہیں جیسا تربیت کرتا ہے انسان
اپنے بچہ کو پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے ایسا کہ اس سے ترشح ہوتی ہیں الہامات
طرف ملأ سافل کے اور انہیں میں ایک ایسا زمرہ ہے تو بنی آدم کے سوا
کاملین کے تو جس وقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے وہ اتصال
جو مستدعی ہے اوسکے ظہور نسب اور نباہت امر کا تو نزول کرتا ہے یہ شخص
زمین میں تو بچتے ہیں حفاظت سے لوگوں کے یا بطون اوراق سے آکر
کوئی وجہ کہ دلالت کرے اوسکے شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر کے
لیکن واقع ہوتی ہے وہاں شباہت کہ خیالات بنی آدم کے منقاد ہوتے
ہیں اور سب جمع ہو جاتے ہیں کہ اوسکو شریف کہیں اور جہت شرافت سے
اوسکی تعظیم کریں اور جس وقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح میں سے تو
اکثر اوقات دیکھتا ہے خواب میں کہ وہ شریف ہے تو اوسکو اطمینان ہو جاتا
ہے اس سے اور جسکے حفاظت کیے امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف
نہیں ہے اسکے قول کا اعتبار نہیں ہوتا اور اوسکو احاطہ کرتا ہے انکار
ملأ سافل کا اور رکھتا ہے ایسا جیسے شریف نہیں ہے اور یہ سب باتیں خارج
میں ایک کالبد ہیں اور تمثال ہیں واسطے تلون اوسکے نفس کے ساتھ لون نباہت
نسبیہ کے اور واسطے ہر نباہت نسبیہ کے خارج میں نسب ہے کہ مستتبع ہوتا ہے
اوسکی طرف یا یہ کہ امام ہو دین میں یا بادشاہ ہو دنیا میں پس متعین
ہوتی ہے یہ تنہا بمقتضائے وقت اور ہو جاتا ہے امر گویا سر ہی سے تھا ہی
نہیں اور قیاس کر لے اسپر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ انگیخت کر دیتا ہے ایسے
تقریبات عجیبہ اور اونکے سبب لوگ بھول جاتے ہیں اس انسان کا شرف اور گم ہو جاتا
ہے اسکے نفس سے لون نباہت نسبیہ کا اور سب لوگ اسپر مجتمع ہو جاتے ہیں
کہ وہ شریف نہیں اور یہی جانتے ہیں یہ بات ملأ سافل میں اور جو کوئی اوسکو
شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہیں اس سے گویا اس نے غیر شریف کو شرف کی طرف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہیں کہ اجتماع نقیضین ہے اس قبیل سے کہ ایک
وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہیں ہے اسلئے کہ یہ تناقض فی الشی نہیں ہے بلکہ

حضرة فيها انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه
ليس بشريف من كل وجه فالنبي مطابق في تلك
الحضرات ومن هذا الباب ان خلافة الخليفة التي
خلافة في حضرة وليست خلافة في حضرة ومن هذا
الباب تقارب الزمان اذا قربت القيامة فيكون
السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم وذلك
لانعقاد صورة الفناء والعدم في الملاء الاعلى فيكون
ذلك في الناسوت فيخيل اليهم انه استعداد انه
ليس هنالك استعداد ويختل المعايش فلا يقدر انسان
ان يصنع في يوم ما كان يصنعه من قبل في يوم
وذلك لتاثير هذا السر لما فاض من الملاء الاعلى بمنزلة
تاثير وهم الانسان في زلق رجله من جذع على جدار
ولم يكن ليزل لو كان هذا الجذع موضوعا في الارض
ولاجتماع النقيضين صور كثيرة لا يحيط بها كلام
في هذه الساعة والله اعلم **مشهد اخر** افيض علي
اسرار من المبدأ والمعاد فمن اسرار المعاد سر الباس
اهل الجهنم سرابيل من قطران والباس اهل الجنة
السندس والحرير وغيرهما من الالبسة الفاخرة وكذا
سر سواد وجوه اهل النار ونضارة اهل الجنة وما يشاكل
كل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف على مقدمة احدها
ان بين النفس التي تعلق بها الحس والحيوة في الا
بدن وبخروجها يموت وبين البدن امتزاجا اكيدا لا سيما
في بني آدم ممن يتبادر الى فهمه ان الروح صفة
للبدن وانها حيوة او انها في البدن كالنار في الفحم
ولهذا الامتزاج الاكيد يتمثل اوصاف النفس

سرابیلهم من قطران (ابراهیم ۵۰)

ہوگا یعنی یہ کہ ایک میں ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسری میں ہر وجہ سے
شریف نہیں ہے واسطے وہ ان حضروں کے مطابق ہے اور اسی باب سے ہے یہ کہ
خلافت خلیفہ عالم کی کہ ایک درگاہ میں خلافت ہے اور دوسری میں خلافت
نہیں ہے اور اسی باب سے ہے تقارب زمانہ کا جس وقت قیامت قریب ہوگی کہ ہوگا
ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینا مانند ایک جمعہ کے
اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک دن کے اور یہ امر ہوگا واسطے منعقد ہونے
صورت فنا اور عدم کے ملاء اعلیٰ میں تو افاضہ ہوگا اوسکا اوپر عالم
ناسوت میں پس اونکے خیال میں آئیگا کہ استعداد ہے اور یہاں استعداد
نہوگا اور معاشوں میں خلل آجائیگا کہ کوئی انسان قادر نہیں ہوگا
کہ ایک دن میں وہ کام کرلے جو پہلے ایک روز میں کرلیتا تھا اور
یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس سر کے جو فائض ہوا ہے ملاء اعلیٰ سے بمنزلہ تاثیر
وہم انسان کے لغزش میں اوسکے پاؤں کے اوس تنہ درخت سے جو دیوار پر
وہ دیوار رکھا ہو اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہوتا تو ہرگز لغزش
نہوتی اوسکے پاؤں کو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ
کلام اونکا احاطہ نہیں کرسکتا اسوقت واللہ اعلم **مشہد آخر**
افاضہ ہوئے مجھپر اسرار مبدأ اور معاد کے معاد کے اسرار میں سے ہے
پہنانا اہل جہنم کو سرابیل قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس
حریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ
ہونے اور اہل جنت کے تروتازہ ہونے اور سوا اسکے ایسی ہی شکلیں جو ہمنے
بیان کیں اور اسکا بیان ایک مقدمہ پر موقوف ہے ایک ان میں سے
یہہ ہے کہ نفس کے درمیان تعلق ہے اور وہ شے ہے جس سے حس و حیات
انسان میں اور جسکے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا
مضبوط امتزاج ہے خصوصا بنی آدم میں جنکی فہم میں متبادر ہوتا ہی کہ روح
ایک صفت ہے بدن کا اور وہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے کہ کوئلہ
میں آگ سو اوس امتزاج کے واسطے متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے

بصورة او صفات البدن في المنامات وثانيهما ان
بعض الحضرات في عالم الناسوت يتمثل هنالك
معنى بصورة شئ كتمثله بمعاني ما لشأن الخيال المتقيد كقصة
سيدنا داود عليه السلام وما تمثلت له الملائكة
متخاصمين في النعاج منه ومعاملته مع بعض النساء
في الازواج وبعد تمهيد المقدمتين نقول صبغ الكفر
على نفوسهم هو الذي يصير سرابيل من قطران وسواد
في الوجه بسبب تأثير اللعنة الالهية وصبغ الايمان
على نفوسهم هو الذي يصير سندسا ونضارة في
الوجه بسبب عناية الله بهم رايت ذلك رؤية
روحانية ومن اسرار المبدأ ان رايت الوجود المنبسط
متلاشيا في الحق من جهتين جهة صدوره من الذات
الالهية وجهة ظهور تجلي الهي فيه بحيث احاط بجامعه
فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهذا معنى
لكن النظر الدقيق يحكم ان الذات الواجبة صدر
منها الشيون مما هي في المبدأ الاول ثم صدر الوجود
المنبسط وهو الفعلية والخارج ثم ظهر هنالك في
الخارج شأن بعد شأن على الترتيب للكون مشهد
آخر فاض علي اسرار عجيبة في طريق ظهور الكرامات
اعلم ان الكرامات لا تنبعث الا من فوق النفس
الناطقة فاذا عزمت من الملأ الاعلى طعمت بها
بالقوة العازمة من الشخص الاكبر صارت بمنزلة
الاستحسان بالنسبة الى تلك العازمة فتنقلب الصور
المطلوبة هنالك عزما جازما للاولياء هنالك حدثان
احدهما ان يكون هنالك ادنى خطرة واحدة

صورت اوصاف بدن بیچ سونے کے اور دوسرا ان دونوں
مقدموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت میں متمثل
ہوتی ہیں یعنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل اونکے عالم خیال
مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا او تمثل ہونا ملائکہ
متخاصمین کا بیچ بھیڑوں کے مقابلہ اونکے معاملہ کے بعضے آدمیوں
ازواج میں اور بعد تمہید دونو مقدمون کے ہم کہتے ہیں کہ کفر
رنگ کافرون کے نفوس پر وہی سراویل قطران کے ہو جائینگے
اور سیاہی بسبب لعنت الہی کے اور ایمان کے رنگ اہل جنت کے
وہی سندس ہیں اور تروتازگی انکے چہروں کی بسبب عنایت
الہی کے ہوگی میں نے یہ دیکھا رویت روحانیہ میں اور اسرار مبدا سے
یہ ہے کہ میں نے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق میں دو جہتوں سے
ایک جہت اوسکی صادر ہونیکی ذات الہی سے اور ایک جہت
اوس میں ظہور تجلی الہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب جامع کا احاطہ کر لیا ہے
تو جو ناطق ہوا اس بات کا کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اوسکی
غایت کا ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر
ہوئے شیون ساتھ اوس شے کے جو مبدا اول میں ہے پھر صادر ہوا
وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہے پھر ظاہر ہوئی خارج میں
ایک شان کے بعد شان اوپر اوس ترتیب کے جو مکنون تھی
مشہد آخر مجھ پر اسرار عجیب افاضہ ہوئی ظہور کرامات کے
طریق میں جاننا چاہیے کہ کرامات نہیں برانگیختہ ہوتی مگر اوس
قوت سے جو نفس ناطقہ میں ہے پس جس وقت سازگار ہوتی ہے ملاء اعلی
اور کوئی ہمت بعض شخص کی ہو ساتھ قوت عازمہ کے شخص اکبر سے تو جاتی
ہے بمنزلہ استحسان کے نسبت کرنے طرف اوس عازمہ کے تو منقلب
ہو جاتی ہے صورت مطلوبہ ہاں عزم مضبوط ہے اولیا کے یہاں دو حدیں
ہیں ان دو میں سے ایک حد اونٹے خطرہ اور ادنی

المشهد الثالث والعشرون

استحسان متصرف بالعلامة ثم منهم من يكون حاله
ملية القوى المنبعثة من صلب النفس المستقر على
النفس من اوقات كثيرة المتصلة بها وبين الملأ
مراتب كثيرة وللاوقات والاحوال والاسباب خواص
ثم الاولياء في ذلك على قسمين منهم من يكون همة
النفس متمثلة عنده ويرى الآثار تصدر منها ومنهم
من يكون همه غير متمثلة بل مضمحلة في خاطر او
خيال او لفظ فلا يجد لذلك بالاً ويصادف وقتا
يرتبط بالحق ورحمته فيصدر منها الآثار والاول
اكثر في الهند وخراسان وما يليها والثاني اكثر في بلاد
واليمن وما يليها ثم للاولياء اوقات منها ما يكون فيه
الارادة الصرفة من غير مزاحمة استبعاد او مخالفة
الله اجمع للقصوح فاذا خطر في قلبه خاطر استبعاد
او مخالفة سنة الله انكسر كما ينكسر عند عروض الحياء
والخجل وهذا اسر قوله صلى الله عليه وسلم لابي رافع
لما طلب منه الذراع في المرة الثالثة فقال يا رسول الله
انما للشاة ذراعان اما انك لو سكت لناولتني ذراعا
بعد ذراع ما سكت ومنها ما لا تنزل فيه المخالفة والاستبعاد
وانكار الخلق مع الاشدة في العزيمة كما ترى عند المنافسة
ومعاركة الابطال ومحاربة الاقران ثم الاولياء ايضا
الداعية على طبقات منهم من يكون الداعية فيه منبعثة
من الهام الحق تعالى وذلك ان ارادة نظام الخير
تنزل في همته دواعي ذلك واما ان يكون داعية حادثة
لاسباب مقتضية كقصة خضر واما ان يكون داعية
مستمرة كاقامة الامة العوجاء بعثة سيدنا

استحسان ہے متصل ساتھ علامت کے اور دوسرے جنکا بیان ہے
تو یہ جوش ہے صلب نفس سے کہ وہ مستقر ہوا نفس پر اوقات کثیرہ
اور درمیان دونوں طرفوں کے مراتب کثیرہ ہیں اور اوقات و
احوال اسباب کے واسطے خواص ہیں پھر اولیا اسمیں دو قسم ہیں
ایک وہ ہیں کہ انکی ہمت نفس اونکے نزدیک متمثل ہو اور وہ دیکھتے
ہیں کہ آثار اوس سے صادر ہوتے ہیں اور ایک وہ ہیں جنکی ہمت غیر متمثل
ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال میں یا لفظ میں تو وہ
نہیں پاتے اسکے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت
ساتھ تدبیر حق کے اور اوسکی رحمت کے تو صادر ہوتی ہیں ان سے
آثار اور اول قسم کے اکثر ہیں ہند و خراسان اور انکے قرب میں
اور دوسری قسم کے ہیں عرب و یمن اور اوسکے نواحی میں پھر اولیا
کے واسطے وقت ہیں ان میں سے وہ ہے کہ جسمیں ارادہ صرفہ ہو کہ
اوسکو مزاحم نہو بعید جاننا یا مخالفت سنت اللہ کا کیونکہ قصص
میں کیونکہ جب خطرہ آیا اسکے دل میں استبعاد کا یا مخالف عادت
اللہ کا تو قلب ٹوٹ جاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ ہونے سے اور
یہ سر ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اوس قول کا واسطے ابو رافع کے جب آپ نے طلب کیا تھا دست
تیسری مرتبہ اور انہوں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ بکری کے دو ذراع
دو ہی ہوتے ہیں تو آپنے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کے بعد ذراع ہم کو دیتے
رہتے جب تک خاموش رہتے اور ان میں سے وہ ہے کہ جسمیں مخالفت و استبعاد
اور انکار قوم سخت عزیمت میں جیسے تم دیکھتے ہو مقابلہ بہادروں کو منین دلاوروں
اور پہلوانوں کی اور لڑائیوں میں اقران کے پھر اولیا داعیہ کی نسبت ہوتے ہیں دو طبقے
ہیں ایک وہ طبقہ جسمیں داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے اور یہ ہے کہ ارادہ
نظام خیر کا نفع کرتا ہے اوسکی ہمت میں دواعی اور یا ہوتا ہے یہ کہ ہو داعیہ
حادث بسبب اسباب کے مقتضی کی جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا ہے داعیہ
مستمر جیسے ارادہ اسباب کے کرنے کا اقامت ٹیڑھی امت کی ساتھ بعثت

رسول الله صلى الله عليه وسلم فانه مستقر الاحوال
مترشحة من شرايط متصلة بقلبه المقدس فيه ارادة
لافاعيل خاصة واوضاع جزئية بحسب اقتضاء المقام
والوقت وهذه الطبقة العليا المختصة بالكمال المطلق
فيه يحصل الاشراف واستجابة دعاء وتكثير طعام وشراب
بحسب المقتضيات والحوادث ساعتئذ وقس
على ذلك شرحة العلم منفيضة من الناموس المنعقد
في الملأ الاعلى وارادة الخير باهل الارض فهي متصلة
بقلبه المقدس دائما الا انه يتصور بصور شتى بحسب
الاوقات والاوضاع وهيآت النفس فيخرج بصورة
النفث في الروع مرة وتمثل الملك اخرى وافاضة بركة
في الرؤيا ثالثة ومناما اخرى ومنهم من يكون الداعية
السفلية هي الباعثة له وليس ذلك من مقامات الكمل
اللهم الا ما لمعنى الجامعية واليه الاشارة في مقالتهم
المشهورة ان العارف لا يحزن لمكان الولي اذا بلغ
هذا المبلغ من القوة العازمة خلع عليه خلعة القطبية
في مشهد سويداء القلب من الشخص الاكبر فصار
ملجأ للناس ومآلهم وجامعا لشملهم وليست
وجوب تفرد شخص بهذا الامر بل ربما يحصل اليه
اثنان وثلاثة ووقوف ذلك ابدا والحضرة مع كل واحد كانه
المتفرد بها مثل ذلك مثل الانسان كل فرد من الشئ
به من غير مزاحمة وان كانوا الوفا ومن زعم
انه تفرد شخص بذلك فانما تشوف الى سر غير ما اشرت
اليه وبعد جمعه هذا الانفراد [illegible]
على [illegible] والحمد لله الذي سقاني كاسا دهاقا

سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ شریک نہ بستر ہ ہے ہمیشہ
کوئی گوشہ اونکے گوشوں میں سے متصل ہے اونکے قلب مقدس سے
پس ہوتا ہے ارادہ فعلون خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق
اقتضاء وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ علیا ہے مختص ساتھ کمال
مطلق کے پس ہوتا ہے اشراف اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام
و آب موافق مقتضیات اور حوادث کے اوس ساعت کے اور اسپر
قیاس کرو چشمہ علم کا جاری ناموس سے جو منعقد ہے ملأ اعلے مین
خیر کا ارادہ اہل زمین سے پس وہ متصل انکے قلب مقدس سے
ہمیشہ لیکن اسکے صورتین متفرق ہین بحسب اوقات اوضاع کے
اور ہیئت نفس کے کبھی خارج ہوتا ہے بصورت نفث فی الروع
کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب مین افاضہ
برکت کا اور کبھی قیام مین اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ داعیہ
سفلیہ باعث ہوتا ہے اونمین اور یہہ مقامات کاملین سے
نہین ہے الہی یون کہا جائے کہ واسطے تمام کرنے معنے جامعیت کے
اور اسیکی طرف اشارہ ہے اونکے اس قول مشہور مین کہ ان العارف
لا یحزن الخ جب پہنچا یہ مبلغ کو قوت عازمہ کے تو پہنایا جاتا ہے اسکو خلعت
قطبیت کا مشہد سویدائے قلب شخص اکبر کی طرف سے تب ہوجاتا ہے مرجع
لوگونکے واسطے پناہ کے جائے اور لوگونکا مرجع اور جامع اونکے تفرقونکا
اور ضروری انمین نہین ہے کہ واسطے ایک شخص کے ہو یہ مرتبہ بلکہ اکثر دو
گویا کردہ اونمین متفرد ہے مثال اسکے ایسی ہے جیسے انسان ہر فرد بشر متفرد
گویا کہ وہ اسمین متفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد
انسان ہونے مین بغیر مزاحمت کے اگرچہ ہین ہزارون اور جس شخص نے گمان کیا
متفرد ہونا اس مرتبہ کا ایک شخص کو تو اشارہ کیا طرف سر غیر اسکے جو ہمنے بیان کیا ہے
یا وہ سید ہے جلا انفراد مین اور اسکو حمل کیا غیر اسکے محل کے اور
الحمد للہ ان سب مقامون سے جو ہمنے بیان کئے ہین مجکو جام لبریز پلایا

[illegible]

من كل هذه المقامات التي أشرت إليها **مشهد**
آخر أيقظني الله وأخبرني أنه يغضب بين العباد
وذلك شيئاً من نظام الخير حتى كالباعثة لاتمام
مراده ورأيت أن ملك الكفار استولى على بلاد المسلمين
ونهب أموالهم وسبى ذراريهم وأظهر في بلدة أجمير
شعائر الكفر وأبطل شعائر الإسلام ونعوذ بالله
فغضب الله تعالى على أهل الأرض غضباً شديداً أو
صورة هذا الغضب متمثلة في الملأ الأعلى ثم ترشح الغضب
إلي فرأيتني غضباناً من جهة نفث من تلك الحضرة في نفسي
لا من جهة انبجاس من هذا العالم ورأيتني ساعتئذ في جم
غفير من الناس منهم الروم ومنهم الأوزبكية ومنهم
العرب بعضهم ركبان الإبل وبعضهم فرسان و
بعضهم رجالة على أقدامهم وأقرب ما رأيت شبهاً
بهم الحجاج يوم عرفة ورأيتهم غضبوا لغضبي
وسألوني ماذا حكم الله في هذه الساعة قلت فك
كل نظام قالوا إلى متى قلت إلى أن تروني قد سكنت
غضبي فطفقوا يتقاتلون بينهم ويضربون وجوههم
فقتل منهم كثير والكسر منهم أكثر من ذلك وشقاهم
ثم إني تقدمت إلى بلدة أخرى منها واقتل أهلها ثم
في ذلك وكذلك خربنا بلدة بعد بلدة حتى وصلنا إلى
وقتلنا هنا ملك الكفار واستخلصناها منهم وسبينا ملك
الكفار ثم رأيت ملك الكفار بيد ملك الإسلام في
نفر من المسلمين يأمرهم ملك الإسلام في أثناء ذلك
من جهة فبطش به القوام وصرعوه وذبحوه بسكين
فلما رأيت الدم يخرج من أوداجه فقلت

مشہد آخر دیکھا خواب میں کہ قائم الزمان ہوں اس
میری اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کسی شے کا نظام خیر سے
تو مجھکو کیا اسنے ہتھیار کہ واسطے اتمام ارادے اپنے کے اور میں نے دیکھا کہ کافروں کا
بادشاہ غالب آگیا مسلمانوں کے شہروں پر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکے
ذریات کو غلام بنا لیا اور شہر اجمیر میں شعائر کفر ظاہر کئے اور شعائر اسلام
کھو دئے العیاذ باللہ خدا کا بڑا غضب ہے اہل زمین پر اور میں نے دیکھی
اس غضب کی صورت متمثل ملاء اعلیٰ میں پھر ترشح ہوا غضب میری طرف
میں بہت غضبناک ہوا بسبب نفث ہونیکے اس درگاہ سے میرے نفس
میں نہ اس جہت سے کہ جو چیز کہ طرف اس عالم کے اور میں اوس
ساعت لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ انمیں روم اور اوزبک اور عرب
سب ہیں بعضے اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضے گھوڑوں پر اور
بعضے پیادہ ہیں اور قریب اسکے جو میں نے دیکھا مشابہ انکے حجاج عرفہ کے
غضبناک ہونے سے اور مجھسے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا
اس وقت میں نے کہا ہر نظام کے دور کرنیکا انہوں نے کہا
کب تک میں نے کہا کہ جب تک کہ تم دیکھو میرا غضب ساکت ہو گیا
تو وہ آپسمیں قتال کرنے لگے اپنے اور توڑنے لگے مونہہ تو قتل ہوئے
انمیں سے بہت اور واقعے بہت اور توڑے سر ٹوٹے پھر
میں بڑھا آگے ایک شہر کے طرف جو اسکے پیچھے تھا اور اسکے
لوگوں کو قتل کیا اور اونہوں نے پھیر دی اور بعد اسکے
پھیری اس امر میں اور اسیطرح خراب کیا میں نے ایک شہر کے
بعد ایک شہر یہاں تک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہاں کفار کو قتل کیا اور اسکا
چھڑا لیا ہم نے اسکو اور غلام بنا لیا ہم نے کفار کے بادشاہ کو پھر میں نے دیکھا کہ
بادشاہ کفار جا رہا ہے بادشاہ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کی گروہ میں پھر حکم دیا
بادشاہ اسلام نے اسی اثنا میں اسکو ذبح کرنیکا تو پکڑ لیا اسکو لوگوں نے اور گرا دیا اسکو
اور ذبح کر ڈالا چھری سے پھر جب دیکھا میں نے کہ خون اچھل رہا ہے اسکی گردن سے کہا

المشهد الاربعون ٤٠

الا ان نزلت الرحمة وزينت الروح والسكينة لشهداء
من باشر القتال من المسلمين وصار علمهم مثل ظل
الى رجل وسألته عن المسلمين اقتتلوا فيما بينهم فتوقفت
عن الجواب ولم اصرح رأيت ذلك ليلة الجمعة
الحادية والعشرين من ذي القعدة ١١٤٤ه مشهد
آخر لا شبهة في ان حقيقة الحقائق وحدة لا كثرة
فيها وانه لابد لها من تنزلات لتظهر الكثرات وتتعين
المراتب باحكامها وخواصها وان حركتها من مبدء قدسها
الى آخر المراتب تدريجية وانه لا غاية لها الا انصرافها عن
كمال الوحدة وان لها عند حركتها بنفسها الى
مراتب الكثرة حب مقدس اعلى من الارادة
الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبيعي
الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول
امره ثم انه يتسع دائرته شيئا فشيئا بازاء اتساع الكثرة
ان لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها
وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع الحبات
التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت
وكانت وتنوعت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك
فيها من له ادنى بال ولنا بعد هذه مشهد آخر
نشاهد ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة
ليس على حد واحد بل هناك حب خاص منه
في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز
الموجود بالفعل وحب آخر هو كالبذر باعتبار القوة القريبة
والبعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق
بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك

اوپر شہدا نازل ہوئی اور زینت رحمت وسکینہ کو دیکھا کہ شامل
ہوئی اون مسلمانون سے جنہون نے جہاد کیا اور وہ ہوگئے مثل سایہ کے
گرگئے پھر کھڑا ہوا ایک مرد اور مجھسے سوال کیا اون مسلمانون کا
جنہون نے آپس مین قتال کیا تو مینے توقف کیا جواب مین اور نہ بیان
کیا یہ مینے دیکھا شب جمعہ کو اکیسوین ذیقعدہ ۱۱۴۴ھ کو مشہد
آخر اسمین کچھ شک نہین کہ حقیقۃ الحقائق وحدت ہے اوسمین
کثرت نہین ہے اور اوسکے واسطے تنزلات ضروری ہین کہ کثرت ظاہر ہو
اور اوسکے احکام وخواص سے مراتب متعین ہون اور اوس
وحدت کی حرکت اوسکے صرافت وحدت سے آخر مراتب تک تدریجی ہے
اور اوسکی کچھ نہایت نہین مگر نفس خلو کمال اوس وحدت کا اور اوس
وحدت کیواسطے وقت اوسکے حرکت بنفسہا کیطرف مراتب کثرات کے
حب مقدس اعلی ہے جسے ارادہ اختیاریہ کہتے ہین ایک قوم اور ایجاب
طبیعی کہتے ہین ایسے اور یہ حب بسیط ہے اپنی اول امر مین پھر اوسکا
دایرہ وسیع ہوتا گیا شیئا فشیئا مقابلہ وسعت کثرت کے اور واسطے
ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاص حب خاص ہے کہ وہ سبب ہے اوسکے بروز کا
اور تحقیق بساطت اولی مین نہین خالی تھی جمیع محبات سے جو بعد مین ظاہر
ہوئین لیکن وہ اوسمین مندمج تھین پھر ظاہر ہوگئین اور کائن
ہوئین اور متنوع ہوگئین پس یہ ایسے اصول ہین کہ اسمین کچھ شک کرنا
نچاہیے جس شخص کو اوسنے بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے بعد اسکے
ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہم نے یہ کہ اندماج جمیع مراتب کا اوس بساطت
مین حد واحد پر نہین ہے بلکہ یہان حب خاص ہے مندمج اوس حب بسیط مین
وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حب دوسرا ہے
وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور یہ حب ظاہر اوس سے
ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشاء کلیہ کے اولا اور بالذات
اور یہان افراد کا اس نشاء کے کچھ ذکر نہین

حب لافراد تلك النشأة فاذا جاء وقت ظهور افراد
تلك النشأة صار حب ظهور الافراد تبعا لسيلها فاذا
ظاهر وثمة حب يتعلق بظهور فرد من نشأة ويكون
فردا مقتنصا في المثال وفردا منتشرا يصدق على
كثيرين على سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم
في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم جرا ثم
الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يقصد
بظهوره تدبير الٰهي متعلق بتلك النشأة اولا وكذلك
اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم نفس ذلك
الحب عند ظهوره مال الى افراد واشخاص فاما ان ينفس
بقصد ظهور تدبير الٰهي اولا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة للنشأة الحيوانية
فقط بل بازائها حب خاص ظهر في اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة للنشأة الناسوتية
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في
اول الامر يكون هذا الفرد فردا جامعا لجميع النشآت
الالٰهية والكونية فان كان قصد به تدبير النشأة فهو
الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في
عالم المثال وهو النبي بالاصالة وما زال في عالم
الناسوت يظهر لها امثال بعد امثال حتى وجد
سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فكملت به احكام تلك
المرتبة وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد نفس
تحقق هذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذي ليس
بنبي واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما ظهر

پھر جب آیا وقت ظہور افراد اس نشأ کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی
تفصیلوں سمیت بارز ظاہر اور اوسکے سے حب ظلال و کہیں پھر ظہور
فرد کا اوس نشأ سے کہ ہو وہ فرد مخصوص بیچ مثال کے اور ایک فرد منتشر کہ صادق
آوے کثیرین پر علے سبیل البدل عالم ناسوت میں ساتھ اسطرح کے
کہ ہووے قایم اوس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اوسکے دوسرا شخص
اور اسیطرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنے کے
یا یہہ کہ قصد کیا جاوے اوس سے تدبیر الٰہی کا جو متعلق ہے ساتھ اس
نشأ کے اولا اور مانند اسکے حب متعلق ہوئی ساتھ ظہور نشأ کلیہ کے
پھر نفس حب ہی جب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے
پھر یا یہ کہ منقسم ہو گئی ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہو مقصود
مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے یہہ ہم نے مشاہدہ کیا اور ہم نے
مشاہدہ کیا کہ نشأ انسانیہ تابع نہیں نشأ حیوانیہ کے فقط بلکہ اسکے
مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشأت
حیوانیہ تابع نہیں ظہور ناسوتیہ کے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق ظہور
فرد کے جب ہو اول امر میں ہوگی یہہ مراد فرد جامع جمیع نشأت
الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اوس سے قصد
تدبیر نشأۃ کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے
جو متمثل تھی عالم مثال میں اور وہ ہی نبی بالاصالت
ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اوسکے مثال ظاہر
ہوتی ہے ایک بعد دوسرے کے یہاں تک پائی
گئے سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس پورے ہوگئے
اون سے احکام اوس مرتبہ کے اور اگر قصد نکی
جاوے تدبیر نشأۃ کی بلکہ قصد کیا جاوے نفس
تحقق اسوجہ کا کمال سے تو وہ فرد ایسا ہی کہ نبی نہیں ہے
اور جسوقت متعلق ہوئی حب ظہور نشأ کلیہ کے پھر جب آیا

وقت ظهور شخص احدها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد فان كان قصد به حينئذ تدبير النشأة فهو نبي من الانبياء وليس بالفرد الجامع وان لم يقصد به حينئذ ذلك بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الالهية على القوى الكونية فهو الولي الفاني الباقي وربما لا يتعلق الحب في اول الامر ولا عند ظهور افراد النشأة الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند ظهور افراد في الاسفل وحينئذ ان كان قصد تدبير ملة فهو وارث الانبياء او غير ذلك فهو وارث الملاء الاعلى او لم يقصد الا كونه راشدا فقط فهو وارث الاولياء فهذه معرفة غامضة عض عليها بنواجذك ثم اعلم ان للفرد احكاما لا توجد لغيره منها انه ليس له مستقر من اول ما سافرت النقطة الحبية الى ان تعود لما منه سافرت انما كل نشأة مستودع وسيره فيها سير السهم اذا انفذ من القوس حتى يبلغ الى منتهاه فلا يتعلق بين يديه شيء من النشآت بخلاف غيره اللهم الا ما كان في حكمة الله ان النشأة المتاخرة تستمد من النشأة المتقدمة ضرورة ومنها انه يعرف المحبة الذاتية وحقيقتها النقطة الحبية عائدة الى ما منه هذا السير علما وحالا ونشأة واما غيره فليس له في هذا القسم نصيب ومنها انه لا يكون السبب الحقيقي لانتقال الفرد من نشأة الى نشأة الا المحبة الذاتية تفصيل ذلك ان الفرد اذا ورد في مستقره ولا بد ان يلتفت زمانا الى احكام تلك النشأة فيصل الى ذروة سنامها ويتقن

وقت ظہور اسکے افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے پس اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاہ کا تو وہ ایک نبی ہوا نبیا مین سے اور نہین فرد جامع اور جو یہ قصد نکیا جائے اسوقت بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جنمین غالب ہون قوائے الٰہیہ اوپر قوائے کونیہ کے تو وہ ولی فانی باقی ہے اور لبا اوقات حب متعلق اول امر مین نہین ہوتے اور نہ وقت ظہور افراد نشاء کلیہ کے ساتھ ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہوتی ہے وقت ظہور افراد کے بیچ ناسوت کے اور اسوقت اگر اوس سے تدبیر ملت کا ہو تو وارث الانبیا ہے یا اسکے سوا پس وہ وارث ملا اعلیٰ کا ہے یا نہ قصد کیا جاوے مگر اسکا راشد ہونا فقط تو وارث اولیا کے پس یہ معرفت بہت غامض ہے اسکو خوب ... پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہین ایسے کہ اسکے ... نہین مین بعض انمین سے یہ ہے کہ اسکے واسطے کوئی مستقر نہین اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جبتک کہ وہ عود کرے طرف اس شی کے جسکے واسطے سفر کیا تھا بیشک ہر نشاء کے لئے مستودع ہے اور سیر اسکی بیچ اسکے تیز رو ہے تیر سے جسوقت وہ نکلے کمان سے یہانتک کہ پہنچے اپنی منتہا کو پس اسکو دامن مین کوئی شی نہین متعلق ہوتی بخلاف اور کی نشات سے بخلاف اسکے غیر کے الٰہی یہ بات ہے کہ اسکی حکمت ہو کہ نشاء متاخر مدد چاہی نشاء متقدم سے ازروے ضرورت کے اور بعض انمین سے یہ ہے کہ اسکو نصیب کتی ہے محبت ذاتیہ اور اسکی حقیقت سے نقطہ حبیہ کہ پھرنیوالا طرف اس شی کے جس سے یہ سیر ہے علما یا حالا یا نشاء اور اسکے غیر کے واسطے اسمین نصیب نہین ہے اور بعض انمین سے یہ ہے کہ نہین ہوتا سبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاہ سے دوسرے نشاء کیطرف مگر محبت ذاتیہ کی تفصیل ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہی مستودع مین تو ضرور ہی اسکو کہ التفات کرے ایک مدت اس نشاء کی احکام کیطرف پس حاصل کرے

غاربها ما يظهر منها لا يخلص من ظهرها ثم بعد
ذلك لا بد ان ينفصل تلك النشأة عن نفسه كالجنين
يخرج من بطن امه وينفصل عنه النشأة الجنينية
فاذا حان الانفصال تلك النقطة الجيبية فيه مقر
العز وحين البساطة وتشتاق اليها اشد الاشتياق
فيرميها النفس على المحبة الى امه ومن خاصيتها
ان ينقطع عنه عروق تلك النشأة فيموت وينفك
نسمته عن جسده الكثيف الارضي واذا حان انفكاك
نسمته عن نسمته الهوائية عاد اليه ذلك الهيمان
والانقطاع واذا حان انفكاك روحه عاد اليه ايضا و
هلم جرا حتى تصل النقطة الى حينها وموضع بساطتها
ومقر عزها فاما ابتعاد غارب النشأة الجسدية ففي
الانبياء ظاهر واما في غيرهم فمناصب وراثة
الانبياء كالمجددية والقطبية وظهور احكامها وآثارها
والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين صفات
كل مقام حصل لكل انسان من خلق الخلق وظهور
رقائق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها وفي آثار
كل رقيقة بحيث لا يشغل شأن عن شأن واما ابتعاد
غارب النشأة النسمية فمنها ان يكون معدا
للوصول على علوم النسم المقيدة باجسامها الى
التدلي الاعظم المتدلي منه الطبيعة الكلية وان
يكون جارحة في افاضة الصور الخارجية والوقائع
الكونية وان شئت الحق فليس للفرد حال ولا مقام
ولا منصب انما كل شيء له بلسان رقيقة وعلى حال
الى ان العالم باسره لا يفتشأ حال ولا منصب

اور ٹھہرے وہاں اور اس کو وہ باتیں ظاہر ہوں جو نہ ہوں
اسکے سوا سے پھر بعد اسکے ضرور ہے کہ یہ نشاۃ اسکو اپنے میں سے
نکالدے جیسے بچہ اپنی ماں کے شکم میں سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتا ہے اس
نشاۃ بچہ پن کا تو جب وقت ہو دور ہو جانیکا تو یاد دلا نقطہ جیبیہ کو مقر
عزت اور حیز بساطت اور مشتاق اسکا نہایت شوق سے پس آگیا جوش
اسکے نفس کیواسطے وہ ہی محبت فراتیسے اور ماسکی خاصیتوں سے
کہ اس سے منقطع ہو جائیں عروق اس نشاۃ کے پس وہ مرجائے اور
رہا ہو جائے نسمہ اسکا جسم کثیف ارضی سے اور جب وقت ہوا اسکی رہائی
انفکاک نسمہ ہوائیہ سے عود کرے اوسکی طرف وہ سرگشتگی محبت اور
بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہونے اسکی روح کا تو بھی اسکی
طرف عود کرے اور اسیطرح عود ہوتی چلی جائیں جبتک پہونچے نقطہ
اپنے حیز کو اور اپنی جان بساطت کو اور اپنی قرارگاہ عزت کو لیکن
ٹھہرنا نہایت میں نشاۃ جسدیہ کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور انکے
سوا میں پس منصب وراثت انبیا کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت
اور انکے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کی
اور جمع درمیان صفات ہر مقام کے حاصل ہے واسطے ہر انسان کے
جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقایق کا اور
متعین ہونا ہر رقیقہ کے اس شے سے جو اسکے مناسب ہے اور بیچ
آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ نہ روکے اسکو ایک حال دوسرے
حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشاۃ نسمیہ پس اس سے یہ ہے کہ مستعد ہو
واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کیطرف تدلی اعظم کے جس سے
پڑے ہے طبیعت کلیہ اور یہ کہ جارحہ ہو جاوے افاضہ میں صور خارجیہ کے
اور وقایع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہیں ہے واسطے فرد کے
حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اسکے ہے ساتھ زبان رقیقہ
اور بوجہ حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہیں ہے باعتماد اسکو حال اور نہ منصب

انّما الاحوال والمناصب فيتفصّل من ليلتقط ان يحمل
كل كلام من الفرد ممّا يشعر بقيامه بالتدبيرات
العالية والمناصب الشامخة وقد نبّهناك على جامع
كلامه وملاك امره ان كنت لقنًا وفيه عشر رقائق
ظاهرة بارزة ولكل رقيقة حكم واثر خاص لابدّ ان
يظهر تلك الآثار منه وليس له ان يخلّي نفسه عنها لانّها
جبلّة جبلت عليها رقيقة قمرية يعني وهي من
العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطرق المنسوبة
الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية يعني وهي
من العلوم الكسبية التصانيف ورأى خاص في كل
علم يبلغ اليه نظره ايًّا كان سواء كان محققًا له او منقولًا
ورقيقة زهرية يعني وهي الجمال والمحبة لحب
كل احد ويحبه كل احد من حيث لا يدريان ورقيقة
شمسية يعني وهي الخلافة والظهور على الكل معنى
واستحقاقًا وحفظًا لجميع خلق الله تحت الحكم الوحداني
ورقيقة مريخية يعني وهي من كل كمال التأصّل
والشدّة والرسوخ ولولا هي لكان كل شيء منه هلهلًا
ضعيف النسج ورقيقة مشترية يعني وهي
قطبية وامامة وهداية ويكون منه مثابة للناس فيتقرّبون
الى ربهم ورقيقة زحلية يعني وهي من كل
رقيقة بقاؤ وتأصّل ونفوذ مدى الازمنة وايضًا
تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملأ الاعلى
يعني وهي همة محيطة بجميع ما يلصق بهمته
منها نظر الله وعصمته له ورقيقة من الملأ السافل
يعني وهي نور يدخل في يديه ورجليه وعينيه

جز این نسبت کے احوال اور مناصب بیچ اسکے ہیں پس ہر
چاہیئے یہ کہ حمل کیا جاے ہر کلام فرد کا اوس شئے سے جو خبر دی اوسکے
قیام کے تدبیرات عالیہ و مناصب بلند سے اور ہم آگاہ کر چکے ہیں تجھکو
جامع کلام اور ملاک امر کے اوسکے اگر تو سمجھدار ہے اور اسمین
دس دقایق ظاہر بارزہ ہیں اور ہر رقیقہ کا اثر و حکم خاص ہے کہ
ضرور ہے کہ وہ آثار اوس سے ظاہر ہوں اور نہیں ہوا اسکو کہ خالی کرے
اپنے نفس کو اون سے اس واسطے کہ وہ جبلت ہے سرشت ہوئی ہے اوپر
اوسکے ایک رقیقہ قمریہ ہے مقابل ہے علوم کسبیہ کے علم حدیث ہے
اور برکات طریقوں منسوبہ مشائخ صوفیہ سے اور ایک رقیقہ
عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ کے تصانیف اور رائے خاص
ہر علم میں کہ اوسکی نظر پہنچی اسمین کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول
ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ
وہ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور ہر ایک اوسکو دوست رکھتا ہے
اس حیثیت سے کہ وہ دونو نہیں جانتے استحقاقاً و حفظاً ساتھ تمام خلقت
اللہ کے تحت میں اوسکے حکم وحدانی کی اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے
کہ اسکے مقابل ہے ہر کمال تاصل اور سختی و رسوخ کا اور اگر وہ نہوتا
تو ہر شئے ہوتی خوفناک او ضعیف بافتہ اور ایک رقیقہ مشتریہ
مقابل ہے اوسکے قطبیت امامت اور ہدایت اور ہونا اوسکا
مثابۃ للناس جس میں لوگ اللہ کا قرب چاہتے ہیں اور
ہر ایک رقیقہ ہے زحلیہ اوسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا
اور تاصل اور نافذ ہونا درازی زمانہ تک اور
نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ہے ملاء اعلیٰ سے
اوسکے مقابل ہے ہمت محیط بجمیع ما یلصق بہ کے وہ قالب ہے اسکے
نظر اور اوسکے عصمت کا اونکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل
و مقابل ہے نور داخل ہونا ہاتھوں اور پاؤں اور آنکھوں میں

To: www.al-mostafa.com

الى جميع اعضائه ورقيقة تدلي الله الى الملأ الاعلى
الى عباده التي يتشعب منه شعبتان شعبة نور النبوة
وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا
قدسية لا يشغلها شأن عن شأن ولا يأتي عليها حال
من الاحوال الا تقرب الى النقطة الكلية الا وهي
حيث يتحد الكل وانما الكل تفصيل الاجمال او شرح
نقطة ثم ورثة وليس صدور الكرامات من الفرد
كصدورها من غيره فان غيره يصدر منه الآثار
الخوارق بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات
وجوده وتسلطت ولم يكن الفرد كذلك اما الفرد
فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك انك
قد علمت ان فيه رقائق كلية جليلة جاءت من
قبل الاسماء الالهية ورقائق جاءت من قبل
نفوس الافلاك وطبائعها ورقائق جاءت من
قبل العناصر ورقائق جاءت من قبل تصنعت
الكمال الحاصل له اصنافا فلا يتسلط جزء على
جزء آخر قط فلا تنعزل البهيمية عن مقتضاها
ابدا بتسلط الملكية عليها ولا تنعزل الملكية عن
مقتضاها ابدا بتسلط البهيمية عليها ولا يكون
مجرد لفقد من الكمال بحيث يخفى اثر كمال آخر بل كل
عنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فلاحد
وجهين احدهما ان يكون الله تبارك وتعالى اراد بعباده
ايصال نفع دنيوي او اخروي او دفع ضرر كذلك
او اراد تعذيبهم على افعالهم يجري على يديه
وينسب خرق العادة اليه وهو في الحقيقة كالميت

اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو متدلی ہے
اسکے بندوں کی طرف اوس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت
کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اوسکا نفس بالکل نفس
قدسیہ سرشت ہوا ہے کہ نہیں روک سکتی اوسکو کوئی شان کسی
شان سے اور نہ آتا اوسپر کوئی حال ہیں مگر آتا احوال سے وقت تجرد
نقطۂ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اوس سے اور اوس کی ان او کے
تحقیق آئی ہوا لاتفصیل ہے اجمال کے یا شرح ہے نقطہ کے ساتھ اور وہ
اور فرد سے ایسی کرامتیں نہیں صادر ہوتی جیسے اسکے سوا سے کیونکر
اوس کے اسوا سے آثار اور کرامتیں صادر ہوتی ہیں غلبہ سے اوس
حالت کے جو اوس میں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اوسکے طبقات
وجود پر اور مسلط ہوتی ہو اور نہیں ہوتی یہ فرد مگر وہ ہر لیکن فرد کا
ہر جز اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اس لئے ہے کہ تم
جان چکے ہو کہ اسمیں رقایق کلیہ جلیلہ ہیں کہ آئی ہیں اسماء الٰہیہ کی طرف سے
اور رقایق ہیں کہ آئی ہیں نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے
اور رقایق ہیں کہ آئی ہیں جانب عناصر سے اور رقایق ہیں کہ
آئی ہیں طرح طرح کے کمال سے جو اوسے حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا
ایک جز دوسرے جز پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی ہے بہیمیت کبھی اپنی
مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اوسپر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول
ہوتی ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اوسپر اور کبھی مجرد نہیں ہوتا
کسی کمال سے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہو جائے
بلکہ اوسکے نزدیک ہر شے اپنی مقدار سے ہے تو اوس سے جو خارق عادت
ظاہر ہو تو دو وجہیں ہیں ایک ان دو سے یہ ہے کہ اللہ حق اپنے بندوں کو
نفع پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا
یا انکو افعال پر عذاب دینا چاہے تو اوس کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور
وہ اسکی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے حالانکہ وہ فی الواقع مردہ کی طرح

فى بدن الانسان لا حتيا له فى ذلك وتاثيرها انتقل
من التوجه الى عقله وحكمته لا استمدادا من الله
شيئا فيه نفعه او نفعا لغيره بسط رقيقة من رقائقه
الى ما يناسب من الشيء فظهر خارق عادة فى
الناس مثلا اراد ان يخبر الناس بما سيأتى من الو
فبسط رقيقة من رقائقه وهى القمرية فتلقت
علما والقاه اليهم او اراد تسخير قوم فبسط رقيقة
من رقائقه وهى الشمسية فسخرت وهلم جرا او
من حظ من الفرد فى الحيوة الدنيا شيئا فان
الله يعبده بجميع اخلاقه وجميع طبايعه و
ذلك ان الانسان فى مجرى العادة يفعل افعال
الشهوانية للداعية تتجه الى جلب نفع او دفع
ضرر يتوهمه فاذا كان العبد فردا انعقد فى الملأ
الاعلى حكم من احكام الحق فترشح منه الى
النفس وانبعثت الداعية وخدمها خلق من اخلاق
فجرت الافعال وهى فى كل ذلك فان عن مراده
باق بمراد الحق فهذا معنى عبادته باخلاقه والا
لطبايع ولكل طبيعة فناء وبقاء وكمال تنوع نامه من
ربه وافعال تجرى منها بفناء هاتق الحق وتجليات
معنوية حاصلة من تركيب الكمال بالطبيعة
البشرية بحسب ذلك الكمال كما ان الطبيعة
الزهرية بحسب النسمية تقتضى ان يلتذ كل صور
بالجمال الذى خصه الله تعالى به ويرى فى كل
لذة تجليا منها الى الله واخبارا له فيكون
الحواس بلذاتها والاشياء التى يلتذ بها كلها السنة

نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا اسواسطے انکا خیال نہیں ہے اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ یہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت سے نہ ہستی کیطرف اور جو چاہے
کہ کسی شی میں اسکو نفع ہو یا دوسرے کو تو اسکے دقایق میں سے
کوئی دقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شئے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت
لوگوں میں مثلاً ارادہ کرے کہ جو وقایع آنیوالے ہیں انکی لوگونکو
خبر کرے تو بسط کرے اسکا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور
لوگونکو وہ علم پہنچا دے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کے تسخیر کا
تو بسط کرے ایک رقیقہ دقایق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرلے اور
اسیطرح اور جہانتک خیال کرو اور فرد کے خواہش ہے کہ وہ زندگی
دنیا میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبایع سے اور
یہ امر اسلئے ہے کہ عادت میں یہ ہے کہ انسان افعال شہوت کے
واسطے ایسے داعیہ کے حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو
بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملاء اعلے میں جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے
احکام میں سے اسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کیطرف تو اٹھتا ہے
داعیہ اور اسکی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے اخلاق میں سے
تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے
اسکی مراد میں باقی ہے تو یہ معنے ہیں اسکی عبادت کے بجمیع اخلاق
اور انسانکے واسطے طبایع ہیں اور ہر طبیعے کیواسطے فنا و بقا ہے
اور ہر طبیعت کو ایک کمال اسکیطرف سے دیا گیا ہے اور افعال
ہیں جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں جبکہ اسکو فنا کرے حق اور
اور تجلیات معنوی ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت بشریہ کے
حاصل ہوتی ہیں موافق اس ترکیب کے جیسے طبیعت زہریہ بسبب نسبیہ
مقتضی ہے کہ لذت اٹھاوے حسن اور جمال کی جس سے اسنے اوسکو خاص
کیا ہے اور دیکھے ہر لذت اور ہر خوشی میں تجلی اور اعلیٰ سعی اور فرد کے اسکے
لیکن جاہیں سب حواس اسکے ساتھ لذتونکے اور ہر شے جس سے لذت اوٹھاتا ہے

ثنا ذكر الله تعالى فيحصل له حالة عجيبة يستغرق فيها
ويسكر حينا من الدهر وقس على ذلك كل طبيعة
وان شئت الحق فعباده تطرية في حفظ جريانها
على مقتضى طبيعته والله حافظه واذا اتاه زجر
على فعل فسببه مخالفته في ذلك اللباس الذي البسه
الله تعالى ومن خواص هذا الفرد ثم انه اذا انتقل
عن هذا البدن نهض الى الطبيعة العامة التي تعم
كل موجود هيمان النفس الناطقة الى بدنها الا ان
هيمانها هيمان تدبير وهيمانه هيمان عشق فحينئذ
يسري في اجزاء العالم بهمته ففي الحجر حجر وفي الشجر شجر
وفي الفلك فلك وفي الملك ملك لا يصده شيء عن
طي كسوة الطبيعة المطلقة حينئذ وربما كان
من هذا الفرد آثار عجيبة واحكام غريبة منها انه
يعلم بالعلم الحضوري انه القيم بالطبيعة الاعلى كما
ان النفس يعلم انه قائم وليس بقائم الا الجسد
ولا يعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما لا يعلم
بعلم حصولي كما يعلم ان فلانا الاجنبي ابن فلان و
منها ان هذه الحقيقة ربما صارت معدة
لبعض التدبيرات الكلية فتبرز بين [illegible] في بعض
المواطن ويكون سببا لافاضة البركات **شعر**
ومن بعد هذا ما تدق صفاته وما كتمه احظى لديه واجمل

تحقيق في بيان قول السيد عبد السلام بن
بشيش قدس سره على مشرب القوم اللهم اجعل
الحجاب الاعظم حياة روحي وروحه سر حقيقتي
وحقيقته جامع عوالمي بتحقيق الحق الاول انتهى

سے تھے سب زمانہ مین واسطے یاد دلانے اللہ تعالیٰ کے تو حاصل ہوا انکو ایک
عجیب حالت کہ اسمین مستغرق ہو جاتے اور سکر مین آجاتے کچھ وقت زمانہ
سے اور اسی پر قیاس کر لے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اسکی
جاری ہوتا ہے اور اللہ اسکا حافظ ہے اور جسوقت کسی فعل پر اسکو
زجر آئے تو اسکا سبب اسکی مخالفت ہے اس امر مین
بسبب اس لباس کے جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد
کے خواص سے ہے عالم برزخ مین کہ وہ جب انتقال کرے اس بدن سے
ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہے ہر موجود کو جیسا
ہیمان نفس ناطقہ کو بدن سے ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیری
اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہے تو اسوقت سریان کرتا ہے
اپنی ہمت سے اجزائے عالم مین تو حجر مین حجر ہے اور شجر مین شجر
اور فلک مین فلک ہے اور ملک مین ملک ہے نہین روکتا ہے
اسکو ایک طور دوسرے طور سے ابتدائیت طبیعت مطلقہ کے
اور اسوقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام
غریبہ ہوتے ہین پس ان مین سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری
سے کہ وہ قیم بالطبیعۃ الاولیٰ ہے جیسا کہ نفس جانتا ہے کہ قایم ہے
اور وہ قایم نہین مگر جسد قایم ہے اور اس علم سے نہین
جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ نہین جانتا ہے
علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے اور ان مین سے ہے
یہ کہ یہ حقیقت کبھی ہوتی ہے مستعد واسطے تدبیر کلی کے پس بروز کرتی
ہے بعضے مواطن مین اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا **شعر**
ومن بعد ہذا ما تدق صفاته وما کتمه احظی لدی واجمل
یعنے اسکے بعد اوسکی صفتین ظاہر نہین کیجاتی اور میرے نزدیک اسکا
چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے **تحقیق** بیان مین قول سید عبد السلام ابن بشیش
قدس سرہ کے حسب مشرب قوم کہ وہ قول یہ ہے اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیاة

المراد بالحجاب الاعظم ذات النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کما دل علیہ قولہ قدس سرہ فیما سبق و
حجابک الاعظم القائم لک بین یدیک وانما عبر عنہ
بالحجاب الاعظم لان حقیقتہ علیہ الصلوۃ والسلام
اول المبدعات واعظمہا کما ذکرہ القوم فی
قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری و
منہا انشعبت الحقایق فہی الواسطۃ بینہ وبینہا
وروحہ نبی الانبیاء فان ارواحہم انما اخذت العلوم
والمعارف بواسطۃ روحہ فکما ان النبی ترجمان
الحق فی قومہ والواسطۃ بینہ وبینہم فکذلک روحہ
صلی اللہ علیہ وسلم ترجمان الحق فی الارواح والواسطۃ
بینہ وبینہا وفی قولہ عز من قائل فکیف اذا جئنا من
کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا اشارۃ
الی ہذا المعنی بناء علی ان ہؤلاء اشارۃ الی الشہداء
وصورتہ الظاہرۃ فی الناسوتیۃ التی علیہا ظہرت
المعجزات وبینت علی لسانہ المعارف والاحکام
واسطۃ بین الحق وخلقہ وسبب لقربہم منہ کما بینا
ان لہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث نشئات کلیۃ و
ثلثۃ اصناف من التوسط بحسب تلک النشئات فاولہا
مرتبۃ تسمی عند الطائفۃ بالحقیقۃ المحمدیۃ وہی
تعین کلی فی الخارج لاحکام الاسماء الکلیۃ وثانیہا
مرتبۃ تسمی عندہم بالروح المحمدی وہی التعین المجازی
للحقیقۃ المحمدیۃ عند تنفس الانسان الکلی الی مظاہرہ
وتقیداتہ وثالثہا النشأۃ الناسوتیۃ المنوطۃ بہا
الکمالات الظاہرۃ بعد بعثتہ الی الخلق علی راس

حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ
دلالت کرتا ہے اس پر قول آنقدس سرہ کا ما سبق مین
وحجابک الاعظم القایم لک بین یدیک اور تحقیق ذات نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے مبدعات کا اول اور اعظم ہے
جیسا ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے کہ اول ما خلق اللہ نوری اور اس سے منشعب ہین
حقیقتین پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے درمیان
اللہ کے اور حقایق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نبی الانبیا ہے کہ بیشک انبیا کی روح نے اخذ کئے علوم اور معارف
بواسطہ اس روح مبارک کے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم
مین اور واسطہ ہے اللہ مین اور قوم مین اسی طرح روح مکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح مین اور واسطہ ہے
اللہ مین اور ارواح مین اور بیچ اس قول اللہ تعالی کے

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء
شہیدا اشارہ ہے طرف اس معنے کے بنا برین کہ ہؤلاء اشارہ ہے
طرف شہدا کے اور انکی صورت ظاہر ناسوت مین جس سے معجزے ظاہر ہوئے
اور آنحضرت کی زبان سے بیان ہوئی معارف اور احکام واسطہ ہے
درمیان حق کے اور اسکی مخلوق کی اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا
حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہمنے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے تین عالم ہین کلیہ اور تین قسم کی ہین توسطات موافق تین
نشات کے تو اول وہ مرتبہ ہے جسکو قوم حقیقت محمدیہ کہتے ہین
اور وہ ایک تعین کلی ہے خارج مین واسطے احکام اسماء کلیہ کے اور دوسرا
انمین سے مرتبہ ہے جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ تعین مجازی
حقیقت محمدیہ کی ہے وقت متنفس ہونے انسان کلی کی طرف اپنے مظاہر اور

تقیدات کی اور تیسرا انمین سے نشاۃ ناسوتیہ ہے جسمین ملتبس ہین کمالات ظاہری بعد نبی ہونیکے خلقت کی طرف

اربعین سنة من عمره من الآفات التی هی العمی … ففتح
ابصارا عمیا وآذانا صما وقلوبا غلفا حتی یشهدوا
بالوحدانیة ویشهدوا بها ویعلموا احکام الله المتعلقة
بافعال المکلفین وغیر ذلک من المعارف الجلیلة
واکمل الاولیاء من کان علی قلب خاتم الانبیاء صلی
الله علیه وسلم فی تلک النشآت الثلث لکن الحقائق
الجزئیة المستعدة لکمالات المحبة والمحبوبیة وما یتبعهما
لا یتعین الا بعد اختیار الانسان الکلی حیاله فاول
تعینها فی الخارج بمضاهیه وبمسامتة التعین الروحی
من الحقائق الکلیة فلا یظهر مدد الحقیقة المحمدیة
الواصل الی الحقائق الجزئیة الا عند تعینها وتکون
الجامعیة مبراة عنها وانعقاد الاستعدادات ههنا
مبراة عن الروح المحمدی فیکون مرتبة العطایا واحدة
واسرار وجودها متعددة فاذا تمهد هذا فنقول
الشیخ قدس سره یبتهل الی ربه تبارک وتعالی
بلسان استعداده ان یجعله من ورثة سیدنا ومولانا
محمد صلی الله علیه وسلم بحسب النشآت الثلث و
کمالاتها المختصة بکل منها فعبر عما سأل له وراثته
من الکمالات الناسوتیة بقوله اللهم اجعل الحجاب
الاعظم حیوة روحی اعنی بها الروح المنفوخة
فی البدن المدبرة له بآلة الحس والحرکة وهی فی
الافراد الجزئیة المستعدة للکمالات الجزئیة التی
اشرنا الیها بازاء الصورة الناسوتیة فی الافراد
الکلیة المستعدة للکمالات الجمعیة ولا یخفی حسن
تشبیه المدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم

جب عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ گمراہون کو راہ پر لائے
اور اندھون کو بینائی اور بہرون کو کان اور دلون کو ہدایت بخشی
کہ انہون نے وحدانیت الٰہی کی گواہی دی اور تہذیب پائی
اور جانے اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے ہیں اور اسکو سوا
اور معارف جلیلہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم
الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے ان تینون نشاٰت مین لیکن
حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اور ان
دونون کے مانند کی نہین متعین ہوتی مگر بعد جز اختیار کرنے انسان
کلی کے اسکے مقابل مین پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج
مین مشابہ اور ہمروش ہے تعین روحی کا حقائق کلیہ سے پس نہین
ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کی جو واصل ہے طرف حقائق جزئیہ
کے مگر وقت اسکے تعین کے اور جامعیت سے مبرا حقیقت محمدیہ کے
اور منعقد ہونا استعدادات کا یہان مبرا ہے روح محمدیہ سے
تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار اُنکے وجود کا متعدد جب
یہ بات تمہید ہولی تو اب ہم کہتے ہین کہ شیخ قدس سرہ ابتہال
وزاری کرتا ہے رب تبارک و تعالیٰ سے بزبان اپنی استعداد
کے کہ اللہ اسکو کرے وارثون سے سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے بحسب نشاٰت ثلثہ کے اور انکی کمالات مختصہ جو ہر
ایک مین ہین پس تعبیر کیا انہون سوال میراث کو اُسکے کمالات ناسوتیہ سے
اس قول کے ساتھ کہ اللھم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی کہ مراد
اُس سے روح منفوخ فی البدن ہے ایسی کہ بدن کی مدبر ہے اور آلہ اسکی
حس و حرکت کے ارادہ کرنیوالی ہے اور وہی افراد جزئیہ مین مستعد ہین
واسطے کمالات جزئیہ کے جسکا ہمنے اشارہ کیا ہے بمقابل صورت
ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ
چھپا ہوا نہین ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

الی روح هذا المستفید بالحیوة التی هی کمال اول للروح
و عبر عن سوالہ میراثہ من الکمالات الروحیہ بتلقی
روح سر حقیقتہ وذلک لان الحقائق الجزئیۃ انما
تنشأ من حیث تتعین الارواح الکلیۃ وکیفیۃ ما
فی التعبیر عن المدد الواصل منہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی حقیقۃ هذا المستفید بالسر الذی یفهم منہ
الخفاء وللصدریۃ للآثار والکمالات وتعین
الاستعدادات مستمرا دائما علی نمط واحد من
الحسن والبراعۃ وعبر عن سوالہ میراثہ بحسب
الکمالات التی ورثها الحقیقۃ المحمدیۃ وان لم تظهر
الانبیاء دون تلک المرتبۃ بقولہ وحقیقتہ جامع علیٰ
و ذلک لان الاجمالیۃ بهذا الوجہ تلازم ظهور
رقائق کثیرۃ بازاء النشأت الخارجیۃ کل رقیقۃ
اجمال نشأۃ ومعرفۃ لاحوالها فالمدد الواصل منہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی هذہ المرتبۃ الی حقیقۃ
المستفید صورۃ جمع العوالم بهذا المعنی اجعل
ذلک کذلک بتحقیقک والتحقیق جعل الشیء متحققا فی
الخارج والمراد منہ الفیض المقدس ولا یخفی ما فی
وضع المظهر مکان المضمر من الاشعار بان التحقیق
صادر منہ من جهۃ کونہ حقا ای متحققا بذاتہ محققا
لغیرہ واول الاشیاء فانہ وجود الوجودات
وماهیۃ الماهیات تحقیق للعارف وصول الی
الذات ووصول الی الاسماء والتجلیات سواء
قلنا بان الوصول الی الذات علمها وادراک لها
اولا وما یوهم خلاف ما ذکرنا من کلام المحققین

طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ
کمال اول ہے واسطے روح کے اور تعبیر کیا اُس نے اپنے سوال میراث
صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ کا ساتھ اس قول کے کہ ورود
سر حقیقت اور یہ اسواسطے کہ حقائق جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہین
اُس جگہ سے کہ تعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ
نہین وہ نکتے کہ بیچ تعبیر مدد کی ہے ایسی مدد جو واصل ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس
سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار و کمالات
اور تعین استعدادات مستمر و دایم بنمط واحد جو حسن و براعت سے
اور تعبیر کیا اُس نے سوال اُسکا میراث اس کی موافق اُن کمالات
کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہین ظاہر ہوئی
مگر بیچ سوا اس مرتبہ کے جو اُسکا قول ہے وحقیقتہ جامع ہے
عوالم کا اور یہ امر اسلئے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے
ظہور رقائق کثیرہ کے بمقابلہ نشأت خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال ہے
ایک نشاء کا اور اُسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس مرتبہ مین طرف مستفید کے اس کی صورت
جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذلک کذلک بتحقیقک اور
تحقیق گرداننا شئے کا متحقق ہے خارج مین اور مراد اس سے
فیض مقدس ہے اور مخفی نہین وضع مظہر سے مکان مضمر مین
کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اُس سے
بسبب اُسکے ہونے کے حق یعنے متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور
اول اشیاء پس بیشک وہ وجود الوجودات ماہیت
الماہیات ہے تحقیق واسطے عارف کے ہے وصول طرف
الاسماء والتجلیات کے برابر ہے جو کہا ہے یہ کہ وصول طرف ذات کے علم ذات
اور اُسکا ادراک ہے یا نہو اور وہ جو وہم ہوتا ہے سا بیان کے خلاف محققین کے

فی هذه المسئلة قیمتا ونفی العلم والاحاطة لا نفی
الوصول وتفصیل ان السالک اذا وصل الی الحقیقة
التی یعبر عنها بانا وجرد ها عما دونها وقطع التفاته
الی التحقق والتقرر والوجود واصل ذلک کله الوجود
المطلق وله تنزلات شتی وملابس کثیرة فیعرف
فی ضمن هذه الالتفات کل تنزل وملبسة لیاسة
ذلک التنزل وتلک الملبسة فلا یدرک المثال الا
بالمثال ولا الروح الا بالروح وهکذا الی ان یجد مستعلیا
حتی یدرک الحقیقة التی لا حقیقة وراءها تلک الحقیقة
بعینها فهنالک وصول ولیس هناک علم الا بانا ولا ادراک
الا بانا وما احسن قول الشیخ العارف عفیف الدین
التلمسانی مشیرا الی هذه النکتة **شعر** وما منکر
فوز بها یتفطر ولا یحق لها تیک القلوب بانفطارها
وماذا علی من صار خالا لحدها اذا خاب عنها ام
تنبه جارها فالکمل متحقق لهم الوصول الی
الذات بالفعل وکذلک بالوصول الی الاسماء والتجلیات
فناء وبقاء وتحققا ولا یجیء ان یکون لهم حالة
منتظرة فی ذلک نعم بعد ذلک احکام خاصة
بکل نشاة من النشات یحتویها الانسان مرة بعد
مرة وکانه قد احاط بها اجمالا فی دینک الوصولین
وما بقی الا التفصیل فترقیات الکمل غیر متناهیة
بهذا المعنی **تحقیق** اعلم ان الله جل مجده
یعلم الاشیاء بوجهین احدهما الوجه الاجمالی بیانه
انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته لنظام الوجود لان
العلم بالعلة التامة یکفی فی العلم بالمعلول ومنه الاشیاء

کلام سے اس مسئلہ میں تو اسکی معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی
نہ نفس وصول کی اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ سالک کو جب وصول
ہوتا ہے طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبارت انا ہے اور وہ
حقیقت مجرد کر دیتی ہے اپنے سوا سے تو واقع ہوتی ہے اس سے
التفات طرف تحقق و تقرر و وجود کے اور اس سب کی اصل وجود مطلق ہے
اور اوسکے واسطے تنزلات ہیں بہت اور لباس ہیں کثیر پس
پہچانتا ہے اس التفات کی ضمن میں ہر تنزل ہر لباس کو ساتھ
حاسہ اس تنزل اور اس لباس کی تو نہیں ادراک ہوتی مثال مگر
ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اسی طرح رجوع کرتا ہے
صعود کرتا ہوا یہاں تک کہ دریافت کرتا ہے اس حقیقت کو کہ اسکی پرے کوئی
اور حقیقت نہیں ہے ساتھ اس حقیقت کے بعینہا پس اوس جگہ وصول ہے اور
علم نہیں ہے وہاں مگر انا کا اور کوئی ادراک نہیں مگر انا کا اور کیا خوب
قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی کا اشارہ کرتا ہوا اس
نکتہ کی طرف **شعر** وما منکر فوز بها یتفطر ولا یحق
لها تیک القلوب بانفطارها وماذا علی من صار خالا لحدها او اغار
ابو ہا ام تنبہ جارہا ہو پس کاملوں کے واسطے وصول متحقق ہے طرف
ذات کے بالفعل اور اسی طرح ساتھ وصول اسما اور تجلیات کے فنا و
بقاء و تحققا نہیں جائز ہے یہ کہ ہو انکو واسطے حالت منتظرہ اس میں ہاں
انکو بعد احکام خاص ہیں ہر نشاۃ کے نشات میں سے گھیرتا ہے انکو انسان
ایک بعد ایک کے گویا کہ اس نے احاطہ کر لیا انکا اجمالا ان دونوں
وصولوں میں اور نہیں باقی رہی مگر تفصیل پس کاملوں کی ترقیات کو
انتہا نہیں اس معنی سے **تحقیق** اب جاننا چاہیئے کہ تحقیق اللہ
جل مجدہ کو اول علم اشیا ہے دو وجہوں سے ایک وجہ تو اجمالی ہے
اسکا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات کی مقتضا کو جانا
واسطے نظام وجود کے اسواسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے معلول کے علم کو اور یہ اشیاء

مثال الموجودات بحيث تكون موجودة بالوجود الامكاني
لان كل شئ انما تحقق بتحقيق الواجب له وانما وجد
بايجاد الواجب اياه فبازاء كل شئ كمال للواجب
واقتضاء وهذه الكمالات مبدء صدور هذه
الاشياء وكنه حقائقها فكل كمال يقتضي شيئا بخصوصه
وكل شئ يحتاج الى كمال بخصوصه كان هذه الكمالات
والاشياء امر واحد غير ان هذه من لوازم الواجب
واعتباراته الذاتية بمنزلة العلم والقدرة والحيوة
وتلك معلولات له صادرة عنه وثانيهما الوجه التفصيلي
بيانه ان كل موجود فانما هو معلول للواجب وما لا
يكون معلولا لا يمكن ان يتحقق وليست حاجة
هذه المعلولات اليه تعالى مثل حاجة البناء الى
البناء بل حاجتها واصل تقررها وجوهرها وتحققها
وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وايجاده لها
وتحقيقه اياها هو كنه وجودها وتحققها لا غير
وانما منشأ امتياز الماهيات بعضها من بعض امثال
بعض انحاء الايجاد والتحقيق والتقويم من بعض
فهذا الارتباط اقوى من ارتباط الصور بمحلها
يقتضي حصول الاشياء لفاعلها فيعلم الاول تعالى
الاشياء بتلك الاشياء لا بصورها المرتسمة في الواجب
وهذا علم الواجب لها بوجودها الامكاني سواء
في ذلك الماديات والمجردات فالحق انه لا حاجة
الى توسيط الجواهر العقلية المرتسمة فيها صور الاشياء
الا في المفروضات التي لا تحقق لها الا في فرض
الفارض كانياب الغول فتدبر الكلام حق التدبر

وہاں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کی اسلئے کہ
ہر شئے متحقق ہوتی ہے تحقیق واجب سے اسکا اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد
واجب کے پس مقابل ہر شئے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا اور یہ کمالات
مبدا ہیں ان اشیا کے صدور کا اور کنہ ہیں انکے حقایق کا تو ہر کمال
مقتضی ہے کسی شئی کا بخصوصہ اور ہر شئی محتاج ہے طرف کسی کمال کی
بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیا امر واحد ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم
واجب ہیں اور اعتبارات اوسکی ذاتیہ بمنزلہ علم کی ہیں اور قدرت
اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اسکے کہ صادر ہوئی ہیں اس سے
اور دوسری جہت انمیں سے وجہ تفصیلی ہے بیان اس کا یہ ہے کہ ہر موجود
معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے اس کا تحقق
اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کو مثل حاجت
معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل ان کی تقرر
اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمرہ ہے جب تک موجود ہیں اور
ایجاد واجب کا ہے واسطے انکے اور تحقق کرنا اس کا ان کو کنہ ہے
انکے وجود کا اور انکی تحقق کا نہ کچھ اور جز این نیست کہ منشا
امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعضے اقسام ایجاد کا
اور تحقیق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت
انکے محل سے مقتضی ہے حصول اشیا کا واسطے اپنی فاعل کی پس جانتا ہے اول
اشیا کو ساتھ ان اشیا کے نہ انکی صور مرتسمہ فی الواجب اور یہ علم
واجب کا واسطے انکی ساتھ انکی وجود امکانی کی ہے برابر ہے
اس میں مادیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ
حاجت نہیں واسطے جواہر عقلیہ مرتسمہ فیہا صور الاشیا کے
مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے
مگر فرض فارض میں جیسے غول کے دانت پس
غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے غور کرنیکا

مشهد آخر علمت ان الملل والمذاهب توصف
بالحقية يقال ملة حقة ومذهب حق وينظر الناظر
في وصف احدهما بذلك الى مطابقة الواقع له
فكانت لنا حقيقة هذا الواقع الذي ان وافقه الشيء
كان حقا والا كان باطلا فوجدنا معنيين احدهما جلي
والآخر دقيق يبدو من بعد اما الجلي فان يكون
كل مسئلة من الاعتقاديات مطابقة لما عليه
المعتقد في الخارج مثلا يحكم بان الله يسخط ويغضب
ويكون الامر كذلك وبان الحشر الجسماني كائن وهو
كذلك وكل مسئلة مما يحكم فيها بوجوب وحرمة
مطابقة لما عليه الامر المتحقق في الملاء الاعلى مثلا
يحكم بان الصلوة واجبة ويكون في الملاء الاعلى تنزل
مثالي من قضاء مضمونه تحسين من تلبس بها وكونها
مستلزمة ترقيه من تشبث بين نسمته والدنيا
والآخرة وتكفير هيئات ظلمانية عن نسمته حاصلة
من قبل الاستغراق في الاحكام البهيمية كما يستلزم
اكل الزنجبيل تسخين البدن واذهاب البرودة عنه
فهذا التنازل هنالك مطابق للحكم بوجوبها وكل
مسئلة فيها توقيت او تحديد مطابقة لقواعد
الملة كتوقيت الصلوة بالاوقات الخمس وتحديد
الزكوة بمائتي درهم وبالحول ويكون بحيث يثبت
بين الاصل وبين هذه الاشباح وجه تشبيهي
في مدارك الملاء الاعلى فيكون هذا ذاك وذاك
هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلك قيل
انها حقة وكذلك معنى حقية المذهب ان يكون

مشہد آخر جاننا چاہیے کہ ملتیں اور مذہب وصف
کی جاتی ہیں ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہیں کہ ملت حقہ اور مذہب حق
اور ناظر نظر کرتا ہے وصف میں ایک ان دونوں کے بیچ تامل کے کہ حقیقت کو
اس واقع کی اگر موافق ہوا وہ اس شے کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل تو
پہنچے دو معنے پائے ایک تو ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق و باریک کہ بعد
میں معلوم ہوتے ہیں تو ظاہر روشن تو یہ ہیں کہ اگر ہو مسئلہ اعتقادیات سے
مطابق واسطے اس شے کے جس پر اعتقاد کیا ہے خارج میں مثلاً حکم کیا جائے
کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب کرتا ہے اور یہ امر یوں ہیں اور یہ کہا جائے
کہ حشر جسمانی ہونے والا ہے اور یہ یوں ہی ہے اور جو مسئلہ ہووے کہ
کہ اسمیں حکم وجوب یا حرمت ہو مطابق واسطے اس چیز کے کہ جس پر متعقد ہے
امر ملاء اعلی میں مثلاً کہا جائے کہ نماز فرض ہے اور ہو بیچ ملاء اعلی کے
نازل مثالی ادائے مضمون اسکی تحسین اس شخص کی جو متلبس ہو
اس سے اور اسکا ہونا مستلزم ہو انسان کی ترقی کا چنگل مارنے سے
اسکے درمیان نسمہ میں بیچ دنیا اور آخرت کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کے
نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ حاصل ہوئی ہے استغراق سے
احکام بہیمیہ میں جیسا مستلزم ہے زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو
اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نازل وہاں مطابق ہے واسطے
علم اسکے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اسمیں توقیت ہو یا تحدید
مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوۃ کو
دو سو درہم اور برس بھر گذرنا اور ہو اس حیثیت سے کہ ثابت ہو
درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجہ تشبیہی مدارک
ملاء اعلی میں تو یہ وہی اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے
پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائے گا
کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی
حقیت مذاہب کے ہیں کہ

احكامهم مطابقة لما قاله رسول الله صلى الله عليه
وسلم في نفس الامر ولما كان عليه القرون المشهود
لها بالخير وان كانت المسئلة لا نص فيها ولا رواية
فحقيتها ان تكون محفوفة بقرائن تورث غالب
الظن بان النبي صلى الله عليه وسلم لو تكلم في المسئلة
لما نطق بغير هذا القول وان يكون وجه الاستخراج
والاستنباط ظاهرا لا يريب فيه المحيط باساليب الكلام
ومقاصد الشارع في شرع الاحكام فهذا معنى
حقية المذهب واما الدقيق الذي يفهم من بعد
فان يكون الحق علم جمع شمل امة من الامم بان يلهم
مصطفى من عباده او باقامة ملة من الملل فيصير
خادما لارادة الحق منصبغا تظهور تدبيره ويكون
لفيض مورده الغيبة فقال فيه من اطاعه العبد
فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله فصار
الرضى مقصورا في موافقة هذا التدبير والسخط
في مخالفته ومنافاته واذا كان كذلك صار احكام
الملة جميعا حقة والمنظور في وصفها بالحقية
حينئذ ظهور التدبير الالهي في هذا الشيء لا غير
وكذلك المذهب ربما يكون العناية المتوجهة
الى حفظ الملة حقة متوجهة بحسب معدات
الى حفظ مذهب خاص بان يكون حفظه
المذاهب بين متمذهبه القاصرين بالذب عن الملة
ويكون شعارهم في قطر من الاقطار فرقانا
بين الحق والباطل فحينئذ ينعقد وجه تشبيه
في الملاء الاعلى والسافل بان المذهب هذا المذهب

کہ ہون اسکے احکام مطابق واسطی اس چیز کے کہ کہا ہی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر مین اور مطابق ہون واسطے اس
چیز کے کہ اسپر ہین قرون کہ جنکو واسطی شہادت ہی خیر کی اور اگر ہو
مسئلہ ایسا جسمین نہ نص ہے اور نہ روایت تو اسکی حقیت محتاج
قرائن کی ہے جو موروث ہون غالب ظن کے ساتھ اسطرح کی کہ اگر نبی
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ مین تو یہی فرماتے اور یہ کہ وجہ
اسکی استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نکرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا
بیچ شرع احکام کی پس یہ معنی ہین حقیت مذہب کے
اور وجہ دقیق و باریک معنی ہین کہ بعد مین معلوم ہوتے ہین
وہ یہ ہین کہ ہو اللہ نے چاہا کسی امت کی چھوٹی ہوئی کو
ملانا اور جمع کرنا اس طرح سی کہ الہام کرے کسی
برگزیدہ کو اپنی بندون مین سی و اسطی اقامت
کسی ملت کی کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادہ
حق کا اور منصبغ ہو اسکی ظہور و تدبیر کا اور شایان ہو
اسکی فیض مذعلیہ کا جسکو کہا جائی کہ جس نی اس کی اطاعت
کی اسنے اسکی اطاعت کی اور جسنے اس کی نافرمانی کی اسنے
اسکی نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی
موافقت پر اور غضب اسکی مخالفت اور منافات پر
اور جب اسطرح ہو تو ہونگی احکام ملت کے سب حق اور ہو وقت اسکی حق
کہنے مین منظور ظہور تدبیر الہی ہی بیچ اس جسم قالب کے نہ سوا اسکے اسطرح
مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایت الہی متوجہ ہوتی ہی حفظ ملت کی توجہ
محدا اسکے طرف حفظ مذہب خاص کی اسطرح سی کہ نگہبان مذہب کے اس حق کی ہین
قایم واسطے برے دور کرنیکی ملت سے یا انکا شعار ہو سی اطراف کسی
طرف مین فارق درمیان حق باطل کی تو اس وقت منعقد ہوتی ہی وجوہ تشبیہ

ويتقيد احكامها الكلية بتلك الاصول الخاصة في بلدانهم
فيصير المذهب حقا بهذا المعنى ويكون مناط الحقية
هذا الوجود التشبيهي واما المعنى الجلي فهو الذي يطلع عليه
الراسخون في العلم بعلمهم واهل الاستنباط باستنباطهم
واما المعنى الادق فلا يوقف عليه الا بالنور النبوي
الكاشف عن [illegible] الله ابو القاسم [illegible]
قلنا ان [illegible]
لي ان في المذهب الحنفي [illegible] اسرار تدخل [illegible]
في هذا السر الغامض حتى وجدت [illegible]
ان لهذا المذهب يومنا هذا رجحانا على سائر المذاهب
بحسب المعنى الذي وان كان بعضها ارجح منه
بحسب المعنى الاولى وشاهدت ان هذا السر هو
ربما يدركه صاحب الكشف نوعا ادراك فيرجح هذا
المذهب على سائر المذاهب وربما يتمثل الهاما بالتفضيل
فيها ويتمثل رؤيا منام على الاخذ به لكن الحق الصريح
ما قلنا فحصل على [illegible] بذلك قد برهنا [illegible] اني
دخلت الكعبة المشرفة وتوجهت الى باطنها فلاح
لي الى حقيقة الصراط المستقيم الذي بينه النبي صلى
الله عليه وسلم بان خط خطا وخط جنبيه خطوطا
الى آخر الحديث فوجدته يلحق ما في الوسط بين احوال
النفوس بعض ذلك فيما الى الفوق وبعضه دون
ذلك اعني بذلك ان كل طبقة زكية وغبية لها
صراط مستقيم وليس الصراط المستقيم اسما لطريقة
خاصة بالزكية ووجدته نوعا من التثبت والرسوخ
في الموافقة والانقياد ووجدت كان المذاهب الفقهية

اور مقید ہو جاتے ہیں اسکے احکام کلیہ ساتھ اس صورت کے
خاص کے انکے ممالک میں تو وہ مذہب حق ہوتا ہے اس معنی
اور ہوتا ہے مناط حقیت یہ وجود تشبیہی و لیکن معنی جلی
و روشن وہ ہیں جنکو پہنچتے ہیں راسخون فی العلم اپنے علم سے اور
اہل استنباط اپنے استنباطات سے اور معنی دقیق سو نہیں واقف ہوتا
مگر ساتھ نور نبوی کے جو کاشف ہے احکام آنحضرت کا ہر علیحدہ
کا اور وہ معنی جو ہمنے کہا کہ یہ بعد کہانی دیگا اور جب تمہید
ہولی تو ہم کہتے ہیں کہ دکھائی دیا ہمکو کہ مذہب حنفی میں ایک
سر غامض ہے پھر ہمیشہ میں اسمیں غور کیا کرتا تھا کہ کیا
سر غامض ہے یہانتک کہ میں نے پایا جو بیان کر چکا ہون
اور مجکو مشاہدہ ہوا کہ اس مذہب حنفی کے واسطے اس زمانہ
میں ترجیح ہے سب مذہبوں پر موافق اس معنی دقیق کے اگرچہ
بعض مذہب زیادہ ترجیح رکھیں موافق پہلے معنو کے مجھو مشاہدہ
کیا کہ یہ وہ سر ہے جسکو اکثر صاحب کشف دریافت کرتے ہیں اور ایک
قسم کی ترجیح ہے اس مذہب کو سب مذہبوں پر اور اکثر اوقات
متمثل ہوتا ہے الہام اسمیں مفضول ہونیکا یا خواب میں دیکھتا ہے
آدمی پر عمل کرنیکو لیکن حق صریح وہی ہے جو ہمنے کہا ہے اسکو ہمپر
منکشف ہوا اور ہوئی ہے پھر غور کر کے خوب مشہد آخر میں کعبہ شریف میں
داخل ہوا اور متوجہ ہوا اسکے باطن کیطرف تو متجلی ہوئے مجکو حقیقت صراط
کی جسکو بیان کیا ہے نبی صلعم نے اس طرح کہ ایک سیدھا خط کھینچا اور
دونون طرف اور خطوط کھینچے آخر حدیث تک تو کھینچا اس حقیقت کو پایا بیچ
وسط احوال نفوس کے کہ بعض اسکا قریب فوق کے ہے اور بعض
سوا نیچے ہی مراد اس سے یہ ہے کہ ہر طبقہ زکی اور غبی انکے واسطے صراط
مستقیم ہے اور نہیں ہے صراط مستقیم نام کسی طریقہ خاص زکیوں کے واسطے
ہمکو معلوم کیا ایک طرح کا ثابت رہنا اور رسوخ ہونا اور انقیاد میں اور

الی النفوس فیتلقاها منها الاذهان لا الا الالهام الالٰهی
ویکون تلقیها لقلیل بعضها من الالهام لیس الوصول
الیه بالتجشم کسب من النفوس ووجدت الصراط
المنصوب علی ظهر جهنم تمثالا لهذه الحقیقة یلقیه
الباری فی الآفاق من وراثه هذا فی عالم الانفس
ووجدت لجوف الکعبة خصوصیة بهذه الصراط
المستقیم ووجدت الاشیاء علی التقریب بینها وبین امثال هذه
المعانی مناسبة کما ان الله متقومة فی عالم الحشر
بتقویم هذه المعانی بصورها وهذا اس وجود
المنبر والمسجد النبوی والاسطوانة الحنانة ههنا
وسر قوله صلی الله علیه وسلم ما بین منبری وبیتی
روضة من ریاض الجنة **تحقیق** الافعال التی
یفعلها الانسان بالارادة والاختیار لها اسباب
توجب صدورها کالعزم علی الفعل حتما من نفس
کل امر مطاوعة الجوارح الی غیر ذلک من الامور
الخفیة التی قلما یحیط بها لغموضها الحس وکل امر من
تلک الامور له علة توجبه مثلا وجود الشوق المنبعث
من الاعتقاد الجازم او الظن من نفس کذا فی حال
کذا یوجب العزم ولهذه الاسباب اسباب علل کذا الی
وهلم جرا حتی ینتهی الی الوجوب البات فهی موجودة
بایجاد الله تعالی صادرة من ارادة العبد لکن
ارادته ایضا واجبة لاسبابها ثم اذا باشرها الانسان
وجب لصوقها بجوهر النفس لصدورها بقصد
منها ولا انتشار حق من فواعلها ووجب ان تتالم
النفس او تتنعم بها بمحض التنبه لمخالفة هذا الامور

تو روحون مین تو اکثر نفوس اسکو قبول کرتے ہیں بسبب لیاقت
الٰہی کے اور قلیل ہوتے ہین جنکو ملتے الہام سے بعینہٖ
نہین ہے وصول اسکی طرف تکلف کسب سے نفوس
کے اور مین نے پایا صراط کو جہنم کی پشت پر نصب کیا گیا
تمثال اس حقیقت کے کہ ڈالا ہے اللہ تعالی نے بیچ آفاق
کے موافق اُسکے جو ڈالا گیا ہے عالم النفس مین اور مین نے
پایا جوف کعبہ شریف کو خصوصیت اُس صراط مستقیم سے
اور معلوم کین مین نے بہت چیزین کہ اُنمین اور ان معانی
مین مناسبت ہے ایسا ہی متقوم عالم حشر مین ساتھ
قایم کرنے ان معانی کے اُنکی صورتون سے اور یہ ہے
وجود منبر و مسجد نبوی اور اسطوانہ حنانہ کا اس جگہ اور
اُسکا سر جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما بین منبری
وبیتی روضة من ریاض الجنة **تحقیق** جو فعل انسان
ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے اُن فعلون کے واسطے سبب
ہین کہ موجب ہوتی ہین اُنکی صدور کے جیسے عزم کسی
فعل کا ضروری نفس سے ایک طرح کا ساتھ اطاعت
اعضا کے اور اُسکے سوا بہت امور خفیہ جنکا کم احاطہ ہو سکتا
ہے اُنکی غامض ہونیکے سبب ایک نفس سے عزم ہوا اور ہر امر
ان امور مین سے جو ہین اُسکے واسطے ایک ایسی علت ہے کہ اُسکو
واجب کرتی ہے مثلا ہونا شوق کا ایسا شوق کہ برانگیختہ ہوا
ہے اعتقاد جازم یا ظن سے ایسے نفس کے ایسے حال مین واجب
کرتا ہے عزم کو اور ان اسباب کے واسطے بھی علتین ہین یہی نظم
اور یہی بات تک چاہو گا تو چلا جا وجوب تک کہ منتہی ہو
وجوب قاطع تک پس وہ موجود ہین اللہ تعالی کے ایجاد سے
صادر ہین بندہ کے ارادہ سے لیکن اُسکا ارادہ بھی واجب ہے

اُنکے سببون کے واسطے پھر جس وقت ارادہ مباشر ہو انسان تو واجب ہے اسکا لصوق جوہر نفس کو واسطے صدور کے قصد سے اسکے اور واسطے

لها و موافقتها او يتقرب بها خارجية بان يكون مثالا
للقيد شبيها بالمثال المطلق فينعقد في المطلق صورة
للنعم و الالام و يعلم بها الملائكة الملهمون من تلك الصورة
فيحصل اسباب السرور و الالم او بان يكون ارادة الخير
بالناس رحمة في حقهم و نقمة كل ذلك اما في الدنيا
او في الاخرة و لكل احتمال من هذه الاحتمالات علل
موجبة فلا يكون في الوجود الا ما يجب و كذلك ظهور
الشرايع واجب من المبدء اذا علم الخير و مثل مخصوص
في هذه الصورة فيكون وجود الاعتقاد الجازم
مجبورا في النفوس الصالحة غير الملتفتة بادناس
الشيطنة و اجبا عند ظهور المعجزات و دلائل
العقل الصريح على صدق المخبر بها و تلقيها من خبر
الغيب و يكون انصراف الارادة و العزم الى
الجريان على حسب الاعتقاد الجازم واجبا في الكل
النفوس فيظهر رحمة الله ببعث الرسل و انزال
الكتب و تتم النعمة و لله الحجة البالغة

تمت

اس کو یا موافقت ہو متعلق ساتھ اس کے یا کسی تقریبات خارجیہ
ساتھ اس طور کے کہ ہو مثال اسکی مقید و حالیکہ شبیہ ہو
ساتھ مثال مطلق کے تو منعقد ہو مطلق میں صورت نعم
یا الم کے اور اسکو معلوم ہوں وہ ملائکہ جو الہام کئے جاتے ہیں
اس درگاہ سے تو حاصل ہو اسباب سرور یا الم یا یہ کہ ہو
ارادہ لوگوں سے خیر کا رحمت انکے حق میں یا عذاب اور یہ سب
یا دنیا میں ہو یا آخرت میں اور ہر احتمال کیواسطے انکی احتمالوں
سے علل موجبہ ہیں پس نہیں آتے وجود میں کوئی چیز
جو واجب ہو اور اسیطرح ظہور شرائع واجب ہے مبدء سے جب جانے خیر
اسکی مخصوص اس صورت میں پس ہوتا ہے وجود اعتقاد جازم کا اسکی مجبور
نفوس صالحہ میں جو آلودہ ہوا نجاستوں شیطنت سے واجب وقت ظہور
معجزات کے اور دلالت عقل کے صریح اوپر صدق انکے
جنکی خبر دی ہے اور تلقی اسکی درگاہ غیب سے اور ہوتا ہے پھرنا ارادہ
اور عزم کا طرف جاری ہونے کے موافق اعتقاد جازم کے واجب
نفوس میں پس ظاہر ہوتی ہے اللہ کی رحمت ساتھ بھیجنے رسولوں
اور نازل کرنے کتابوں کے اور تمام کرنے نعمت اور اللہ ہی کے
واسطے ہے حجت بالغہ۔ تمام شد ترجمہ

خاتمۃ الطبع

الحمد لله الذی جعل اہل العلوم اشرف الاشخاص خصوصا اہل العلوم الشرعیۃ و المعاد و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء محمد ن المصطفی و علی الہ المجتبی و اصحابہ المقتدی علی هذا الکتاب المستطاب المسمی بفیوض الحرمین و قد وقع الفراغ من اہتمامہ فی الشہر المحرم الحرام سنة ثمانیۃ و ثلثمائۃ بعد الالف من ہجرۃ النبی صلی الله علیہ و آلہ و سلم

بعد حمد و صلوۃ کے عرض کرتا ہے بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نبیرہ مولوی سید ناصر الدین صاحب نواسہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جب سے حضرت مولانا اسحاق صاحب محدث دہلوی بیت اللہ شریف ہجرت فرما گئے اور مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا انتقال ہو گیا مدرسہ کہنہ جد امجد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کا تخمینا چالیس سال سے غیر آباد پڑا ہے اگرچہ اولاد مولانا

شاہ رفیع الدین صاحب ممدوح سے چند اشخاص جو وارث حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمہما اللہ کے تھے مدرسہ موصوفہ میں سکونت پذیر رہے مگر بوجہ نہ جاری ہونے سلسلہ درس تدریس کے اکثر احبا اور متوسلین خاندان کو معلوم ہی رہا کہ اولاد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی انکے قدیم مسکن و درسگاہ میں رہتی ہے اس اثنا میں مکان بھی ایام غدر میں منہدم ہو گیا تھا بعد اسکے منہ موڑ کے حسب الاسباب وجہ تعمیر اور آبادی اس مدرسہ کہنہ کا جو در حقیقت منبع علم دین ہندوستان میں ہے اس کمترین کے دل میں ڈالا تو بہونہ تھا دن رات اسکی آبادی کی کوشش میں ہون اور شب و روز بجناب الہی دعوات سے دست بدعا ہون کہ اسے قاضی الحاجات اس اجڑے ہوئے چمن کو دوبارہ سرسبز کر دے اور یہ جو نام اس خاندان کا مفقود ہوا جاتا ہے اسکے باقی رہنے کی کوئی تدبیر کر اور اسمین سلسلہ درس تدریس کا جاری کرا اور اس مدرسہ معظم کا شمول اور رونق اسلام کی کہین سے کچھ کفاف مقرر نہیں ہے اور خاص شہر تو سرپرستی باہمی سے خالی ہو گیا ہے اور میرے پاس اس وقت اسقدر سرمایہ نہیں کہ سلسلہ درس تدریس کا شروع کرون اور طلبا کی اعانت کر سکون تو دل نے چاہا کہ اس خزانہ گوہر بے بہا کو جو مدت دراز سے مخفی چلا آتا ہے نکالئے اور اسکو حلیہ طبع سے جلا دیکر جوہریان بازار معانی کو دکھائیے اور جو اسکا نفع ہو مدرسہ موصوفہ میں صرف ہو اور قدری تردد برطرف ہو تو اس کمترین نے یہ چند رسالے کہنہ نکالکر حلیہ طبع سے آراستہ کرکے ہدیہ شائقین کئے ایک مسمی بہ الطاف القدس در بیان اصول تصوف فارسی دوسرا مسمی بہ سطعات مع جزء اللطیف در بیان طلب العلم فارسی تیسرا مسمی مکتوبات مع فضیلت ابی عبد اللہ محمد اسمعیل بخاری ترجمہ فارسی چوتھا مسمی بہ سعادت کونین المعروف بہ فیوض الحرمین مترجم اردو پانچوان مسمی در ثمین فی مبشرات النبی الامین چھٹا مسمی مجموعہ ارشاد واوائل و تراجم البخاری و فیما یجب حفظہ للناظر ساتوان مسمی تاویل الاحادیث شرح انبیا سے ہو آٹھ شرح حزب البحر فارسی نوان مسمی وصیت نامہ مترجم دسوان مسمی بہ مجموعہ فتاوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب گیارہوان مسمی عجالہ نافعہ اصول حدیث فارسی ان رسالونکے مضامین کے بیان کی یہ پرچہ گنجائش نہیں ہے کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں موافق اس مصرعہ کے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اور انشاء اللہ ساتھ مدد خداوند تعالی کے جو کہ میرے پاس رسائل قلمی بہت موجود ہیں رفتہ رفتہ چھاپے جائینگے اور ایک کتب خانہ اور ایک مطبع احمدی برائے اعانت مدرسہ موصوفہ کے جاری کیا ہے جن صاحبونکو جس قسم کی کتاب علاوہ انگریزی و ناگری کے درکار ہو یا کوئی کتاب چھپوانی منظور ہو تو مدرسہ موصوفہ میں بنام اس عاجز کے خط و کتابت کریں یہ ارادہ کیا ہے کہ خوشخبری دون اہل اسلام کو اور خصوصاً انکو جو کہ فیضیاب ہیں اس خاندان کے وہ مثل جواہر کے ہیں اسکو سعی میں شامل کیجئے جس سے جو کچھ ہو سکے زر سے یا ہاتھ سے یا لوسے زبان سے اس کار خیر میں مدد کریں بقولہ تعالی وتعاونوا علی البر والتقوی پس لکھین میں نے یہ چند سطرین خاتمہ کتاب کا اطلاع ہو جاوے اس عاجز سے محبان خاندان کو اور شوق کرینگے کار خیر میں اور تاجران کتب سے ملتمس ہون کہ رسائل مذکورہ بالا واسطے اعانت مدرسہ کے چھاپی گئی ہیں [illegible] رسالے کسی کو [illegible] قصد چھاپنے کا نہ فرماوین جو رسالہ درکار ہو یا اور قسم کی کتابیں

المشتہر

فقیر سید ظہیر الدین عرف سید احمد نواسہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب اور سب رسالے تصنیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و نیز ہر قسم کی کتابیں شہر دہلی مدرسہ کہنہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے بکفایت مل سکتی ہیں ۔

موقوف مدرسہ [illegible] فقط

To: www.al-mostafa.com